

# محبت لازم ہے جاناں

## ایمن رضا

و جہی مجھے ڈھونڈ لو۔۔۔۔۔

بڑی سی چھت پر یہ آواز گونجی تھی۔۔۔۔۔

ایک نو عمر لڑکے نے اس شرارتی آواز کا پیچھا کیا۔۔۔۔۔

جب ایک جگہ چھوٹی دیوار کے پیچھے ایک بڑے سی ڈرم کی ٹوہ میں اسے ہلکا سا فیروزی دوپٹہ دکھائی دیا۔۔۔۔۔

اس 15 سالہ نوجوان کی آنکھیں شرارت سے چمکیں۔۔۔۔۔

"یار یہ تو یہاں بھی نہیں کہاں گئی نیچے جا کر دیکھتا ہوں"

اس نے اپنے لہجے میں مصنوعی افسوس کا اظہار کیا اور قدموں کے چلنے کی نقلی چاپ پیدا کی۔۔۔۔۔

وہ لڑکی جو اپنے بچنے پر دعائیں مانگ رہی تھی۔۔۔۔۔

اس لڑکے کے جانے کا یقین کرتے ہوئے باہر نکلی۔۔۔۔۔

اور اپنی جیت پر پر جوش انداز میں بولی "یس میں جیت گئی"۔۔  
وہ سرخی مائل پھولے گالوں والی لڑکی اپنی جیت پر نہایت خوش دکھائی دیتی تھی جب۔۔۔  
پیچھے سے "بھاؤؤؤؤ" کی آواز نے اس کا ترانہ نکال دیا۔۔۔  
اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔۔۔  
جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں کھڑا بتیسی کی نمائش کر رہا تھا۔۔۔  
"ہائے السڈر اڈتا مینوں"  
وہ نے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے ایک جھانپڑوہاں کو رسید کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔  
"اُف تم اور تمہارے دیسی ڈائلا گز"۔۔۔۔  
وہاں نے اس دس سالہ لڑکی کو پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔  
جو غزالی آنکھوں میں خفگی سموئے اسے گھور رہی تھی۔۔۔  
"ابھی میری روح پرواز کر جاتی تو"۔۔۔  
اس لڑکی نے مزاحیہ لہجے میں کہا جبکہ اس بات پر اس لڑکے نے تڑپ کر کہا۔۔۔  
"جب تک میں زندہ ہوں تب تک میری گڑیا کو کچھ نہیں ہونے دوں گا"  
اس کے لہجے میں ایک شدت پسندی تھی۔۔۔  
اس دس سالہ سنہری گڑیا میں تو اس کی جان بستی تھی۔۔۔

دونوں میں بس پانچ سال کا فرق تھا مگر سلوک ہم عمروں والا۔۔۔۔۔  
دونوں جیسے ایک جسم دو جان تھے اگر کسی ایک کو تکلیف پہنچتی تو دوسرا بھی سو نہیں پاتا۔۔۔۔۔  
دونوں کی محبت کب پروان چڑھی دونوں کو ہی علم نہ ہوا۔۔۔۔۔  
دونوں ہی ایک دوسرے کی محبت میں روم روم ڈوب چکے تھے۔۔۔۔۔  
محبت کا رنگ اتنا گہرا تھا کہ انہیں آنے والے سیاہ بخت کا پتہ ہی نہ چلا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

کراچی یونیورسٹی میں جہاں شور شرابہ برپا تھا وہیں یونی کے کیفے میں قدرے پرسکون ماحول تھا۔۔۔  
دو تین ٹیبلز پر کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔۔  
جبکہ ایک کونے والی ٹیبل پر 22 سالہ نوجوان اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔  
اس کی نگاہیں داخلی دروازے پر تھیں جب کہ ہاتھ کی انگلیاں فون پر بیٹاؤ بجا رہی تھیں جو اس کے کسی کے  
بے صبری سے انتظار میں ہونے کا پتہ دے رہی تھیں۔۔۔۔۔  
کمان کی طرح کھینچی گئی آئی برو۔۔۔۔۔ روشن آنکھیں، اٹھی ناک،  
اور آپس میں پیوست لب اس کی گوری رنگت پر بہت جچتے تھے۔۔۔۔۔  
اس کو دیکھ کئی لڑکیاں آہیں بھرتی تھیں، اس کو دیکھنے کے لئے کئی کلاسیک بنک کرتیں تو کئی یونی ٹائمنگ سے پہلے آ  
جاتیں۔۔۔۔۔

مگر اس کے لیے دیے اور اکھڑ انداز سب لڑکیوں کو اس سے دور رہنے پر مجبور کرتا۔۔۔۔  
آخر کوئی کیوں نہ مرتا اس پر وہ تھا بھی تو اتنا امیر کبیرا کلوتا شاہ انڈسٹریز کا کلوتا وارث۔۔۔۔  
لڑکیوں میں وہ لیڈیز کلر کے نام سے مشہور تھا۔۔۔۔  
وہ انتظار کرتے کرتے اکتا گیا تھا جب اسے سامنے سے رحمہ آتی نظر آئی اور اس کا انتظار ختم ہوا۔۔۔۔  
"کہاں تھی تم"

اس نے خفگی سے پوچھا۔۔۔

"ٹریفک بہت تھا شاہ جان"

اس نے ہر بار کا بہانہ دہرایا رحمہ نے اس کی گال سے گال مس کرتے ہوئے کہا۔۔۔

شاہ کو اس کا یہ بے باک انداز پسند تو نہیں تھا مگر اس کی محبت سمجھ کر نظر انداز کر دیتا۔۔۔

رحمہ لڑکیوں کو جیلز کرنے کے لیے شاہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بیٹھ گئی۔۔۔

"بولو نا شاہ جان اتنی ارجنٹ کیوں بلایا"

اس نے بظاہر بے تاب لہجے میں پوچھا جبکہ شاہ سنسنی پھیلاتے ہوئے بولا

"تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے"

اب شاہ کی آنکھوں میں ایک مخصوص چمک تھی۔۔۔

جو خاص موقعوں پر ہی نمودار ہوتی۔۔۔

"کیا ہے جلدی بتاؤ نہ"

چونکی تو وہ تب جب شاہ نے اپنی پاٹ سے ایک مخمل کی چھوٹی سی ڈبی نکالی۔۔۔۔۔

اس ڈبی کو دیکھ کر رحمہ کی آنکھوں میں ایک چمک آگئی۔۔۔۔۔

اس نے مخملی ڈبی کھولی۔۔۔۔۔

اور رحمہ کے آگے کی

"ول یومیری می"

اس نے ایک شان سے پوچھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کوئی بھی لڑکی اسے انکار کر ہی نہیں سکتی اور رحمہ بھی انہی لڑکیوں

میں سے تھی۔۔۔۔۔

ہیرے کی چمک نے روحہ کی آنکھیں خیر کر دی تھیں۔۔۔۔۔

"یس"

اس نے فوری طور پر سر ہلایا مبادا کہیں وہ ہیرے کی انگوٹھی واپس ہی نہ رکھ لے۔۔۔۔۔

شاہ کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ نے چھپ دکھلائی۔۔۔۔۔

اس نے ڈبی میں سے رنگ نکالی اور رحمہ کے کوئل ہاتھ میں سجادی۔۔۔۔۔

نازک سی ہیرے کی انگوٹھی رحمہ کے ہاتھ کو چار چاند لگا رہی تھی۔۔۔۔۔

کیسی لگی؟

شاہ نے محبت سے پوچھا۔۔۔۔۔

"اچھی لگی لیکن مجھے یقین ہے کہ تم مجھے منہ دکھائی پر اس سے بھی مہنگا تحفہ دو گے جو میرے شایان شان ہو گا"۔۔۔۔۔

رحمہ نے رعونیت سے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتے کہا۔۔۔۔۔

اس کی بات سن کر شاہ ایک پل کو ٹھٹکا۔۔۔۔۔

رحمہ نے شاہ کے چہرے پر حیران کن تاثرات دیکھ کر فوراً انگوٹھی کی تعریف کی۔۔۔۔۔

شاہ جو اس کی بات سن کر چونکا تھا اس کی تعریف کرنے پر وہ خیال ذہن سے جھٹکا۔۔۔۔۔

کیا رحمہ بھی اس سے لالچ کی وجہ سے شادی کر رہی ہے۔۔۔۔۔

دماغ میں خیال آیا لیکن دل نے فوراً اس کی نفی کی۔۔۔۔۔

وہ اس پل میں کھو گیا آنے والے لمحوں سے انجان۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

تم یہاں بیٹھو میں تمہارے لئے پانی لے کر آتا ہوں۔۔۔۔۔

ریان نے اپنے 6 سالہ جڑواں بھائی آیان کو کہا۔۔۔۔۔

جو دیکھنے میں ہو بہو اس جیسا تھا۔۔۔۔۔

بس آنکھوں کا رنگ مختلف تھا ریان کی آنکھیں سیاہ گھور تھیں جبکہ آیان کی آنکھیں بھوری تھیں۔۔۔۔۔

غور سے دیکھنے والا ہی بس ان میں فرق کر سکتا تھا۔۔۔

ریان جتنا ذہین تھا ایسا اتنا ہی حساس۔۔۔ ریان ہمیشہ اس کا بڑے بھائیوں کی طرح خیال رکھتا۔۔۔۔۔  
دونوں میں بہت سی لڑائیاں ہوتیں لیکن اگر ایک دکھی ہوتا تو دوسرا اسے خوش کرنے کے لئے ہر جتن کرتا۔۔۔۔  
جتنی وہ دونوں لڑائیاں کرتے اتنی ہی ایک دوسرے پر جان چھڑکتے تھے۔۔۔۔۔  
جو واضح فرق ان دونوں میں نظر آتا تھا وہ تھا ایسا کا Disable ہونا وہ دائیں ٹانگ سے ٹھیک سے چل نہیں سکتا تھا۔۔۔۔۔

اسے چلنے کے لیے سہارے کی ضرورت پڑتی تھی۔۔۔۔۔  
اس لیے وہ Leg Crutches جو اس کی آدھی ٹانگوں سے بندھی ہوتی تھی پہنتا تھا۔۔۔۔۔  
اس میں بھی وہ لڑکھڑا کر ایک دو قدم ہی چل پاتا اسے پھر بھی کسی کے سہارے کی ضرورت پڑتی تھی۔۔۔۔۔  
جو ریان بخوبی بنتا۔۔۔۔۔  
اب بھی ریان اسے سنگی بیچ پر بٹھا کر پانی لینے گیا تو کچھ بڑے لڑکوں نے ایسا کو گھیر لیا۔۔۔۔۔  
"اوؤ فٹبال کھیلو گے ہمارے ساتھ"

ان میں سے ایک دس سال کی عمر کا لڑکا بولا۔۔۔۔۔  
دوسرا فوراً بولا یہ تو لنگڑا ہے یہ کیسے کھیلے گا۔۔۔۔۔  
اس کی بات پر سارے لڑکے کھل کھلا کر ہنس دیے۔۔۔۔۔







جب کہ آیان کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو چمکنے لگے۔۔۔

"ارے یہ تو روند ہے"

ایک اور لڑکا بولا۔۔۔

اب کہ باقاعدہ ایان ہچکیوں سے رو رہا تھا۔۔۔

جب ان میں سے کسی ایک لڑکے نے اسے بیچ سے نیچے دھکا دیا۔۔۔

جس سے اس کے ہاتھ زخمی ہو گئے۔۔۔

ریان نے جب دور سے کچھ لڑکوں کو ایان کو تنگ کرتے دیکھا تو وہ چیزیں وہیں پھینک کر اس کے پاس دوڑا چلا

ایا۔۔۔

اور اس کو اٹھا کر واپس بیچ پر بیٹھایا۔۔۔

"کس نے میرے بھائی کو ہاتھ لگایا"

اس نے ننھی ننھی مٹھیاں بھیج کر کہا۔۔۔

"میں نے لگایا ہے کیا کر لے گا"

ان میں سے 10 سالہ لڑکا بولا۔۔۔

اور ریان کو دھکا دیا اس سے پہلے کہ وہ گرتا دو مہربان ہاتھوں نے اسے تھام لیا۔۔۔

اس نے اپنے مسیحا کو دیکھا جو 23 سالہ لڑکی تھی

"how dare you"

اس لڑکی کی سخت آواز پر سب اسکی طرف پلٹے

\*\*\*\*\*

یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔۔ "how dare you"

اس خوب رو لڑکی نے کڑے تیوروں سے

پوچھا۔۔۔۔

بچے اس کے رعب و دبدبے سے ہی سمجھ گئے تھے کہ وہ ایک ٹیچر ہے۔۔۔۔

اس لئے سب سر جھکا کر ایک قطار میں

کھڑے ہو گئے۔۔۔۔

"کیا آپ سب یہاں یہ سب سیکھنے آتے ہیں سکول۔۔۔"

کیا اپنے جونیئرز کو ایسے تنگ کرتے ہیں۔ جواب دیں مجھے۔ سینئر ہونے کے ناطے آپ

کافر ض ہے کہ اپنے جونیئرز کی مدد کریں نہ کہ ان کی بلنگ کریں۔

"shame on you....."

"I am very disappointed "

بچوں کی بولتی تو اس کے سٹرکٹ انداز  
پر ہی بند ہو گئی تھی۔۔۔۔

say sorry to him!

سب بچوں نے شرمندہ ہوتے ہوئے ایان کو  
سوری کہا۔۔۔

جو ہچکیوں سے رورہا تھا۔۔۔۔

چلیں آپ جائیں آئندہ میں آپ کو ایان  
کو.... تنگ کرتا نہ دیکھوں۔۔۔۔ بلکہ اگر کوئی ایان کو تنگ کرے تو آپ اس

کی مدد کریں گے نہ کہ اس کا مذاق اڑائیں

گے... "understand"

آخر پہ اس ٹیچر نے مدبرانہ انداز میں۔۔

بچوں کو سمجھایا۔۔۔

جسے وہ خاطر خواہ وہ سمجھ بھی گئے۔۔۔۔

ان کے چلے جانے کے بعد وہ لڑکی ایان کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھی۔۔۔۔

جو ابھی تک رورہا تھا۔۔۔۔

"یہ سویٹ سالڑ کا کیوں رو رہا ہے"۔۔۔  
اس لڑکی نے ایان سے دوستانہ انداز، میں  
پوچھا۔۔۔۔۔

ریان نے اس لڑکی کے دوستانہ انداز پر  
اسے غور سے دیکھا۔۔۔

جو کہنے کو تو ان کی ٹیچر تھی۔۔۔ مگر اس کا انداز دوستانہ تھا۔۔۔۔  
"میں نے تو سنا ہے گندے بچے روتے ہیں"  
کیوں ریان"۔۔۔۔

ریان نے اس کی بات سمجھ کر جلدی  
ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔  
"اس کیوٹ سے بچے کا نام کیا ہے"

"ایان"

اس نے ہچکیوں میں روتے ہوئے اپنا نام  
بتایا۔۔۔

"تو آیان آپ کیا گندے بچے ہو جو رو رہے"

ہو"۔۔۔۔

اس لڑکی نے مصنوعی حیرانگی لیے

پوچھا۔۔۔۔

ایان نے جھٹ نامیں سر ہلایا۔۔۔۔

اور روتے ہوئے بولا۔۔۔

"میں تو نہیں رو رہا ہوں۔۔۔

میں تو مذاق۔۔۔۔ (ہچکی)۔۔۔۔ میں۔۔۔۔ (ہچکی)۔۔۔۔ رو۔۔۔۔ (ہچکی)۔۔۔۔ رہا۔۔۔۔ (ہچکی)۔۔۔۔ ہوں۔۔۔۔"

(ہچکی)۔۔۔۔

ہچکیوں کے درمیان بولتے ہوئے وہ بہت

کیوٹ لگ رہا تھا اس لڑکی نے اس کے اتنے

کیوٹ انداز پر اس کے دونوں گال چٹاچٹ

چوم لیے۔۔۔۔

اس کے اس عمل پر ایان بلش کر گیا جبکہ

ریان منہ کھولے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔ میں تو اس کیوٹ سے بوائے سے دوستی

کرنے آئی تھی

کیونکہ میرا یہاں کوئی بھی دوست نہیں  
کیا آپ دونوں میرے فرینڈ بنو گے۔۔۔  
اس لڑکی نے اپنے لہجے کو اداس بنا کر منہ لٹکاتے ہوئے ہوئے کہا۔۔۔  
جس پر دونوں نے جھٹ سرہاں میں  
بلا یا۔۔۔۔

"رپنزل۔۔۔"

ایان نے اس کے لمبے بالوں کو دیکھتے ہوئے  
اسے نئے لقب سے نوازا تھا۔۔۔

اور لڑکی اس کے فدا فدا انداز پر کھلکھلا  
اٹھی۔۔۔۔

"ایان تو بہت بریو بے نا۔"

تو آئندہ آپ نے کبھی بھی رونا نہیں ہے۔۔۔

اس لڑکی نے اسے ساتھ لگاتے سمجھایا۔۔۔ "اگر مجھے پھر سے کسی نے تنگ کیا تو"

اس نے معصومانہ انداز میں پوچھا۔۔۔

اس کے لہجے میں خوف ہلکورے لے رہا تھا۔۔۔ جسے دیکھ کر اس لڑکی کو بہت دکھ پہنچا۔۔۔۔

"تو پھر ہم مل کر انہیں ڈشم ڈشم کر دیں گے"  
اس کے انداز پر تینوں کھلکھلا کر ہنس

اور یہاں سے تینوں کی دوستی کا آغاز ہوا تھا اور وہ تینوں ہی نہیں جانتے تھے کہ یہ دوستی انہیں کہاں لے جانے والی  
تھی۔

داؤد منشن کے باہر ایک ہونڈا سیوک آکر  
رکی۔۔۔

جس میں سے 30 سالہ نوجوان آنکھوں پہ  
گلاسز لگائے نکلا۔۔۔

اور مضبوط قدم رکھتے ہوئے منشن کے اندر ونی جانب بڑھا۔۔۔۔  
اس کی چال میں ایک مضبوطی تھی۔  
وہ ایک ساحر کی سی شخصیت رکھتا

تھا۔۔۔۔

ایک رعب و دبدبہ تھا اس کی چال میں۔۔۔۔۔

اس کے ایک ہاتھ میں یقینا لپ ٹاپ بیگ

تھا۔۔۔۔۔



جوں ہی اس نے مینشن کے اندر قدم رکھا۔۔۔۔۔

اس کی

نگاہ سامنے بلیک جارجٹ کی ساڑھی

میں تیار کھڑی اپنی بیوی پر گئی۔

جو کہیں جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔۔۔۔۔

وہ بے انتہا حسین اور مغربی نقوش کی حامل تقریباً اٹھائیس سالہ لڑکی تھی۔۔۔۔۔

اس نے اس عمر میں بھی اپنے آپ کو کافی

منٹین کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔

گہری کالی آنکھیں ستواں ناک

سرخ و سفید رنگت اور ان پر چلتے مناسب ہونٹ۔۔۔۔۔

اس کا سراپا اسہی کی طرح حسین تھا۔۔۔۔۔ ویلکم میری جان! اس نے بناوٹی لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

کافی عرصہ اس کے ساتھ گزار کے اب تو اسے اپنی بیوی کے بناوٹی لہجے کی عادت ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

گڈ آفٹر نوں! بچے آگئے اسکول سے۔۔۔۔۔؟

داؤد نے اپنے بچوں کے بارے میں پوچھا۔۔۔۔۔ وہ تو کب کے آگئے۔۔۔۔۔

کھانا کھا کر آرام کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

تمہارا دن کیسا گزرا؟ بس گزر گیا تم سناؤ کہیں جانے کی تیاری

ہے۔۔۔۔

اسنے اپنی بیوی کی ننگ سک سے کی ہوئی تیاری کو گہری نظروں سے جانچتے کہا۔۔۔

ہاں ایک ضروری کام سے جارہی ہوں۔۔۔

"اب یہ نہ پوچھنا کہ کہاں جارہی ہوں۔۔۔ مجھے روک ٹوک پسند نہیں یہ تمہیں اچھی طرح پتا ہے"۔۔۔

داؤد اس سے یہ نہ پوچھ سکا کہ اتنا تیار ہو

کروہ کون سے کام پر جارہی ہے۔۔۔۔

داؤد نے ایک ناپسندیدہ نگاہ اسے اوپر سے

نیچے تک ڈالی۔۔۔۔

"have a good day"

کہ کروہ ٹک ٹک کرتے ہوئے یہ جاوہ جاد داؤد نے ہنکارہ بھرا

اور اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

وہ تھکی ہاری دوپہر کو چار بجے گھر لوٹی تھی بس بدل کے آنے تک اس کی ہمت جواب دے گئی تھی۔۔۔۔

جب اس کے تھکے ہارے قدموں کو بھابھی کی تیز آواز نے بریک لگائی۔۔۔۔

"لو آگئی مہارانی سیر سپاٹے کر کے"۔۔۔۔ وہ اس کی سکول جاب کو سیر سپاٹے کہہ  
رہی تھیں

جب کہ وہ یہ بھول گئی تھیں کہ وہ اپنا  
پیٹ بھرنے کے لیے  
ہی یہ جاب کرتی ہے۔۔۔۔

اور اس کی نوبت بھی ان ہی کی وجہ سے آئی ہے۔۔۔۔  
اس کے ماں باپ کے گزر جانے کے بعد  
اس کی چاروں بھابیوں نے جو اس پر ظلم ڈھائے تھے۔۔۔۔  
وہ تو خدا ہی جانتا تھا۔۔۔۔

یا وہ۔۔۔۔۔ ان کی بات پر کان دھرے بغیر۔۔۔۔۔  
وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔  
چادر اتار کر ایک جگہ رکھی اور پکن میں اپنا کھانا بنانے چلی گئی۔۔۔۔  
جب اس نے فرج کھولنی چاہی تو فرج کو تالا لگا دیکھ۔۔۔۔

وہ

جتنا حیران ہوتی اتنا کم تھا۔۔۔۔

شدت غم سے اسکی آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔۔۔۔"

بھابھی اس کے پیچھے ہی چلی آئی۔۔۔۔

بھابھی یہ کیا طریقہ ہے۔۔۔۔

کیا ہم نے کیا کیا تمہارے بھائی اتنی مشکل سے کما کر لاتے ہیں اور وہ ہم تم پر لگا دیں۔۔۔۔

واہ بھائی واہ بھابھی ہاتھ نچانچا کر بولی۔۔۔۔

باقی بھابھیاں شور سن کر آگئیں تھیں۔۔۔۔

اور انہوں نے بھی بڑی بھابھی کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔۔

وہ جلدی میں اپنا کھانا لے کے آنا بھول گئی تھی۔۔۔۔

اور آج پھر سے اس کی رات فاقے میں کٹنی تھی۔۔۔۔

"بھابھی آپ نے پہلے مجھ سے میرے بھائیوں کو دور کیا۔۔۔۔

میں نے آپ سے کچھ نہیں کہا۔۔۔۔

آپ میرے خلاف بھائیوں کے کان بھرتی رہیں میں پھر بھی چپ رہتی ہوں۔۔۔۔

نہ آپ مجھے اپنے بچوں کو پیار

کرنے دیتی ہیں۔۔۔۔

یہ بھی ٹھیک ہے۔۔۔۔

آپ کی وجہ سے مجھے نوکری کرنی پڑی تاکہ میں  
دو وقت کا کھانا کھا سکوں اور اپنے بھائیوں پر بوجھ نہ بنوں  
اور کتنا گریس کی آپ لوگ۔۔  
آپ شاید یہ بھول رہی ہیں کہ اللہ ظالم کی رسی دراز کرتا ہے۔۔۔  
ڈریں اس وقت سے۔۔  
جب اللہ آپ کی رسی کھینچے گا اور آپ کے ہاتھ پچھتاوے کے علاوہ کچھ نہیں آئے گا۔۔۔  
اوبی بی یہ لکچر جا کر کسی سکول کے بچوں کو دینا دوڈ گریاں کیا  
لے لیں سر چڑھ کر بول رہی ہے۔۔۔  
بھابیاں اس کی بات کو کسی خاطر میں نہ لائیں اسے دھکے دے کر کے کچن سے نکال دیا۔۔  
اس نے ایک کرب بھری نظر  
آسمان کی طرف اٹھائی اور اللہ سے  
صبر مانگا اور اللہ تو تمام دلوں کے حال  
جانتا ہے۔۔۔۔۔

---

آج کئی دنوں بعد وجہی اس سے ناراض

ہوا تھا اور اس کی توجان پر بن  
آئی تھی۔۔۔ اس لیے وہ صبح سے ہی  
وجہی کے پیچھے لگی اس کو منانے کی  
تگودو کر رہی تھی۔۔۔۔۔  
اس کی تو بھوک پیاس سب اڑ گئی تھی۔۔۔  
وجہی بھی تو اس بار سخت خفا ہوا تھا  
اور وجہ تھی وش کے بال کٹانا  
جو وجہی کو لمبے ہی پسند تھے۔۔۔۔۔  
لیکن ہماری تیکھی مریچ کو لمبے  
بالوں سے سخت الجھن ہوتی تھی جبھی  
وہ عید سے ایک دن پہلے اپنے بالوں کو  
سٹیپ کٹنگ اور بلوڈ رائے کروا آئی۔۔۔  
جبکہ وجہی اس کی اس حرکت پر سخت نالاں تھا۔۔۔۔  
جبھی صبح سے مکمل باے کاٹ تھا۔۔۔۔  
اب تو وش سب چھوڑ چھاڑ کر سوں سوں

کرنے میں مصروف تھی اور رات کا  
کھانا بھی گول کر گئی تھی۔۔۔۔  
تب جا کر وجہی کو اپنی سویٹ سی منکوحہ پر ترس آیا جو صبح سے بھوکی تھی۔۔۔۔  
جی ہاں منکوحہ کیونکہ وہاں صاحب کا اپنی  
گڑیا کے بغیر گزارا جو نہیں تھا  
سو گھر والوں نے انہیں رشتہ ازدواج میں باندھ دیا۔۔۔۔۔  
تم نے کھانا کیوں نہیں کھایا۔۔  
وہاں نے خفگی بھرے انداز میں سرزنش کی۔۔  
اس میں بھی میرا ہی قصور ہے خود  
لارڈ صاحب صبح سے منہ پھلائے  
گھوم رہے ہیں اور کہتے ہیں کیا ہوا۔۔۔۔  
وش نے سو سو کرتے اسکی نقل اتار کے دکھائی جس پر وہاں کو ہنسی تو بہت آئی مگر کنٹرول کر گیا۔۔۔۔۔  
"تمہیں جب پتا ہے کہ مجھے تمہارے لمبے بال پسند ہیں تو تم نے کیوں کٹوائے۔۔۔۔۔  
اس کا مطلب تو یہی ہے کہ تم میری بات کو اہمیت نہیں دیتی"۔۔۔۔۔  
نہیں خدا کے لیے وجہی ایسا مت کہو



میں تو خود سے زیادہ تمہاری بات کو اہمیت دیتی ہوں۔۔۔۔۔  
پھر تمہیں ایسا کیوں لگاوش تو تڑپ ہی اٹھی تھی اسکے اداس لہجے پر۔۔۔۔۔  
تمہیں پتا ہے وجہی میں نے اپنے نام کے ساتھ تمہارا نام کب سنا نہیں پتا نا۔۔۔۔۔  
یہ تو مجھے خود بھی معلوم نہیں ہوا  
کہ کب میں بابا کی گڑیا سے وہاں کی گڑیا بن گئی اور اسکی ہی پسند میرے لیے معنی  
رکھنے لگی۔۔۔ دیکھو مجھے کیا تمہیں  
مجھ میں کچھ میرا نظر آتا ہے۔۔۔۔۔  
وہاں نے اسکو غور سے دیکھا۔۔۔۔۔  
نہیں نا۔۔۔۔۔  
اب تو میں روم روم تمہارے  
رنگ میں رنگ چکی ہوں۔۔۔۔۔  
صحیح تو کہ رہی تھی وہ اس نے وہاں  
کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لیا تھا۔۔۔۔۔  
وہاں نے اسے جان نثار کر دینے والی  
نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔

وِش اسکے ایسے دیکھنے پر گڑ بڑائی۔۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟

اس نے نظریں

ادھر ادھر گھماتے پوچھا۔۔۔

یہی کے اب چاچا جان سے رخصتی کی بات

کر لینی چاہئے۔۔۔

وِش کے چہرے پر ایک دم قوسِ کزا کے رنگ پھیل گئے۔۔۔۔

جن کو دیکھتے وہاں

نے اسکے یہ رنگ ہمیشہ رہنے کی دعا کی تھی۔۔۔۔

وِش نے گلا کھنکارا۔۔۔۔۔

چلو چل کے کھانا کھاؤ وہاں اسے لیے اٹھا۔۔۔

"مطلب ناراضگی ختم"۔۔۔

وِش نے غزالی آنکھیں پٹپٹاتے پوچھا۔۔۔

"ہاں ہاں ختم تم تو میری مت ہی مار دیتی ہو"۔۔۔۔ وہاں نے اسکے اگے ہاتھ جوڑتے

ہوئے کہا۔۔۔۔

"ایک بات کہوں"

وش نے بڑے پیار بھرے انداز

میں اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔

ہاں کہو۔۔۔

وہاں تو اسکے پیار بھرے انداز پر

قربان ہوا۔۔۔

اس نے جھک کر کہا "السنہ ہتھ ماردا اے

نہ لت ماردا اے

جدوں ماردا اے بندے دی مت ہی ماردا اے

جیسے اپنی "جلدی سے اسکی گال پر کس کر کے کہتے ہوئے بھاگی۔۔۔۔

جب کہ اس پیار بھری جسارت پر وہ اسے

پکڑ بھی نہ سکا اور ہاتھ ملتے رہ گیا۔۔۔

بڑے سے ہال میں پارٹی کا ایک زبردست سا اہتمام کیا گیا تھا ہر جگہ لائٹنگ اور ڈیکوریشنز سے حال منور تھا۔۔۔۔

ہر طرف عورتوں اور مردوں کی ٹولیاں کھڑی تھیں۔۔۔۔

یہ سراسر بزنس پارٹی تھی۔۔۔۔

جہاں کیپلز کے ساتھ ساتھ وسیع تعداد کیمرہ میسنز اور رپورٹرز کی بھی تھی۔۔۔۔

جو ادھر ادھر بکھرے مشہور بزنس میسنز سے ان کانٹریڈیو لے رہے تھے۔۔۔۔

جبھی ایک دم ہال میں افراتفری مچی۔۔۔۔۔

کیونکہ داخلی دروازے سے جانا مانا بزنس مین داؤد اور اس کی وائف داخل ہو رہے تھے۔۔۔۔۔

رپورٹرز اور کیمرہ میسنز کا جم غفیر ان دونوں پر جھپٹا اور کھڑا کھڑا ان کی تصویریں کھینچنے لگ گئے۔۔۔۔

وہ ان سب کو ایکسکیوز کرتے ہوئے اندر کی جانب بڑھے۔۔۔۔۔

جہاں شمس چغتائی کھڑا اپنا انٹرویو دے رہا تھا۔۔۔۔۔

ان کو آتے دیکھ اس نے کیمرہ مین اور رپورٹرز کو فارغ کیا اور داؤد کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔

کیسے ہیں شمس صاحب داؤد نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"آپ کے آجانے سے آجاتی ہے چہرے پر رونق لوگ سمجھتے ہیں بیمار کا حال اچھا ہے۔"

اس نے ایک نظر داؤد اور ایک گہری نظر اس کے ساتھ کھڑی بیوی پر اوپر سے نیچے تک ڈالتے ہوئے کہا جو کہ داؤد کو

ضبط کے کڑے منازل پر لے گئی۔۔۔۔

"کیسا لگا آپ کو پہلا اور ڈھار کر" شمس چغتائی نے طنزیہ لہجے میں داؤد سے پوچھا۔۔۔۔۔

"یہ تم بھی جانتے ہو اور میں بھی کہ یہ ایوارڈ تم نے کیسے جیتا ہے۔۔۔۔۔"

کیونکہ میں تمہاری طرح لوگوں کو خریدتا نہیں ہوں۔۔۔۔۔"

داؤد کے لہجے میں نہ جلن تھی۔۔۔۔۔ نہ ہی حسد وہ بس پر تپش لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

شمس جل بھن کر رہ گیا اتنی محنت کر کے بھی وہ داؤد کے چہرے پر ایک شکن تک نہ دیکھ سکا تھا۔۔۔۔۔

"واقعی کیا اتنا جانتے ہیں آپ مجھے"

شمس نے طنز کیا۔۔۔۔۔

"ویسے ایک بات تو بتاؤ یہ اتنے ممبر تم نے اپنی طرف کر کیسے لیے۔۔۔۔۔"

داؤد نے دوستانہ لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

"کیا کروں داؤد صاحب لوگوں کی کمزوریوں پر نظر رکھنا آپ سے ہی تو سیکھا ہے۔۔۔۔۔"

اس نے داؤد کی بیوی پر ایک گہری نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"اچھا! لیکن مقابلہ تو برابر کے لوگوں میں ہی اچھا لگتا ہے"

داؤد نے ہنستے ہوئے طنز کیا۔۔۔۔۔

وہ پچھلے پانچ سالوں سے بزنس میں تھا۔۔۔۔۔

جبکہ داؤد کو تین ہی سال ہوئے تھے۔۔۔۔۔

اور وہ کامیابی کی منازل طے کرتا چلا گیا تھا اور تین سالوں سے لگاتار بیسٹ بزنس مین کا ایوارڈ جیت رہا تھا۔۔۔۔۔

جو کہ شمس چغتائی سے ہضم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔۔  
اور تین سال بعد آج وہ رشوت دے کر ایوارڈ حاصل کر چکا تھا۔۔۔۔۔  
"ایسا بالکل بھی نہیں داؤد صاحب!  
اگر مقابل شاطر اور گھاگ انسان ہو تو مقابلے کا اپنا ہی مزہ ہے"۔۔۔۔۔  
داؤد نے اسے گڈ لک کہا اور آگے کی جانب بڑھ دیا جہاں اسٹیج پر اس کا نام اناؤنس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔  
سات کھڑی داؤد کی بیوی کی آنکھوں میں۔۔۔۔۔  
شمس چغتائی کو دیکھ کر ایک چمک آئی تھی۔۔۔۔۔  
اس کی نظر میں پسندیدگی صاف دیکھی جاسکتی تھی۔۔۔۔۔ پھر وہ جتنی دیر اس پارٹی میں رہی۔۔۔۔۔  
اس کی نظریں شمس پر ہی ٹکی رہیں۔۔۔۔۔  
\*\*\*\*\*  
جب سے وہاں نے سنا تھا کہ وش نے اس کے نام کی مہندی لگائی ہے۔۔۔۔۔  
وہ تب ہی سے ان کے لاونج میں براجمان اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔۔  
بظاہر تو وہ چاچو اور اپنے کزنوں کے درمیان موجود تھا۔۔۔۔۔  
مگر اس کی نظریں وش کو تلاش کر رہی تھی۔۔۔۔۔  
مگر اس ظالم نے اپنی ایک جھلک بھی نہیں دکھائی تھی۔۔۔۔۔

اس کی بے تاب نظریں ادھر ادھر اسے تلاش کرتیں مگر ناکام لوٹ آتیں۔۔۔۔۔  
آخر چاچو کو اس پر رحم آہی گیا اور بولے۔۔۔۔۔  
"برخدا روش اوپر ہے شاید تم اس سے ملنے آئے تھے۔۔۔  
مگر ہم تمہیں مل گئے"۔۔۔  
چاچو نے شرارت سے اسکی ٹانگ کھینچتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔  
جب کہ سب کے چہروں پر دبی دبی ہنسی نظر آنے لگی۔۔۔۔۔  
وہ جلدی سے اٹھا اور شرمندہ ساسر کھجایا پھر اوپر کی جانب دوڑ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔  
اوپر چڑھتے ہوئے اس نے ایک پلر کے پیچھے سنہری آنچل دیکھ لیا تھا اس کی رفتار میں تیزی آئی جبکہ اس کی رفتار میں  
تیزی دیکھ۔۔۔۔۔  
اوپر کا پورشن چھن چھن کی آواز سے گونج اٹھا۔۔۔۔۔  
یقیناً وہ روش کی پائل کی آواز تھی۔۔۔۔۔  
کبھی وہ ایک پلر سے دوسرے پلر تک جاتا لیکن وہ اس کے پیچھے سے فرار ہو کر نکل جاتی۔۔۔۔۔  
روش میں آخری دفعہ کہہ رہا ہوں باہر نکل آؤ۔۔۔  
ورنہ تمہیں سزا ملے گی۔۔۔  
اس نے مصنوعی غصہ ہوتے کہا۔۔۔۔۔



"کبھی نہیں" اس کی شرارتی آواز گونجی۔۔۔۔

"اچھا جی تو ایسی بات ہے"۔۔۔

اس نے منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

وہ ایک پلر تک گیا جب وش اس کے پیچھے سے پھرتی سے گزرنے لگی۔۔۔۔

اس نے فوراً بنا مڑے اس کا ایک ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور پلر کے ساتھ لگایا۔۔۔۔۔

اور اس کے دائیں بائیں بازو رکھ کر اس کے جانے کی راہیں مسترد کر دیں۔۔۔۔۔

"اب بتائیں میڈم کہاں جانے کی تیاری ہے۔۔۔"

مجھ سے چھپ رہی تھی۔۔۔"

وہاں نے آئی برواچکاتے پوچھا۔۔۔

جس کے جواب میں اس نے برسا منہ بنایا اسے اپنے پکڑے جانے کا افسوس تھا۔۔۔۔۔ 😞 😞 😞 😞

"اب مجھ سے چھیننے کی سزا تو ملے گی۔۔۔"

وہاں نے وش کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

اس کے اس طرح دیکھنے پر وہ سٹیٹائی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔۔

وہاں جوش کے نزدیک ہوا۔۔۔۔۔

اتنی قربت پر وش کا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔۔

ماتھے پر پسینہ چمکنے لگا۔۔

اور ہتھیلیاں نم ہو گئیں۔۔۔

اس نے کہاں دیکھی تھی وہاں کی اتنی قربت۔۔۔

وش کی تو حالت ہی پتلی ہو گئی۔۔۔

"وہاااا ج"

اس نے ڈرتے ڈرتے اس کا نام لیا۔۔۔

اور اپنے سوکھے ہونٹوں کو زبان سے تر کیا۔۔۔

وش کی اس حرکت پر۔۔۔

وہاں کی نظیں وش کے گلاب جیسے لبوں پر ٹک گئیں۔۔۔

جس سے وش کی جان پر بن آئی وش نے فاطمہ اپنے ہونٹ بھیچ لئے۔۔۔

اس کی اس معصوم حرکت پر وہاں اپنی مسکراہٹ ضبط کر کے رہ گیا۔۔۔

وہ اس کے اور قریب ہوا اور اس کے ماتھے پر لب رکھ کر اسے معتبر کیا۔۔۔

وش نے شرمناک پلکوں کی چلمن گرائی۔۔۔

اس کی آنکھوں کی نزاکت دیکھ کے اس نے باری باری ان دونوں پر بھی لب رکھے اور کہا۔۔۔

"دقیامت ور ° ظاہر ادمتخہ خندیا لپارہ کتلت دی اود دوی تعقیبی ظہور د ° مالیک ° واک پہ تو ° ہ" (قیامت خیز ہیں آنکھیں تمہاری تم آخر خواب کس کے دیکھتے ہو)

اس نے پشتوزبان میں اس کی آنکھوں کی تعریف کی۔۔۔۔  
وہاج نے اس کے رخسار دیکھے جو شرم و حیا سے تپ اٹھے تھے۔۔۔  
اور ان کو باری باری چوما۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"نوخیل مخ اوشو ° وتہ ° وری ° دا ° لونہ ° د ° ملانو سر بیرہ غو ° ی ° ی" (سودیکھ کر تیرے رخسار و لب یقین آیا کہ پھول کھلتے ہیں گلزار کے علاوہ بھی)۔۔۔۔  
وش کی حالت تو ایسے تھی۔۔۔۔ کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔۔۔۔ وہ کھڑی بھی وہاج۔۔۔۔  
کے سہارے تھی اگر وہ چھوڑتا تو یقیناً گر جاتی۔۔۔  
اس کا چہرہ لہو چھلکانے کو ہوا تھا۔۔۔۔  
اب وہاج کی نظر اس کے سرخ ہونٹوں پر تھی اب اس کا ضبط جواب دے گیا۔۔۔۔  
اور اس نے نرمی سے اس کی لبوں کی نرماہٹ کو سمیٹا۔۔۔۔  
وش نے اس کے کالر جکڑ لی۔۔۔۔

کچھ دیر بعد جب وہاج نے اس کی جان بخشی کی تو۔۔۔  
وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔

وہاج نے اس کے مہندی بھرے دونوں ہاتھ پکڑے اور اپنے نام کی مہندی پر لب رکھے۔۔۔  
اور ان کو اپنے سینے پر رکھا۔۔۔

"تم دنیا کا انمول تحفہ ہو میرے لیے۔۔۔۔  
اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ زندگی کیا ہے تو بلا توقف کہوں گا"۔۔۔  
"وش" میرے دل کی دھڑکن  
وش کا دل کیا کہ وقت یہیں تھم جائے۔۔۔

جہاں اس کے اور وہاج کے علاوہ کوئی نہ ہو۔۔۔  
مگر وقت تھوڑی نہ کسی کے لئے رکا ہے جو اس کے لیے رکتا۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

ریان اور اریان اپنے بابا کے ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کر رہے تھے۔۔۔ جب ان کے باپ کو ان کی غیر معمولی خاموشی  
محسوس ہوئی۔۔۔۔

کیا بات ہے میرے ٹائیگرز آج بہت خاموش ہیں۔۔۔۔  
اس نے اپنا لہجہ بنشاش بناتے ہوئے کہا۔۔۔

ریان نے ایک نظر آریان جو کچھ زیادہ ہی افسردہ نظر آ رہا تھا۔۔۔ اس پر نظر ڈالی پھر اپنے باپ کو دیکھا۔۔۔۔  
"ڈیڈ آج مدرز ڈے ہے"۔۔۔

ریان اداس سا بولا اس بات پر کچھ دیر کے لیے خاموشی چھا گئی۔۔۔۔  
ماحول میں بس چھری اور کانٹوں کی ٹک ٹک کی آوازیں آنے لگیں۔۔۔  
جب اس کے باپ نے خاموشی کو توڑا اور کہا "آج ہم لوگ فن لینڈ جائیں گے"۔۔۔  
اس نے اپنے بچوں کو خوش کرنے کے لئے کہا۔۔۔۔  
"ڈیڈ ہماری ماما کیوں نہیں ہیں"۔۔۔۔۔  
ایان نے روتے ہوئے دریافت کیا۔۔۔۔۔  
اس کا معصوم سا چہرہ رونے کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا۔۔۔۔  
اس کی بات پر اس کے باپ نے ضبط سے لب بھینچے۔۔۔۔  
"بچوں میں آپ کو کتنی دفعہ سمجھاؤں۔۔۔۔  
آپ کی کوئی ماما نہیں۔۔۔۔۔ جو تھیں۔۔۔۔۔ وہ آپ کو چھوڑ کر چلی گئی۔۔۔۔۔  
اور آج کے بعد میں اس بارے میں کوئی بات نہیں سننا چاہتا"۔۔۔۔  
اس نے تھوڑے سخت لہجے میں کہا اور ناشتہ چھوڑ کے اٹھ گیا۔۔۔۔  
اس نے اپنے دونوں بچوں کا ماتھا چوما اور لیپ ٹاپ بیگ اٹھا کر چلا گیا۔۔۔۔  
"میں نے تمہیں کہا تھا نا کہ ڈیڈ سے اس بارے میں بات نہ کیا کرو۔۔۔۔  
ڈیڈ پریشان ہو جاتے ہیں" ریان نے ایان کو ڈپٹتے ہوئے کہا۔۔۔۔

وہ سوں سوں کرتا دوبارہ اپنے ناشتے میں مگن ہو گیا

\*\*\*\*\*

آج وہ اسمبلی سے کچھ دیر پہلے ہی آگئی تھی کیونکہ بس ٹائم پر مل گئی تھی۔

وہ اسٹاف روم میں بیٹھی بچوں کے پیپر چیک کر رہی تھی جب اس کی نظر اسٹاف روم میں بنی کھڑکی سے باہر پڑی....

یہ اسکول کا عقبی حصہ تھا جو کافی سنسان اور بڑے بڑے گھنے درختوں سے گھرا ہوا تھا۔۔۔۔

ایسے میں اس نے ایان کو یہاں بیٹھے دیکھا تو اسے تعجب نے گھیر لیا۔۔۔۔

وہ پیپر وہیں چھوڑتے ہوئے باہر کی جانب لپکی جہاں ایان گھٹنوں میں سر دئے بیٹھا تھا۔۔۔۔

"ایان" اس نے ایان کے پاس جا کر اسے پیار بھری آواز میں پکارا۔۔۔۔

جب اس نے سر اٹھایا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ آیان کا منہ آنسوؤں سے بھرا ہوا تھا اور چہرہ سرخ ہوا پڑا تھا۔۔۔۔

اور آنکھیں ظلم کی داستان بیان کر رہی تھیں۔۔۔۔

"کیا ہوا میری جان"۔۔۔۔

وہ تڑپ کر آگے بڑھی اور اس کا منہ ہاتھوں کے پیالے میں لے کر چوم لیا۔۔۔۔

کیا ہوا کسی نے کچھ کہا ہے؟ یا مارا ہے؟

مجھے بتاؤ میں جا کر ابھی اس سے پوچھتی ہوں۔۔۔۔

اس نے غصہ ہوتے ہوئے پوچھا ایان نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

"تو پھر کیا ہوا جانو ایسے کیوں رو رہا ہے میرا بچہ؟"

اس نے ایان کو ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔۔۔

"آج مدرزڈے ہے"

اس نے ہچکیوں کے درمیان بیان کیا۔۔۔

”تو“

اس لڑکی نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز سے دیکھا۔۔۔

"میری-----ماما-----"

اس نے ہچکیوں میں روتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

اور اس لڑکی کو لمحہ نہ لگا سمجھنے میں کہ معاملہ کیا ہے۔۔۔۔۔

اس نے کس کے ایمان کو گلے سے لگالیا۔۔۔۔۔

اسے اپنا اور ایاں کا دکھ سا نبھا لگا جو ماں کے لئے تڑپ رہا تھا۔۔۔

اس نے پیار سے ایان کو سمجھایا۔۔

"ایمان پتہ ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کو پسند کرتا ہے تو وہ کیا کرتا ہے؟"

ایمان نے معصومیت سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"وہ اس شخص سے جس کو وہ سب سے زیادہ پسند کرتا ہے لے لیتا ہے۔۔۔۔۔"



اور دیکھتا ہے کہ بندہ آزمائش میں پورا اترتا ہے یا نہیں۔۔۔  
آپ کو الیسا کافیورٹ بندہ بننا ہے یا نہیں؟"  
جب ایان کو کچھ بات سمجھ میں آئی تو اس نے ہاں میں سر ہلا دیا۔۔۔  
ویری گڈ !

"تو اب آپ اداس نہیں ہوں گے"

اس نے پیار سے سمجھایا۔۔۔۔۔  
"لیکن جب مجھے ماما کی یاد آئے گی تو میں کیا کروں"۔۔۔۔۔

اس نے بھولپن سے پوچھا  
"تو آپ"

اس نے سوچنے والے انداز میں اپنے منہ پر انگلی رکھی جس سے ایان کو ہنسی آگئی۔۔۔  
"تو آپ مجھ سے بات کر لینا"۔۔۔۔۔

مگر میرے پاس تو آپ کا نمبر ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔

اس نے پھر سے اداس ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

"تو میں آپ کو ابھی دے دیتی ہوں"

اس نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

اور اسے اپنا نمبر لکھ کر دیا۔۔۔

آیان نمبر پا کر ایسے خوش ہوا جیسے قارون کا خزانہ ہاتھ لگ گیا ہو۔۔۔۔

وہ بچہ اور اس کے ننھے خواب۔۔۔

وہ لڑکی ان بچوں سے اٹیچ ہوتی جا رہی تھی۔۔۔۔

اس کا اسے خود بھی علم نہ ہوا جو آگے جا کر اس کے لیے پریشانی کا باعث بننے والا تھا۔۔

\*\*\*\*\*

داؤد اسٹیج پر ڈانس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا جہاں اسے کیمرہ میسنر نے سوالات کے لیے بلایا تھا۔۔۔

جب ایک رپورٹر نے سوالات کا آغاز کیا۔۔

"داؤد صاحب آپ یہ پروجیکٹ ہار گئے جس کی وجہ سے بزنس مین آف دی ایئر کا ایوارڈ شمس صاحب کو ملا اس کے

بارے میں آپ کیا کہنا چاہیں گے؟"

"ویل میں شمس صاحب کو مبارکباد دینا چاہوں گا۔۔۔"

داؤد صاحب یہ ایوارڈ تین سال سے آپ جیت رہے ہیں۔۔

اس دفعہ بے آپ کو نہیں ملا اس بارے میں آپ کیا کہنا چاہیں گے۔۔۔

ایک صحافی نے سوال کیا۔۔

اس کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ نے بسیرہ کیا۔۔۔

"میرا یہ ماننا ہے کہ جو چیز جس کے نصیب میں ہے اس کو مل کے رہتی ہے سو یہ ایوارڈ شمس صاحب کے نصیب میں تھا۔۔۔۔"

سریہ ایوارڈ آپ کو کیوں نہیں شمس سر کو کیوں ملا۔۔۔۔  
"یہ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی اس لئے میں اس بات کو یہیں ختم کرنا چاہوں گ"۔۔۔۔  
سوالات کے اس کے ماتھے پر ایک بھی شکن نہ تھی۔۔۔۔  
سر آخری سوال!

سریہ Grand پروجیکٹ آپ کو نہیں ملا اس کا آپ کو کیا نقصان ہو گا۔۔۔۔  
اس سوال کے سنتے ہی اس کے چہرے پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ ابھری۔۔۔۔  
جیسے King maker کو اسی سوال کی امید ہو۔۔۔۔  
"ویل میں کہنا چاہوں گا اس میں میرا نہیں بلکہ اس مقابل کمپنی کا نقصان ہے جس نے میرے سے پار ٹرشپ نہیں کی"۔۔۔۔

تو کیا یہ غرور نہیں ہو گیا۔۔۔۔  
ایک صحافی نے طنز کیا۔۔۔۔  
آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ مقابل کو نقصان ہوا۔۔۔۔

"یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا جب اس کمپنی کو لاس ہو گا کیونکہ اس کے پراڈکٹس کا معیار زیادہ دیر تک نہیں پائے گا۔۔۔۔"

جب ان کو پتہ چلے گا کہ مواد خالص نہیں تب تک بہت دیر ہو چکی ہوگی۔۔۔۔۔  
سو نقصان میرا نہیں سامنے والے کا ہے۔۔۔۔۔  
سارے لوگ تالیاں بیٹنے لگے۔۔۔۔۔

وہ یہ کہتے ہی شکریہ ادا کر کے اسٹیج سے اترے۔۔۔۔۔  
ہال میں چمگویاں ہونا شروع ہو گئی اور وہ فاتحانہ چلتے ہوئے اپنی بیوی کے ساتھ ہال سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔  
پیچھے شمس کے دل میں بھامبر جلنے لگے اور اس نے داؤد کو برباد کرنے کا پکا انتظام کر لیا اب دیکھنا یہ تھا کہ وقت کیا چال چلتا ہے۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

وہ شام کو گھر کے سارے برتن دھو دینے کے بعد بستر پر لیٹ کر آرام کرنے ہی لگی تھی کہ بڑی بھابھی دندناتی ہوئی اندر آئی۔۔۔۔۔

کیا اس کی زندگی میں سکون لکھا بھی تھا اس نے عرش کی جانب نگاہ اٹھاتے ہوئے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔  
تمہارے بھائی تمہیں بلارہے ہیں۔۔۔۔۔

خیریت۔۔۔ اس نے حیرت سے پوچھا کیوں کہ اسے ضرورت کے وقت ہی یاد کیا جاتا تھا۔۔۔۔۔

"اوبی بی چل کر دیکھ لو تمہاری نوکر نہیں میں کہ تمہیں پیغام پہنچاتی رہوں"۔۔۔۔۔

بھا بھی نے تو لگتا تھا انگارے چھبائے ہیں۔۔۔۔۔

اور دوپٹہ لیتے ہوئے بھا بھی کے پیچھے چل دی۔۔۔۔۔

جہاں لاونج میں اس کے سارے بھائی براجمان تھے اور بھا بھیاں بھی ان کی رہنمائی میں بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔

وہ ان سب کو اکٹھا بیٹھا دیکھ دل میں آلتو جلا تو کا ورد کرتی آگے بڑھی۔۔۔۔۔

کیوں کہ جب بھی سب اکٹھے بیٹھے تھے تو شامت ہمیشہ اسی کی آتی تھی چاہے اس کی غلطی ہو یا نہ ہو۔۔۔۔۔

اب بھی وہ لرزتی ہوئی آگے بڑھی اور پوچھا جی بھائی آپ نے بلایا۔۔۔۔۔

"ہمممممم" بڑے بھائی نے ہنکارا بھرا۔۔۔۔۔

اور بات شروع کی ہم سب نے مل کر تمہارے لئے فیصلہ کیا ہے۔۔۔۔۔

اس کے اوسان خطا ہوئے۔۔۔۔۔

"کیسا فیصلہ"

اس نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔

ہم نے تمہاری شادی کرتی ہے اسی مہینے کے آخر پر۔۔۔۔۔

مہر کا وجود سناٹوں کی زد میں آگیا۔۔۔۔۔

"کیا"۔۔۔۔۔

نہ چاہتے ہوئے بھی اس کا لہجہ کپکپایا۔۔۔۔  
ٹانگیں بھی لرزنے لگی بلکہ انہوں نے تو اس کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا۔۔۔۔  
جس کی وجہ سے وہ دھم سے زمین بوس ہوئی۔۔۔۔  
فضا میں جیسے آکسیجن کی کمی ہو گئی تھی۔۔۔  
اسے سانس لینے کے باوجود بھی نہیں آ رہا تھا  
گلے میں آنسوؤں کا گولا ٹک کر رہ گیا اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اپنی ذات کے لیے آواز اٹھا سکے۔۔۔۔  
کیوں آخر کیوں کیا آپ سب لوگوں نے ایسا۔۔۔۔  
آخر اس نے ہمت کر کے بول ہی دیا۔۔۔  
کیوں اب نہ کرتے تو کب کرتے۔۔۔۔۔  
کیا ہمیشہ تمہیں گھر میں بیٹھا کر رکھیں گے لوگ طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں۔۔۔۔  
بھابی نے ہاتھ نچانچا کے کہا۔۔۔۔  
مہر کا دل خون ہوا۔۔۔۔  
یہ جانتے ہوئے بھی کہ میری شادی ہو چکی ہے۔۔۔۔  
اس کی آواز کے بعد ہر جگہ سناٹا چھا گیا۔۔۔۔  
کوئی کچھ بول نہ سکا۔۔۔۔

رات کے ساڑھے آٹھ بجے کا وقت ہو رہا تھا۔۔۔۔۔  
داؤد کی بیوی ابھی تک شمس کی پرسنلٹی کے زیر اثر تھی۔۔۔۔۔  
داؤد تم بھی شمس کی طرح امیر کبیر ہو سکتے ہو مگر تمہیں اپنی سوکالڈ عزت عزیز ہے۔۔۔۔۔  
اس نے نخوت سے کہا۔۔۔۔۔  
تم آکسفورڈ سے ڈگری لائے ہو اور ابھی تک شمس سے کم حیثیت رکھتے ہو۔۔۔۔۔  
بیوی کی زبان درازی پر داؤد کا غصہ اور تناؤ بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔  
میں جو کچھ بھی ہوں وہ میری محنت کا نتیجہ ہے۔۔۔۔۔  
اور جو کچھ وہ ہے۔۔۔۔۔  
وہ اس کی چالاکی اور رشوت کا نتیجہ ہے یہی کہنا چاہ رہے ہوں تم اس کی بیوی نے اس کی بات منہ سے جھپٹ لی۔۔۔۔۔  
تم اس طرح تھرڈ کلاس عورتوں کی طرح زبان کے جوہر دکھاتی ہوئی کتنی بری لگ رہی ہو مجھے کاش یہ میں تمہیں بتا  
سکتا اب بنا کوئی بہس کیے جلدی چلو۔۔۔۔۔  
"ہم پارٹی کے لیے لیٹ ہو رہے ہیں"  
اس کی بیوی بھی برے برے منہ بناتے اس کے پیچھے چل دی۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*



آج پھر وہاں اپنی وش سے ملنے چھت پر آیا تھا۔۔۔۔  
چاندنی رات، پر فسوں ماحول میں وہ دونوں کمر سے کمر ٹکائے آسمان کو رات کی چادر اوڑھے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔  
دونوں میں معنی خیز خاموشی جاری تھی۔۔۔۔  
وجہی تم مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو۔۔۔۔  
وش نے اپنے لہجے میں اشتیاق لئے پوچھا۔۔۔۔  
وجدان اس کے اشتیاق آمیز لہجے پر مسکرا دیا اور پھر بولنا شروع ہوا۔۔۔۔  
اتنی جتنی فرہاد کو شیریں سے، پنوں کو سسی سے، مجنو کو لیلا سے، رانجھے کو ہیر سے، مہینوال کو سوہنی سے۔۔۔۔۔  
اس کا لہجہ محبت سے لبریز تھا۔۔۔۔  
اتنا کہ وش کئی بار صدقے واری جاتی۔۔۔۔  
لیکن اس کے اس مثال پر وہ تڑپ اٹھی۔۔۔۔۔  
اور مڑ کر اس کا چہرہ ہاتھوں کی پیالی میں بھرا۔۔۔۔  
مگر ان سب کی محبت کو تو زوال تھا اس کے لہجے میں خوف پنہاں تھا۔۔۔۔  
ان میں سے کوئی بھی اپنی محبت کو نہیں پاسکا تھا۔۔۔۔  
"ہاں لیکن ان کی محبت تو امر تھی نہ مگر فکر مت کرو ہمارے پیار کو زوال نہیں۔۔۔۔ ہم جلد ایک ہو جائیں گے"  
اس کی بات پر پر سکون ہوتے وش نے اپنا سر اس کے کندھے سے ٹکا دیا جسے وہ پیار سے سہلانے لگا۔۔۔۔۔



دور کھڑی قسمت ان کے اس یقین پر مسکرائی تھی اب قسمت کو کیا منظور تھا یہ تو وقت نے ہی بتانا تھا۔۔

\*\*\*\*\*

ایان اور ریان ڈائننگ ہال میں بیٹھے اپنا ہوم ورک کمپلیٹ کر رہے تھے جب ایان نے تھک کر ٹیبل پر اپنا سر رکھا۔۔۔۔

اور سینسل اور کتابیں چھوڑ دیں۔۔

"کیا ہوا آیان"

ریان نے اپنے لہجے میں فکر سموئے پوچھا۔۔۔۔

"مجھے رپزل کی یاد آرہی ہے"

آیان نے اداس لہجے میں اپنا معاملہ بیان کیا۔۔۔

"تو اب ہم کیا کریں اب تو ہم ان سے مل بھی نہیں سکتے رات کا وقت ہے"۔۔

ریان نے پریشانی سے کہا۔۔

"تو ہم انہیں کال کرتے ہیں نہ"

آیان نے چمکتے ہوئے کہا۔۔۔

"مگر کیسے ہمارے پاس تو ان کا نمبر ہی نہیں ہے"

ایان نے منہ بنا کر کہا۔۔۔

"ارے ہے نہ آج انہوں نے مجھے اپنا نمبر دیا تھا کیونکہ وہ مجھے تم سے زیادہ پسند کرتی ہیں"

ریان نے فخریہ لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

"مجھے بھی وہ تمہارے جتنا ہی پسند کرتی ہیں"

ایان نے منہ بگاڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

اور دونوں پر جوش لہجے میں اسے کال ملانے دوڑے۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

اس کے لیے یہ یقین کرنا انتہائی مشکل تھا۔۔۔۔۔

کہ جو ابھی اس کے بھائیوں نے کہا وہ سچ بھی تھا یا نہیں۔۔۔۔۔

وہ بھلا اپنے شوہر کی جگہ

اتنی جلدی کسی اور کو کیسے دے سکتی تھی۔۔۔۔۔

اور وہ بھی وہ شوہر جس سے اسے انتہا کی محبت تھی۔۔۔۔۔

"یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے اب یہ تم پر نر بھر ہے کہ تم اسے کتنا مان دیتی ہو۔۔۔۔۔

کیونکہ باباجان کی بھی یہی خواہش تھی اگر یقین نہ آئے تو ان کا خط پڑھ لینا"۔۔۔

بڑے بھائی نے اسے خط پکڑاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

جسے اس نے ضبط سے مٹھی میں بھینچا اور اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔۔۔۔۔

اندر آکر وہ اپنے بابا کا خط پڑھ کے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔  
وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی بیٹی دکھوں کے بکھیرے میں رہے۔۔۔۔  
تبھی اس کے لیے اچھے رشتے کی خواہش کر بیٹھے۔۔۔۔  
آج رات پھر اس کی آنسوؤں میں کٹنی تھی۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

شمس چغتائی اپنے کسی میٹنگ کے سلسلے میں رسٹورنٹ آیا تھا۔۔۔  
جہاں اس نے واپسی پر داؤد کی بیوی کو ایک ٹیبل پر تنہا بیٹھے دیکھا۔۔۔۔  
داؤد کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ شان سے چلتا ہوا اس کے قریب آیا اور گلا کھنکار کر اسے اپنی طرف  
متوجہ کیا جو کہ فون میں بزی تھی۔۔۔۔  
شمس کھنکارنے پر ہوش میں آئی اور شمس کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں پسندیدگی چمکی۔۔۔  
مے ای! شمس نی چیر کھینچ کر اس سے بیٹھنے کی اجازت مانگی۔۔۔  
یا شور۔۔۔ اس نے اندازے دلربائی سے کہا۔۔۔  
شمس سے ملاقات کا موقع وہ کسی طرح بھی گوانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔  
شمس کی نظریں اس کے گہرے گلے پر تھیں جو اس نے جھکتے ہوئے ذرا اور دکھایا۔۔۔۔  
"کیسی ہیں مس داؤد!"

شمس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

بالکل ٹھیک اس نے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"ویسے معاف کیجئے گا آپ جیسی خوبصورت لڑکی داؤد جیسے خشک مزاج بندے کے ساتھ سوٹ نہیں کرتی۔۔۔۔۔

آپ کے لئے تو کوئی آپ کی تعریف بیان کرنے والا ہونا چاہیے تھا جو آپ کی صحیح قدر کرتا۔۔۔۔۔

اور داؤد کو دیکھ کر لگتا نہیں کہ وہ آپ کے حسن کی صحیح قدر کرتا ہوگا"۔۔۔۔۔

شمس نے عیارانہ لہجے میں اس کے ہاتھ کی پشت کو نرمی سے سہلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

اپنے حسن کی یوں تعریف ہوتے دیکھ وہ مسکرائی اور بے باک لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

"مجھے بھی کسی ایسے ہی کی تلاش ہے جو کہ میری قدر کرے میری خواہشات کو اولین ترجیح دے۔۔۔۔۔

جو کہ داؤد دینے سے رہا"

اس نے نخوت سے کہا۔۔۔۔۔

"ابھی بھی ایسے بہت سے لوگ ہیں جو آپ کی ایک اشارے کے منتظر ہیں"

شمس نے اسے قریب ہوتے ہوئے کہا ذرا اپنے ارد گرد دیکھیے۔۔۔۔۔

"کیا میں یہ سمجھوں کہ آپ مجھے شادی کی آفر کر رہے ہیں"۔۔۔۔۔

اگر آپ مجھے اس قابل سمجھیں تو مجھے اپنی خوش نصیبی پر یقین آجائے گا۔۔۔۔۔

شمس اپنا کام اتنی آسانی سے ہوتا دیکھ شیطانی مسکرایا۔۔۔۔۔

"اگر تم میرا داؤد سے زیادہ خیال کرو تو میں اس بارے میں سوچ سکتی ہوں"

اس نے اپنے بالوں کو جھٹکتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"کیوں نہیں تمہارے لیے تمہیں کچھ بھی کر سکتا ہوں"۔۔۔

اور وہ شمس جیسے امیر اور شہرت یافتہ شخص کا ہی ساتھ چاہتی تھی اس لئے اس نے سالوں پہلے داؤد کا ساتھ قبول کیا تھا۔۔۔۔۔

اب جبکہ اسے داؤد سے بھی دولت مند اور خوش شکل شخص مل رہا تھا تو وہ کیونکر ناکرتی۔۔۔۔۔

وہ تو اس وقت خود کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کر رہی تھی اب اسے جلد از جلد داؤد سے جان چھڑانی تھی۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

"بابا لوگ سچ کیوں نہیں بولتے جھوٹ کیوں بولتے ہیں"

چھوٹی سی لڑکی نے اپنے بابا کی گود میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔

"کیونکہ بیٹا سچ بولنا مشکل ہوتا ہے اور جھوٹ بولنا آسان اس لیے لوگ جھوٹ زیادہ بولتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن سچ بولنا دنیا میں جتنا مشکل ہے وہ ہماری آخرت اتنی ہی آسان کر دیتا ہے جب کہ جھوٹ ہماری آخرت خراب

کر دیتا ہے اس لیے کبھی جھوٹ سے کام نہ لینا بلکہ ہمیشہ سچ بولنا"۔۔۔۔۔

اس کے باپ نے پیار سے سر تھکتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

وہاں جب کے گھر داخل ہوا تو دیکھا سب پریشان حال کھڑے ہیں۔۔۔۔  
درمیان بھائی نے وش پر اپنا سونے کا لاکٹ چوری کرنے کا الزام لگایا تھا۔۔۔۔۔  
جب کہ بھائی سختی سے اس پر باز پرست کر رہے تھے۔۔۔۔۔  
بڑے بھائی نے اس کا ہاتھ سختی سے جھنجھوڑا ہوا تھا جو کہ درد کی شدت سے لال ہو چکا تھا۔۔۔۔۔  
وش کا چہرہ آنسوؤں سے بھرا تھا اور وہ روتے ہوئے اپنی بے گناہی کا یقین دلارہی تھی مگر کسی کو اس کی بات پر یقین  
نہیں تھا۔۔۔۔۔  
سوائے اس کے ماں باپ کہ جو بیٹوں کو شانت کرنے میں لگے تھے۔۔۔  
پاس ہی بڑے تایا اور تائی بھی کھڑے تھے۔۔۔۔۔  
"بھائی میرا یقین کریں میں نے کوئی لاکٹ نہیں چرایا"  
درد کے مارے اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔۔۔۔۔  
تھپڑ سے اس کا منہ سرخ ہو چکا تھا جس نے وہاں کے صبر کا پیمانہ لبریز کر دیا تھا۔۔۔۔۔  
اس کو اس حالت میں دیکھ کر وہاں کے دل پر گھونسا پڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔  
فوراً سے بیشتر وہاں بھائی اور وش کے درمیان کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔  
"یہ کیا طریقہ ہے بہنوں سے بات کرنے کا" وہاں دھاڑا۔۔۔۔۔  
اور ساتھ ہی وش کو ایک ہاتھ کے حلقے میں لیا۔۔۔۔۔

جیسے اس کی ڈھال بنا ہو۔۔۔۔

"اگر تمہیں پتہ چل جائے کہ اس نے چوری کی ہے تو تم کیا کرو گے"۔۔۔۔

وہاج نے ان پر ایک تمسخرانہ نگاہ ڈالی۔۔۔۔

"مجھے اپنی وش پر پورا یقین ہے وہ ایسا کام کبھی نہیں کر سکتی"۔۔۔۔

اس نے وش کو اپنی محبت کا مان بخشا تھا۔۔۔۔

"کیا آپ نے ایک دفعہ ابھی کمرے میں چیک کیا یا ایسے ہی اس پر الزام لگا دیا"۔۔۔

"روبینہ نے دیکھا ہے کمرے میں نہیں ہے۔" بڑے بھائی نے اپنی بیوی کا نام لیتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"مگر آپ نے تو نہیں چیک کیا نا تو پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ چوری وش نے ہی کی ہے"۔۔۔۔

وہاج سرد لہجے میں بولا۔۔

"تو تمہارا کیا مطلب ہے روبینہ جھوٹ بول رہی ہے"

بڑے بھائی طیش میں آئے۔۔۔۔

"اگر ایک بار دیکھ لیا جائے تو اس میں کوئی بڑی بات نہیں"۔۔۔۔

اس کے کہنے پر سب متفق نظر آ رہے تھے سب اس کے کمرے میں تلاشی کے لئے گئے۔۔۔۔ بڑی بھابھی کا تو

سانس ہی سوک گیا تھا۔۔۔۔ ان کی چلائی چال الٹی پڑ گئی تھی۔۔۔۔



اور تلاشی کے بعد لاکٹ کمرے میں سے ہی برآمد ہوا۔۔۔ بڑے بھائی شرمندہ نظر آنے لگے تگت۔۔۔ مگر پھر بھی بہن سے دو لفظ معافی کے ناکہ۔۔۔۔۔۔

وش نے رورو کر طبیعت خراب کر لی تھی جس کا وہاج کو دلی دکھ تھا۔۔۔۔۔

"آئندہ وش پر الزام لگانے سے پہلے سوچ لیجئے گا کہ میں ہر دفعہ آپ کا لحاظ نہیں کروں گا۔۔۔۔۔

کیونکہ جس پر آپ الزام لگا رہے تھے وہ بیوی ہے میری"۔۔۔۔۔

یہ تو وش نے ہی اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے قابو کیا ہوا تھا اور نہ تو پتا نہیں وہ کیا کر گزرتا۔۔۔۔۔

یہ تو وہاج ہی جانتا تھا کہ وش کو اس حال میں دیکھ کر اس کے دل پر کیا گزری تھی۔۔۔۔۔

وہ دل ہی دل میں اپنے آپ کو اس کا مجرم تصور کر رہا تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ پہلے نہ پہنچ سکا تھا اور بار بار وش کو ہاتھ لگا کر دیکھتا تھا۔۔۔۔۔

کہ کہیں اسے زیادہ تو نہیں لگی اس کے اس فکر مندانہ لہجے اور حفاظت پر وش کے آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور یہ آنسو دکھ کے نہیں بلکہ خوشی کے تھے تشکر کے تھے۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

وہ جتنا بھی خود کو یقین دلانے کی کوشش کرتی مگر حقیقت چاہ کر بھی نہیں بدل سکتی تھی۔۔۔۔۔

اس نے بارہا اپنے بابا کا خط پڑھا مگر تلخ حقیقت اس کے آگے پھن پھیلانے کھڑی تھی۔

اسکے بابا نے اسکی آنے والی زندگی کو سنوارنے کے لیے اس سے شادی کرنے کی خواہش کی تھی۔۔۔۔۔



وہ مر کر بھی کبھی اپنے بابا کے احسانوں کا بدلہ نہیں چکا سکتی تھی۔۔۔  
لیکن یہ اسکے لیے اپنا دل چیر دینے کے مترادف تھا۔۔۔۔  
تین دن اور تین رات اشکوں میں گزار دینے کے بعد اس نے یہ زہر بھرا گھونٹ پینے کی ٹھان لی تھی۔۔۔  
بابا سے آگے کچھ نہیں اس نے بے رحمی سے اپنے آنسو پونچھے اور اگلا لالے عمل طے کر کے اپنے بڑے بھائی کے  
کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔۔ اب تو آریا پار ہونا تھا۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

داؤد کافی دنوں سے نوٹ کر رہا تھا کہ اسکی بیوی کی گھر پر توجہ صفر تھی۔۔۔  
اور تو اور وہ بچوں کے ساتھ بھی وقت گزارنا بھول ہی گئی تھی۔۔۔  
داؤد اسے کافی دفعہ ٹوک چکا تھا۔۔۔  
مگر اس پر کسی چیز کسی روک ٹوک کا اثر ہونا تھا نہ ہوا۔۔۔  
بلکہ آج تو داؤد نے وہ شرمناک منظر دیکھا تھا کہ اب کسی اور چیز کی گنجائش ہی نہیں بچتی تھی۔۔۔  
اسکی بیوی کسی اور کے ساتھ اتنی شرمناک حالت میں پائی گئی۔۔۔  
وہ گھر میں اضطراب کے عالم میں لاونج میں ادھر ادھر ٹہل کر اپنی بیوی کا انتظار کر رہا تھا جو رات کے 1 بجے بھی گھر  
سے غیر حاضر تھی۔۔۔۔

اچانک ہی باہر سے ٹائر چرچرانے کی اواز آئی جو اسکی امڈ کی خبر دے رہی تھی۔۔۔  
اسکی خونخار نظریں دروازے پر ہی ٹکیں تھیں جہاں سے اسکی بیوی رحمہ کافی نازیبا کپڑوں میں لڑکھڑاتی ہوئی چلی آ  
رہی تھی۔۔۔

کہاں سے آرہی ہو تم؟۔۔

ضبط کے باوجود اسکی دھاڑ پورے لاؤنج میں گونجی جو اسکے شدید غصے کی علامت تھی۔۔۔۔  
میں تمہیں جواب دینا ضروری نہیں سمجھتی۔۔۔

اسکی بیوی اگے سے ترش لہجے میں بولی۔۔۔

اسکی بد تمیزی پر داؤد کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا اور اسنے ایک گھما کر اپنی بیوی کے منہ پر تھپڑ رسید کیا جو اسکا بھاری ہاتھ  
پڑتے ہی لڑکھڑا کر صوفے کے پاس گری۔۔۔

ساتھ ہی اسکا سارا نشہ ہرن ہوا۔۔۔

how dare you?

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی۔۔۔ تمہاری سوکالڈ عزت ہوں میں۔"

اسکی بیوی غصے سے لڑکھڑاتے لہجے میں بولی

وہی عزت جو اپنے آپ کو کسی اور کے بیڈ کی زینت بنا چکی ہے۔۔۔۔

داؤد کے سرد و سپاٹ لہجے پر وہ دوپیل کو تو گھبرا گئی پھر ڈھیٹ بنتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی۔۔۔

"ہاں تو ٹھیک ہے اب سچ سامنے آہی گیا تو چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں مجھے تم سے طلاق چاہیے"۔۔۔

اسکے ڈھیٹ پن پر اسکو بہت طیش آیا۔۔۔

"تمہیں پتا بھی ہے تم کہ کیا رہی ہو۔ تمہیں اپنے بچوں کی پرواہ ہے بھی یا نہیں"۔۔۔

داؤد بے یقینی سے بولا۔۔۔

"ہنہ بچے میرے بچے نہیں صرف اپنے بچے کہو میرے لیے صرف وہ پاؤں میں بندھی زنجیریں تھیں جو تم نے  
باندھی باقی میرا نسل کوئی واسطہ نہیں ویسے بھی ایسے disable بچوں کی ماں کہلانے کا مجھے کوئی شوق نہیں"

۔۔۔۔

کیسی ماں تھی وہ جو سانپ کی طرح اپنے مفاد کی خاطر اپنے بچوں کو بھی راستے سے ہٹا دیتی ہے۔۔۔۔

داؤد کی بس ہوئی تھی تبھی غصے سے دھاڑا۔۔۔

"بسسس! بہت بول لیا تم نے اور بہت سن لیا میں نے خبردار جو ایک لفظ بھی میرے بچوں کے بارے میں کہا

۔ ارے بے حس عورت کم سے کم بولنے سے پہلے یہ تو سوچ لیتی کہ سگی ماں ہو تم انکی۔۔۔۔

مگر تم تو ڈائین ہو جو اپنے گھر ہی وار کرتی ہے"۔۔۔

جاؤ میں نے داؤد شاہ نے تمہیں پورے ہوش و ہواس میں طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی"۔

اسے امید نہیں تھی کہ داؤد اتنی جلدی اسے طلاق دے کر اسکا راستہ صاف کر دے گا وہ اپنے چمکتے کل کی خاطر اپنا آج

برباد کر چکی تھی مگر اسکو اسکا کوئی غم نہیں تھا۔ اسکو اپنی آنے والی زندگی چمکتی جود کھائی دے رہی تھی۔۔۔

ہر جگہ سناٹہ چھا گیا بلکل کسی بنجر صحرا کی طرح

\*\*\*\*\*

وش کے گھر اس وقت اداسی نے ڈیرے جمائے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

وش بھی کسی کونے میں چھپی انسو بہا رہی تھی۔۔۔

جب وہاں اسکے پاس آیا۔۔

"تم یہاں چھپی بیٹھی ہو؟ میں تمہیں باہر ڈھونڈ رہا تھا۔ چلو میں نے کھانا نہیں کھایا ساتھ کھاتے ہیں"۔۔۔

"وجہی تم باہر جا رہے ہو۔"

وش نے اسکی بات کاٹتے کہا۔۔۔

"نہیں میں نے ابو کو انکار کر دیا کیوں کہ میں تم سے دور نہیں رہ سکتا۔"

وجہی کے لہجے میں بے پرواہی تھی۔۔۔

"لیکن یہ تو تمہارا خواب تھا نہ کہ تم باہر سے ہاؤس جاب کرو اب تمہیں اتنا اچھا موقع مل رہا ہے تو کیوں گنوارہے

ہو"۔۔

وش نے اسکے روبرو ہوتے پوچھا۔۔۔

"وش سے اگے کچھ نہیں وہاں کے خواب بھی نہیں تم نہیں تو کچھ نہیں کچھ بھی نہیں۔"

وہاں نے وش کا منہ اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں تھام کے کہا۔۔۔

اتنی محبت پر وش کی آنکھیں انسوؤں سے بھر گئیں۔۔۔

کوئی کسی کو اتنا بھی کیسے چاہ سکتا ہے۔ کیا وہ اسکی چاہت کا بدلہ اسکی راہ میں رکاوٹ بن کے چکا سکتی تھی۔  
"کبھی نہیں"

وہ جانتی تھی کہ سب گھر والے اس سے ناراض ہیں پھر بھی وہ سب گھر والوں کی مخالفت مول لے کر صرف اور صرف اپنی وش کے لیے اپنے خوابوں کی قربانی دے رہا تھا۔  
کیونکہ وہ جانتا تھا وش کا اسکے بغیر گزارا ممکن نہیں اسکا بھی تو نہیں تھا نا۔  
"وعدہ کرو مجھ سے۔"

وش نے اگے ہاتھ بڑھا کر کہا۔  
"کیسا وعدہ؟"

وہاج نے اچھنبے سے پوچھا۔  
"کرو تو مگر مکر نامت"

وش نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"جان مانگ لیتی تم تو بھی بغیر سوچے دے دیتا یہ تو بھرا یک وعدہ ہے۔"

وہاج نے شدت سے کہا۔۔۔

اور اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر وعدہ کیا اور اسے بولنے کا اشارہ کیا جیسے جاننا چاہتا ہو وعدہ کیا ہے۔۔۔

"تمہاری کل کی فلائٹ کنفرم ہے وجہی۔

تمہیں میرے لیے جانا ہی ہو گا اور اپنے خوابوں کی تکمیل کرنی ہی ہو گی فیوچر ڈاکٹر"۔۔۔

وش نے آنسوؤں کو بمشکل دھکیلتے ہوئے کہا۔ اسکی بات پر وہاں کا چہرہ سپاٹ ہوا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وش کس ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے جانے کے لیے منارہی ہے شدتِ ضبط سے اسکی آنکھیں سرخ پڑ گئیں۔

اس سے پہلے کے وہ انکار کرتا وش نے اسے اسکا وعدہ یاد دلایا۔

"انکار کی کوئی گنجائش نہیں وجہی بس دو سال کی ہی تو بات ہے"

دو سال کہتے ہوئے اسکی اواز کپکپائی دو سال بھی اسے دو صدیوں کی مانند لگ رہے تھے۔

اسنے مسکرانے کی کوشش کی لیکن ناکام ٹھہری۔

رہ لوگی میرے بغیر؟

وہاں نے اپنی آواز کو مضبوط بناتے ہوئے کہا۔

"ہے تو مشکل لیکن عادت ڈال لوں گی اور پھر تمسے کال پر روز بات بھی تو کروں گی نہ دو سال کب گزریں گے نا مجھے پتا چلے گا نا تمہیں۔

بہت کوشش کے باوجود بھی آنسوؤں کا گولا اسکے گلے میں اٹکنے لگا اور وہ تیزی سے وہاں کے پہلو سے گزرتی چلی گئی وہ جانتی تھی کہ اب ایک لفظ بھی کہنے سے اسکا بھرم بھر بھری ریت کی مانند بکھرتا چلا جائے گا سو فرار میں ہی عافیت جانی

\*\*\*\*\*

اسنے بڑے بھائی کو شادی کے لیے رضامندی ظاہر کر دی تھی اور وہ تو لگتا تھا اسکے اقرار سے پہلے ہی شادیوں کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ جو ایک ہی ہفتے میں اسکی سب شاپنگ اور جہیز کی چیزوں کی تیاری کر بیٹھے تھے۔ وہ بس ساکت بے جان مورت بنی انکی کارگزاری دیکھ رہی تھی۔

جو ایک موقع نہیں چھوڑ رہے تھے اس سے جان چھڑانے کا۔

اسکی تائی نے بھی تو اسکو اپنے شوہر کے گھر رہنے نہ دیا تھا بلکہ منحوس کا دھبہ لگا کر اسے گھر سے دھکے دے کر نکالا وہ ان سے کیا گلا کرتی جب اسکے اپنے ہی اسے بوجھ گردانتے تھے۔۔۔

فون استعمال کیے تو اسے جیسے کئی دن بیت گئے تھے۔ ایان اور ریان کی دن میں لا تعداد کالز کے باوجود وہ انکو کوئی رپلائے نہ کرتی اسے تو کنگھی کرنے کا بھی ہوش نہیں تھا کجا کے کھانا کھانا۔

اسکی زندگی ایک کمرے میں مقید ہو کے رہ گئی تھی ایک کٹھپتلی کی طرح۔

\*\*\*\*\*

وہ اپنے بابا کہ پہلو سے لگ کر بیٹھی تھی جب ملازم نے انکے کسی خاص مہمان کی آمد کے بارے میں بتایا۔ جس پر انہوں نے ملازم کو انہیں بیٹھک کے بٹھانے کا کہا۔



جب وہ گڑیا کے ساتھ وہاں پہنچے تو ایک صوبہ سے نہایت سرخ و سفید رنگت والے ہشت صاحب اپنے بیٹے کی کے ساتھ براجمان تھے انکا بیٹا ان سے بھی کئی زیادہ خوب و اور دلکش تھا۔ اسکی نیلگوں آنکھوں میں سمندر جیسی تازگی تھی۔

"ارے ہشت تم"

وہ خوشدلی سے ان سے ملے اور انکے بیٹے سے بھی۔

"ارے یہ کون ہے ہماری چھوٹی سی گڑیا"

وہ شرمیلی سی مسکان سجائے ان س ملی۔

ادھر ادھر کی باتوں کے بعد وہ مطلب کی "بات پر آئے یار ہم تم سے بہت قیمتی چیز مانگنے آیا ہوں"

انہوں نے تمہید باندھی۔

وہ کچھ کچھ تو سمجھ گئے مگر انہیں بات جاری رکھنے دی مگر اس سے پہلے گڑیا کو باہر بھیجنا نہ بھولے۔۔۔

"جاؤ گڑیا کچی کو اپنا باغ دکھاؤ"

اپنے بابا کی بات پر جلدی سے سر ہلاتی وہ کچی کو لیے باہر کی طرف بڑھی۔۔۔

"ہم دراصل گڑیا کو اپنی بیٹی بنانے آئے ہیں۔"

ہشت صاحب کی بات پر وہ زرا پریشان ہوئے۔۔۔

"میری لیے یہ بہت خوش قسمتی کی بات ہے لیکن۔۔۔۔"



انکے بیچ میں رکنے پر وہ بے تاب ہوئے  
"لیکن کیا"

انہوں نے بیچینی سے دریافت کیا۔

"گرٹیا کا نکاح بچپن میں ہی ہو چکا ہے وہ بھی میرے بھائی کے بیٹے کے ساتھ۔ بہت پیار کرتا ہے وہ اس سے۔"  
انکی وضاحت پر انہیں واقعی دکھ ہوا وہ ایک اچھی لڑکی گنوا بیٹھے تھے۔

"او وہ"

انہیں یقیناً مایوسی ہوئی تھی۔

"کوئی بات نہیں اللہ انصیب اچھا کرے"

انہوں نے خوشدلی سے دعا دی۔ وہ واقعی زندہ دل تھے۔

باہر لان میں گرٹیا اور یحییٰ چہل قدمی کر رہے تھے۔ یحییٰ اسے اپنے پشاور سے مری شفٹ ہونے کی کہانی سنارہا تھا۔  
اور وہ آنکھیں بڑی بڑی کیے اس سے مری کی خوبصورتی کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔

یحییٰ کو یہ معصوم سی پٹر پٹر کرنے والی گرٹیا بہت پسند آئی تھی۔

"بھیا پتواتنے ڈیشننگ ہے اپکی کوئی گر لفرنڈ نہیں"

گرٹیا نے آنکھیں پٹیٹاتے پوچھا۔

یحییٰ اسکی بات پر جتنا حیران ہوتا اتنا کم تھا۔

"ابھی تک تو نہیں"

اس نے ہنس کر نفی کی اسے گڑیا سے ایسے سوال کی امید نہیں تھی اس لیے سٹپٹا گیا۔

"بھیا آپ تو لڑکیوں سے بھی زیادہ شرماتے ہیں"

گڑیا نے اس کے سرخ رنگ ک دیکھتے ہوئے کھلکھلا کر کہا۔

"ٹھہرو تمہیں ابھی بتاتا ہوں"

اس نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔

"ہاہاہاہاہاہا! سوری بھیا وہ میرے بھائی مجھ سے اتنا فرینک نہیں ہیں نا۔ نا انکے پاس میرے لیے وقت ہے۔ اپ کو

میری کوئی بات بری تو نہیں لگی"

اسکے لہجے میں یچی نے بھائیوں کے لیے حسرت دیکھ کر یچی کو دلی دکھ ہوا۔

ارے مجھے کیوں برا لگے گا میں تو تمہارا بھائی ہوں نہ اسنے شرارت سے اسکے بال کھینچتے کہا۔

"ہائے السلاچی!"

اس نے خوشی کے مارے پوچھا۔

"جی مچی"

اسنے بھی اسی کے انداز میں کہا۔

"تو ملائیں ہاتھ فرینڈز"

یچی نے بھی ہاتھ ملاتے ہوئے دوستی کی مہر لگائی۔

ان دونوں نے اپنے نمبرز ایک دوسرے سے اسکیپینج کیے اور اندر کی جانب بڑھ گئے دونوں ہی ایک بہن اور بھائی مل جانے پر خود کو خوش قسمت محسوس کر رہے تھے۔

کیونکہ یچی بھی اکلوتا تھا۔

اب گڑیا کے آنے سے اسکی بہن کی کمی پوری ہو گئی تھی

ایان اور ریان کی ایک ہی پھپھو تھیں جو امریکہ میں مقیم تھیں۔

وہ آج کل سردیوں کی چھٹیاں گزارنے آئی تھیں۔ بچے ان سے لگے انہیں اپنی روزمرہ کی کارگزاری بتا رہے تھے۔

جن میں زیادہ حیران انکو رپنزل کے زکرنے کیا۔ بچے اسکا نام لے لے نہیں تھک رہے تھے۔

وہ ویسے بھی داؤد سے کافی مرتبہ دوبارہ شادی کا کہ چکی تھیں مگر اسکا انکار ہنوز برقرار تھا۔

اب تو انہیں خود ہی کچھ کرنا تھا اور بچوں نے انہیں ایک نئی راہ دکھائی تھی جسے وہ قطعاً نظر انداز نہیں کر سکتی تھیں۔

\*\*\*\*\*

آخر وہ پل آہی گیا تھا جس کاوش نے خواب بھی نہیں دیکھا تھا۔

وہ ایرپورٹ پر وہاں کو الوداع کرنے آئی تھی۔ اسکی سرخ آنکھیں اسکے ساری رات گریا وزاری کی نشاندہی کر رہیں تھیں۔

اب بھی وہ ضبط کی کڑی منازل طے کرتے اسے یہاں خوشدلی سے سی او ف کرنے آئی تھی کہ وہاں پردیس جا کر پریشان ناہو۔

مگر یہ کیسے ممکن تھا کہ وہاں اپنی وش سے بے خبر رہتا۔

وہ اسکا نظریں چرانا، اس سے کتر انا سب سمجھ رہا تھا۔

اگر وش نے اس سے وعدہ نا کیا ہوتا تو وہ کبھی باہر جانے کی حامی نا بھرتا۔ اور اب وش کا ستا چہرہ دیکھ کر اسے شدت سے اپنے فیصلے پر پچھتاوا ہو رہا تھا۔

اسکا دل کیا وہ اپنے دل اپنی وش کو لے کر کسی سنسان گوشے میں روپوش ہو جائے جہاں کوئی انکی پیار بھری زندگی میں دخل اندازی نا کر سکے مگر اسکی فلائیٹ کی انا و نسیمینٹ نے اسکے ارادوں پر پانی پھیر دیا اور وہ ویسے بھی اپنی وجہ سے وش کو کسی مشکل میں نہیں ڈال سکتا تھا وہ جانتا تھا کہ اسکے نا جانے کا الزام بھی وش کے سر آئے گا اور اسے طعنے سننے پڑیں گے اس لیے وہ خاموشی سے جا رہا تھا مگر جلد لوٹنے کا پختہ ارادہ لیے۔

وہ کافی دیر وش کے گلے لگے اسکا غم غلط کرتا رہا اور حسین یادیں قید کرتا رہا پھر وہ مشکل سے ہی سہی وہ اس سے الگ ہوا اور اسکی پیشانی پر محبت کی مہر ثبت کی اور تیز قدموں سے چلتا ہوا نکلتا چلا گیا۔

جانے سے پہلے اسنے رک کر ایک بار پلٹ کر دیکھا اور یہی پلٹنا وش کی دنیا ہلا گیا وہ صبر کا دامن چھوڑتے ہوئے اپنے ابا کے گلے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

ناچاہنے کے باوجود ان دونوں کے درمیاں ہجر آن کھڑا ہوا تھا۔

اب اسے پار کرنا ان دونوں کے لیے جگر گردے کا کام تھا جو ناچاہتے ہوئے بھی وہ کرنے پر خود کو مجبور پاتے تھے  
اسکے بغیر وصل ناممکن تھا۔

\*\*\*\*\*

وقت کا کام تھا گزرنا سو گزرتا گیا اس درمیان وش اور وہاں کا فون پر رابطہ رہا مگر آج خاص دن تھا سب کے لیے مگر  
سب سے خاص تو وش کے لیے تھا کیونکہ اسکے دکھ سکھ کا ساتھی ایک طویل انتظار کے بعد آ رہا تھا۔۔۔۔  
وہ بے تابی سے ایر پورٹ پر سب کے ساتھ کھڑی اسکے انتظار میں گھل رہی تھی۔  
کتنی دعائیں کی تھی اس نے اس وقت کی۔  
اور وہ سامنے سے آتا اسکی بے چین روح کو سکون میسر کر گیا تھا۔ اس کی روح کا قرار جو آ گیا تھا۔ سب سے ملنے کے بعد  
اسکے سامنے کھڑے ہوتے اسے بے باک نظروں سے دیکھتے ہوئے امتحان میں ڈال گیا تھا۔  
"میں نے تو اپنا وعدہ پورا کیا وش اب تمہاری باری ہے"  
اسنے وش کے سر پر بم پھوڑا آج مہندی ہے اور کل رخصتی اسی شرط پر میں گیا تھا اور دیکھو وہ لمحہ آ گیا جس کا مجھے شدت  
سے انتظار تھا۔۔

وش نم آنکھوں سے مسکرا دی اسکا خیال آج مجسم بنا اسکے سامنے کھڑا تھا۔  
وہاں نے سسکی پر واہ کیے بغیر اسے گلے لگایا تو وہ جھنپ گئی۔

\*\*\*\*\*

شام کو اسے خوبصورتی سے سجا یا گیا اور اسکے سفید مخملی ہاتھوں پر وہاں کے نام کی مہندی لگائی گئی جسکو بار بار دیکھ کر وہ خود پر رشک کرتی۔

وہ سہیلیوں کے جھرمٹ سے اٹھ کر کمرے آئی تو وہاں کو کمرے میں پایا۔۔  
اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔

"وہااااںج"

اسنے جھنجھلاتے ہوئے کھینچ کر اسکے نام کو لمبا کیا۔۔۔  
تو وہاں جی جان سے مسکرا دیا۔  
جب وہ اس سے ناراض ہوتی تبھی کھینچ کر اسکا پورا نام ادا کرتی تھی۔  
"جی جان وہاں"

اسنے دلکشی سے کہا۔  
 "تم یہاں کیا کر رہے ہو پتا بھی ہے اگر تمہیں کسی نے یہاں دیکھ لیا تو کیا سوچے گا۔۔۔"  
 وش نے اسے ڈرانا چاہا۔

"یہی کے ایک شوہر کا اپنی بیوی کے بغیر بالکل دل نہیں لگ رہا اور وہ اسکے دیدار کے لیے چلا آیا۔ ہم جانناز عاشق ہیں جانم دنیا والوں سے گھبرایا نہیں کرتے"۔۔۔

اس نے وش کو بازوؤں کے ہلکے میں لیتے کہا۔۔۔

وش سرپیٹی رہ گئی۔۔۔

"ویسے لگ تو بہت خوبصورت رہی ہو میرے دل کا چین۔"

وہاج نے قربان ہوتی نظروں سے دیکھتے کہا۔

تو وش پل میں حیا سے سرخ ہوئی۔

وہاج کو اسکا یہ انداز دل و جان سے عزیز تھا۔

"ابھی رخصتی میں ایک رات باقی ہے کیسے کٹے گی یہ رات دل تو چاہ رہا ہے ابھی تمہیں سب کے سامنے اٹھا کر لے

جاؤں مگر ہائے یہ ظالم سماج۔۔۔"

لگ تو تم بہت حسین رہی ہو مگر ایک چیز کی کمی ہے۔۔۔

اسنے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔

وش نے اسے نا سمجھی سے دیکھا

تو اسنے وش کے ماتھے پر عقیدت سے لب رکھے۔

"اسکی"

اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی نظروں سے او جھل ہو گیا۔۔۔

اگر اور تھوڑی دیر رکتا تو اپنا صبر کھو بیٹھتا۔۔۔

\*\*\*\*\*



وہاج کی خوشی کا آج ٹھکانا نہیں تھا۔ اپنی محبت کو پا کر آج وہ کتنا خوش تھا کوئی اس سے پوچھتا۔

اسکا حال تو اس وقت ایسا تھا جیسے سارے جہاں کی دولت کا اکلوتا حکمران بن بیٹھا ہو۔

دھڑکنیں تو اسکی تب تھمیں جب وش کو سرخ عروسی لباس میں پلکنیں جھکائے اپنی اوڑ سہج سہج کر قدم بڑھاتے

دیکھا۔

وہ ساکت سا اپنی محبت کو یک ٹک دیکھی گیا چونکا تو تب جب وہ اسکے پاس پہنچی تو اسنے اسکا مومی ہاتھ تھام کر اسے اپنے

شانہ باشانہ کھڑا کیا۔۔

وہ محبت بھری نظروں سے دنیا جہاں بھلائے بس اسی کو دیکھ رہا تھا اور وش اسکی نظریں خود پر محسوس کر کے اپنے آپ

میں سمٹی جا رہی تھی۔

لوگوں کی تو صیفی اور کچھ کی حسد بھری نگاہیں انہیں پر ٹکیں تھیں۔۔۔

وہاج تو اس بات پر مسرور تھا کہ اپنی محبت کو ہمیشہ کے لیے اپنا مقدر بنالیا تھا۔۔۔

مگر کیا ہمیشہ کے لیے؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

ان کا کمرہ پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔

وش کنگ سائز بیڈ پر اپنا کام دار لہنگا پھلائے وہی کا انتظار کر رہی تھی۔۔

آنے والے لمحات کا سوچ کر اسکی گھبراہٹ عروج پر تھی۔۔

دفعتاً روم کا دروازہ کھلا اور وہاج اندر داخل ہوا۔



وش کو یوں اپنے کمرے میں دیکھ اسے اپنی ملکیت کا احساس ہوا۔  
یہ احساس ہی خوشکن تھا کہ اس نے اپنی محبت اپنے نام کر لی تھی۔۔۔  
وہ دروازہ لاک کر تادھیرے دھیرے اسکی طرف بڑھنے لگا۔۔۔  
وش کو لگا اسکا دل پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔

وہ اسکے سامنے بیٹھ کر اپنی نظروں کی پیاس بجھانے لگا۔

پھر کچھ دیر بعد اپنی جیب سے مخملی ڈبی نکال کر اس میں سے ڈائمنڈ کی رنگ برآمد کی اور وش کی مخروقی انگلی میں  
پہنائی جس نے اسکے ہاتھ کو چار چاند لگا دیے تھے۔۔۔

"تم نہیں جانتی وش میں نے اس لمحے کا کتنا انتظار کیا ہے۔۔۔"

کتنا ٹپا ہوں میں تمہارے لیے اور جب آج تم مجھے ملی ہو تو میں خود کو دنیا کا خوش نصیب انسان محسوس کر رہا  
ہوں۔۔۔

اتنی محبت پر وش کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔۔

اپنے والدین کے بعد اس پیارے شخص نے ہی تو سب سے زیادہ چاہا تھا۔۔۔

"وہاں خوش قسمت آپ نہیں خوش قسمت تو میں ہوں جسے آپ کی صورت میں اس دنیا میں ہی جنت عطا کر دی  
گئی۔"

کوئی مجھ سے پوچھے تو میں سب کو چیخ چیخ کر بتاؤں میرے پاس دنیا کا سب کچھ ہے کیونکہ میرے پاس میرا جہی ہے۔۔۔

وہاں اسکے اتنے پیارے اظہار پر محبت پاش نظروں سے دیکھنے لگا اور اگے بڑھ کر اس پر اپنی محبت کی برسات کرنے لگا جس میں وش خوشی سے بھیگتی چلی گئی۔۔۔

چاندان دونوں کے طویل ہجر کے بعد ملن پر مسکرا دیا۔

\*\*\*\*\*

وش اور وہاں کا ہر دن عید تھا تو ہر رات شب برات وہ ایک دوسرے کو پا کر مکمل ہو گئے تھے۔۔۔

وہ کون سی جگہ تھی جو اس نے وش کو ناگھمائی ہو۔۔۔

وہ ایک مہینے سے ورلڈ ٹو ٹرپر تھے اور ایک دن پہلے ہی واپس لوٹے تھے۔۔۔

وہاں تھوڑی دیر کے لیے بھی وش کو خود سے دور نا کرتا جبکہ وش خود اسکی عادی ہو گئی تھی۔۔۔

وہ اس ڈیڑھ ماہ میں خود کو دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی سمجھنے لگی تھی جسے اتنے پیارے اور مخلص شوہر کا ساتھ میسر تھا۔۔۔

آج بھی وش لال رنگ کے ڈریس میں وہاں کی فرمائش پر ریڈ پلپسٹک لگائے وہاں کا دل دھڑکا گئی تھی۔۔۔

وہ اسے جتنا دیکھتا اتنا کم تھا اس کا دل ہی نہیں بھرتا تھا اسے دیکھتے۔۔۔

آج بھی وہ لوگ ڈنر کرنے ریسترونٹ گئے تھے۔۔۔

واپسی پر بھی وہاں کا دیہان و شہر ہی تھا۔۔۔

"وجہی پلینز صحیح سے ڈرائو کرو مجھے گھر جا کر دیکھ لینا"

تو وہ کھلکھلا کر ہنس دیا۔۔۔

"کیا کروں یار تمہیں دیکھتے دل ہی نہیں بھرتا دل کرتا ہے آخری سانس تک تمہیں دیکھتا ہوں"۔۔

اسکے لہجے میں حسرت تھی

"وجہی"۔۔۔

و ش تڑپ کر چیخی۔۔۔

"وجہی میں ناراض ہو جاؤں گی کبھی تو سوچ کر بولا کرو"۔۔۔

وہاں نے اس کے پھولے گالوں والا معصوم سا خفگی بھرا چہرہ ہمیشہ کے لیے اپنی نظروں میں قید کر لیا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتا و ش چیخی۔۔۔

"وہاں سامنے دیکھو"۔۔۔

جیسے ہی وہاں نے سامنے دیکھا ایک ٹرک انکے قریب آچکا تھا اور گاڑی کو زوردار جھٹکے سے ہٹ کرتے ہوئے چلا گیا۔۔۔

وہاں نے دیکھنے میں دیر کر دی تھی۔۔۔

گاڑی ہٹ ہونے کی وجہ سے کلا بازیاں کھاتے کچے راستے پر جا گری۔۔۔

گاڑی کے شیشے بری طرح ٹوٹ چکے تھے جبکہ گاڑی سے دھواں نکل رہا تھا۔۔۔  
زخمی و ش نے ہوش کھونے سے پہلے وہاں کو خون میں لتھڑے نم آنکھوں سے دیکھا۔ کچھ بولنے کے لیے اسکے لب  
پھٹ پھڑائے مگر اسے لگابوں سے آہستہ آہستہ جان نکل رہی ہو اور اسکا ذہن مکمل تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

جب اسکی آنکھیں کھلیں تو اسنے خود کو ہاسپٹل کے بیڈ پر پایا۔  
دھند چھٹی اور آنکھیں دیکھنے کے قابل ہوئی۔ اسنے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو وہاں کہیں نظر نہ آیا۔ ساتھ ہی اسکے زہن  
میں جھماکا ہوا اور وہاں کا خون آلود وجود یاد آیا۔ وہ جھٹکے سے اٹھی تو پورے جسم میں درد کی لہریں سرایت کر  
گئیں۔۔۔

اسنے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا تو ڈرپ لگے ہاتھ سے خون بہ رہا تھا۔  
جبکہ دوسرا ہاتھ بھی پٹیوں میں جکڑا تھا اس نے بمشکل اپنی ڈرپ کھینچی۔۔۔  
اندرداخل ہوتی نرس اور اسکے والد اسکی حالت دیکھ کر اسکی طرف لپکے۔۔۔ و ش یہ کیا کر رہی ہو بیٹا۔۔۔  
بابا وہاں، بابا وہاں کہاں ہے۔۔۔  
اسنے لڑکھڑاتے لہجے میں پوچھا۔۔۔  
نرس اسے دوبارہ لٹانے کی کوشش کرنے لگی مگر وہ اسکا ہاتھ جھٹکنے لگی۔۔۔

بیٹا تم لیٹ جاؤ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔۔۔

نہیں مجھے وجہی سے ملنا ہے۔

وہ جھپٹانے لگی۔۔۔

اسکی ضد پر انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور نرس کی مدد سے اسے اپریشن تھیٹر کے باہر لے گئے جہاں اندر وہاں  
پٹیوں میں جکڑا تھا۔

باہر اسکے تائیاتی بھی رو رہے تھے جبکہ اسکے بھائی بھابھیاں اور امی بھی انہیں دلا سے دے رہے تھے۔۔۔

اسکے وہاں آنے پر سب کی نگاہ اسپر ٹھہر گئی۔۔۔

وہ بمشکل اپریشن تھیٹر کے دروازے کے پاس پہنچی اور دروازے میں لگے چھوٹے شیشے سے وہاں کو دیکھنے لگی۔۔۔  
وش سوچ رہی تھی۔۔۔

کہ کب کونسا فیصلہ زندگی کا کونسا نیا موڑ لے اور ان خوبصورت پلوں کو یادوں میں بدل دے یہ کوئی نہیں جانتا اور یہی  
وہ نکلے ساتھ ہوا تھا۔۔۔

وش کا دل وہاں کو اس حالت میں دیکھ کر چچی کرچی ہو رہا تھا۔۔۔

وہ دل ہی دل میں وہاں سے مخاطب ہوئی۔۔۔

"تم تو میرے ساتھ میں وادیوں سے گزر رہے تھے نہ کسی بے خوف پرنس کی طرح جو ہمیں خوشیوں کی طرف لے  
جائیں پھر کہاں ہے وہ وادی کہاں گئے وہ پرندے۔۔۔

ہم تو ساتھ جینا چاہتے تھے نا۔۔

یاد ہے تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گے کبھی نہیں کبھی بھی نہیں تو پھر۔۔۔۔

اتنا سوچتے ہی وش ضبط کھوتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

"وجہی وجہی"۔۔۔

وش شیشے کے پار اس وجود کو پکارنے لگی کہ شاید وہ اسکی پکار سن کر دوڑا چلا آئے جیسے پہلے آتا تھا۔۔

"فکر مت کرو بیٹا وہ ٹھیک ہو جائے گا"

اسکے باپ نے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر دلا سہ دیتے کہا۔۔۔

"وہاں میرا بچہ وہاں"۔۔۔

اسکی تائی بھی اپنے لختِ جگر کے لیے رو رہی تھیں۔۔۔

دفعۃً ڈاکٹر باہر آیا تو سب اسکی طرف لپکے۔۔۔

"آپ لوگ یہاں کیوں کھڑے ہیں"۔۔۔

ڈاکٹر نے انکو جھمگٹا لگائے دیکھا تو ناگواری سے پوچھا۔۔۔

"ڈاکٹر اندر میرا بیٹا ہے کیسا ہے وہ"۔۔

تایا نے کپکپاتے لہجے میں پوچھا۔۔۔۔

ڈاکٹر نے افسوس سے انہیں دیکھا۔۔۔۔

"پیشنت کی حالت بہت کریٹیکل ہے انکے دماغ پر گہری چوٹ لگی ہے مجھے نہیں لگتا وہ سروایو کر پائیں گے میں آپکو کوئی جھوٹی تسلی نہیں دینا چاہتا"۔۔۔۔

انکی بات پر سب رونے لگے وش ساکت کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"انکے پاس ٹائم کم ہے انہیں ہوش آچکا ہے وہ آپ میں سے کسی وش سے ملنا چاہتے ہیں"۔۔۔

"میں میں ہوں وش"۔۔۔۔

اسنے جلدی جلدی کپکپاتے لہجے کہا۔۔۔

"آپ چلیے اندر اور آپ سب یہیں رکیں پیشنت کی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے زیادہ لوگوں کو اندر جانے کی پر میشن نہیں"۔۔۔

ڈاکٹر نے ان سب کو اندر کی طرف بڑھتے دیکھ کہا۔۔۔۔

وش اندر آئی تو وہاں کو قریب سے بیٹوں میں جکڑا دیکھ اس کا دل سو ٹکڑوں میں بٹا تھا۔

"وہاں"

وہ دوڑ کر اسکے سینے سے جا لگی۔۔

اپنی روح کو نزدیک پا کر وہاں کے وجود میں ہلچل ہوئی۔

اس کی پلکوں میں جنبش ہوئی اور اس نے دھیرے دھیرے اپنی آنکھیں کھولیں تو وش کو اپنے سینے سے لگے پایا اتنے

درد کے باوجود بھی وہ مسکرا دیا۔



"وش"

اسکی ہلکی سی سرگوشی سن کر وہ سر اٹھا کر اسے اپنی بھیگی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔۔۔

"رومت تمہیں پتا ہے نایہ آنسو سیدھا میرے دل پر پڑتے ہیں کمزور سا بندہ ہوں برداشت نہیں کر پاؤں گا"۔۔۔

اس کی بات پر وہ زوروں سے رودی آنسو بے مول ہوتے اسکے چہرے پر بکھرتے چلے گئے۔۔

"تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں"

اس نے آہستہ آہستہ کہنا شروع کیا۔۔۔

"تمہارے ساتھ گزرا ہر پل میرے لیے آب حیات ہے اس ایک مہینے میں لگتا ہے میں نے اپنی پوری زندگی جی لی ہو

اتنی خوشی مجھے کبھی محسوس نہیں ہوئی جتنی تمہارے ساتھ ان پلوں کو گزار کر ہوئی"۔۔۔

اس نے بہت مشکل سے سانس بھری کیوں کہ اب اسے سانس لینے میں تکلیف ہو رہی تھی مگر اسے بولنا تھا۔۔۔

"میں تمہیں کبھی نہیں بھولوں گاوش کبھی بھی نہیں میں اپنی حالت اچھی طرح سے جانتا ہوں زیادہ دیر جی نہیں

پاؤں گا"۔۔۔

اس کی بات پر وش نے تڑپ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھا اور سر نفی میں ہلانے لگی الفاظ تو جیسے کہیں کھو گئے تھے۔۔۔

"نہیں مجھے بولنے دو۔۔۔

آج مجھے بولنا ہے۔۔۔

آج نہیں بولا تو کبھی نہیں بول پاؤں گا۔۔۔

میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ مجھے پتہ ہے تم میرا مان کبھی نہیں توڑو گی۔۔۔  
کبھی سوچا نہیں تھا کہ خوشی کے یہ پل اتنی جلدی گزر جائیں گے۔  
مگر میں چاہتا ہوں کہ آنے والی زندگی میں کبھی تم میری یادوں کو اپنی خوشیوں کے درمیان نہیں آنے دو گی وعدہ  
کرو مجھ سے۔۔۔"

وش اس کی باتوں کا مطلب سمجھ نفی میں سر ہلانے لگی۔

"کبھی نہیں میں کبھی تمہیں نہیں بھلا سکتی نہ ہی میں کبھی تمہیں چھوڑ کر جاؤں گی نہ تمہیں جانے دوں گی۔"

اس نے اس کا بازو پکڑ کر بلک کر روتے کہا جس نے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔۔۔

"تم جھوٹے ہو تم نے مجھ سے جھوٹ بولا کہ کبھی مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گے۔ مگر اب وعدہ خلافی کر رہے ہو۔  
اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میں کچھ کر گزروں گی معاف نہیں کروں گی۔۔۔"

وہاج دکھ سے نفی میں سر ہلانے لگا۔

"نہیں تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔ میری وش اتنی کمزور نہیں ہو سکتی۔ وعدہ کرو مجھ سے کہ مجھے بھلا کر زندگی میں آگے  
بڑھو گی یہ میری آخری خواہش ہے اور میری خوشی بھی۔۔۔"

وہاج نے نم آنکھوں سے کہا یہ کہتے اسکا دل ہزار ٹکڑوں میں بٹا تھا وہ جانتا تھا وش وہ نہیں رہے گی جو اسکے ساتھ  
کبھی ہوا کرتی تھی وہ پورا بدل جائے گی مگر وہ اسکو کمزور اور لاچار نہیں چھوڑ سکتا تھا اپنے جانے کے بعد بھی  
"اور مرتے ہوئے بندے کی تو آخری خواہش پوری کرنی چاہیے نہ۔۔۔"

وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اپنے سفاک لفظوں سے اُس کی جان نکال رہا ہے۔۔۔۔  
اس کی سانسیں اکھڑنے لگیں تو وہ ڈاکٹر کو بلانے جانے لگی۔  
مگر اس نے وش کا ہاتھ زور سے پکڑ لیا اور بولا۔۔

"وعدہ کرو مجھ سے کہ مجھے ہمیشہ اچھی یادوں میں یاد رکھو گی مگر زندگی میں آگے بڑھو گی اگر خدا نے چاہا تو اس جہاں  
میں پھر سے ملاقات ضرور ہو گی"۔۔۔

وہاں نے زخمی لہجے میں کہتے ہوئے آخری دفعہ اسے اپنی آنکھوں میں بسایا اور آخری ہنسی لیتے ہی وہ اس دار فانی سے  
کوچ کر گیا۔۔۔

اس کا سرد ہاتھ اب بھی وش کے ہاتھ میں تھا۔۔

وش اسکے ہاتھوں پر سر رکھے شدت سے رو دی اس کی چیخ و پکار سن کر سب دوڑے چلے آئے مگر آگے کا منظر دیکھ کر  
ان سب کے سروں پر چھت پر آگری۔۔۔  
وہ ان سب لوگوں کے جگر کا ٹکڑا نہیں ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر جا چکا تھا۔۔۔۔

اور پھر وہاں نارکنے والی آہ و پکار کا سلسلہ جاری ہو چکا تھا۔۔۔۔

زندگی میں تین موقعے آئے جب اسکو لگا کہ وہ زندہ نہیں رہ پائے گی۔۔۔

پہلا تب جب وہاں کی میت اٹھائی جا رہی تھی اور یہ برداشت نہ کرتے ہوئے وہ ہوش سے بے گانہ ہو چکی تھی۔

مگر وہ بچ گئی اور پھر تب جب اسکے تایاتائی نے اسے منحوس کہ کر گھر سے نکال دیا کہ وہ وہاں کو کھاگئی وش کاشت سے مرنے کا دل کیا۔

مگر وہ زندہ لاش بنی رہی اور آخری مرتبہ تب جب اسکے والدین اسکے غم کو سینے سے لگائے ایک ایکسڈینٹ میں وفات پا گئے۔۔۔

اب تو لگتا تھا کہ وہ اتنی بری ہے کہ موت بھی اسے قبول نہیں کرتی۔۔۔۔۔

وش نے سر جھٹکا تو ماضی سے حال میں لوٹی اور اپنے آپ کو برائڈل روم میں بیٹھا پایا جہاں مولوی صاحب اسکے نکاح کے بول پڑھوا رہے تھے۔۔۔

\*\*\*\*\*

شاہ نے سوچا تھا کہ وہ رحمہ کے بعد کسی لڑکی سے شادی نہیں کرے گا محبت کے روپ میں جو وہ لالچی لڑکی اسے دھوکا دیتی آئی تھی اسنے شاہ کو توڑ کے رکھ دیا تھا اسے عورت ذات سے نفرت ہوئی چلی تھی جو اندر سے چلاک اور باہر سے بھولپن کا لبادہ اوڑھے رہتی ہیں۔۔۔

اس لڑکی نے تو اپنے چار سال کے بچوں تک کی پرواہ بھی نہیں کی تھی۔

شاہ نے سوچ لیا تھا کہ وہ اپنے بچوں کے لیے اکیلا ہی کافی ہے کوئی دوسرا کبھی اسکے بچوں کو وہ پیار نہیں دے پائے گا۔ جو وہ دیتا ہے مگر اسکی یہ غلط فہمی تب دور ہوئی جب اسنے بچوں کو ماں کے لیے روتے دیکھا اور انکی محرومیاں شاہ کا دل چیر گئیں۔۔۔

اسنے جو اپنے آپ سے کبھی شادی نا کرنے کا وعدہ کیا تھا آج اپنے بچوں کے مستقبل اور خواہش کے لیے توڑ دیا تھا اور آپا کی بتائی ہوئی لڑکی سے شادی کرنے لگا تھا۔

مگر اسنے سوچ لیا تھا کہ وہ محبت جیسی غلطی دوبارہ نا کرے گا بلکہ اس لڑکی کو بھی وہ اپنے سے کوسوں دور رکھے گا کیونکہ وہ یہ شادی صرف اپنے بچوں کے لیے کر رہا تھا۔۔۔۔

مولوی صاحب کی آواز پر وہ حال میں لوٹا۔۔۔۔

داؤد شاہ ولد اکرم شاہ کیا آپ کو مہروش ولد آغا خان سے سکھ راجا وقت ۲۰ لاکھ کے عوض نکاح قبول ہے؟؟؟؟  
جی قبول ہے اسنے کڑوا گھونٹ پی کر تین دفعہ قبول ہے بول دیا اور ایک انجان لڑکی کو اپنی زنگی کا ساتھی بنا لیا تھا مگر صرف بظاہر۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

مولوی صاحب کی آواز نے اسے حال میں لا پٹھا مہروش ولد آغا خان کیا آپ کو داؤد شاہ ولد اکرم شاہ سے سکھ راجا  
الوقت ۲۰ لاکھ کے عوض نکاح قبول ہے۔۔۔۔

اس کی پتھرائی آنکھوں میں ہلچل ہوئی بے ساختہ ہی اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھرنے لگیں۔۔۔۔

بھابی نے اسکے کندھے پر دباؤ ڈال کے اسے وارننگ دی تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی تین دفعہ قبول ہے بول کے اپنی  
زندگی کسی اور کے نام کر گئی۔۔۔۔

پہلے دفعہ اسکا دل اس رشتے کے ساتھ بندھا تھا اور آج دوسری مرتبہ بس اسکے مردہ احساسات تھے۔۔۔۔

اسکی رخصتی کب ہوئی کیسے ہوئی اسے کوئی ہوش نہ تھا اسکے کب کمرے میں پہنچایا گیا اس سے بھی وہ لاعلم تھی۔۔۔  
چونکی تو تب جب اسکا نام نہاد شوہر اندر آیا اور بد تمیزی کی تمام حریں پار کرتے ہوئے کھینچ کر بیڈ سے نیچے اتار تو وہ  
بوکھلا اٹھی۔۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے؟ اس کے بے رحم سلوک پر اسنے بولنا ضروری سمجھا۔۔۔۔  
"میری شادی آپ سے صرف بچوں کے لیے ہوئی ہے سو بہتر ہے آپ انہی تک محدود رہیں میرے قریب آنے کی  
کوششیں کرنا بے کار ہے"۔۔۔۔

داؤد شاہ نے غصے سے اسکو اسکی جگہ باور کراتے کہا۔۔۔۔

اتنی توہین پر پہلے والی مہر و ش نے سراٹھایا تھا اور تمام لحاظ بلائے تاک رکھ کر بولی۔۔۔

"یہ بات مجھے آپ آرام سے بھی کہہ سکتے تھے۔ میں چلی جاتی کمرے سے مگر آپ نے تو اپنی تربیت دکھا دی نا اور آپ  
کو یہ خوش فہمی کیونکر لاحق ہے کہ میں آپ کے قریب انا چاہوں گی۔  
کہیں کے پرنس چارلیس ہیں آپ، نا تو مجھے آپ سے کوئی غرض ہے نا آپ کے پاس آنے سے۔

میں خود اچکے پاس انا پسند نہیں کرتی۔۔۔ وہ بولی تو ایک بار ہی بولتی چلی گئی۔۔۔

داؤد شاہ اسے ہونکوں کی طرح دیکھنے لگا۔۔۔ کہاں لڑکیاں اسکے سامنے بات کرنے سے پہلے سودفعہ سوچتی تھیں اور  
یہ لڑکی کیسے دو منٹ میں اسکی بے عزتی کر گئی تھی۔۔۔۔

اور تو اور نا صرف اسے تربیت کا تانا دیا بلکہ اسکی خوبصورتی جسے پوری بزنس انڈسٹری سراہتی تھی۔



جبکہ لڑکیاں مرتی تھیں اس پر وہی خوبصورتی اسکے لیے کوئی معنی ہی نہیں رکھتی تھی۔۔۔۔  
اس سے پہلے کے وہ اسے کچھ کہتا وہ تن فن کرتی دروازہ دھاڑ سے بند کرتی چلی گئی۔۔۔

\*\*\*\*\*

جبکہ وہ اپنی بے عزتی کو یاد کرتا کلس کر رہ گیا۔۔۔۔ کہاں دیکھی تھی اسنے ایسی لڑکی۔۔۔  
ویسے لڑکی ٹکمر کی ہے۔۔۔

دل میں خیال آیا پردماغ نے فوراً سرزنش کی۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

وہ اپنا بھاری کامدار لہنگا اٹھاتی بمشکل چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکلی اور ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی اسے دیکھ نالے مگر وہ  
اس بڑے گھر میں کمرہ کہاں ڈھونڈے گی اس سوچ نے اسے پریشان کر دیا یہ مشکل بھی جلد ہی دور ہو گئی جب رضیہ  
اس گھر کی کام والی اسے حیرت سے دیکھتے اسکے پاس چلی آئی۔۔۔۔

بی بی جی آپ یہاں۔۔۔

مجھے رہنے کے لیے گیسٹ روم چاہئے اور میرا بیگ جس میں میرے کپڑے تھے۔۔۔

اسنے سپاٹ لہجے میں کہا تو۔۔۔

اسنے فوراً اثبات میں سر ہلایا اور اسے گیسٹ روم لے گئی۔۔



وہیں اسکا لایا ہوا کپڑوں کا بیگ بھی تھا۔۔۔

"بی بی جی میں کچن میں بچوں کے لیے دودھ گرم کر رہی ہوں کچھ چاہیے ہو تو بدلی جیے گا"۔۔۔  
اسکے جاتے ہی وہ ایک سادہ سا سوٹ نکال کر واشروم میں گھس گئی تاکہ فریش ہو سکے۔۔۔

ٹھنڈے پانی نے اسکے اعصاب پر اچھا اثر ڈالا تھا۔ وہ واشروم سے باہر آئی تو تمام جھنجھٹوں سے پاک تھی لمبے گیلے بال پشت پر بکھرے تھے۔

اسنے ٹائم دیکھا تو رات کے دس بج رہے تھے جبھی اچانک اسے بھوک کا احساس ہوا پھر نئے گھر کا خیال کرتے ہوئے وہ کھانے کا ارادہ ترک کرتی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

مگر پھر وہی پرانی وش نے اندر سر اٹھایا تو تمام شرم سائڈ پر رکھ کر کچن ڈھونڈنے نکل پڑی۔  
وہاں نے اسے کافی بدل دیا تھا اسکی سنگت میں وہ اور بھی مضبوط اور نڈر ہو گئی تھی۔ مگر بھابیوں نے اس پر جھوٹے الزام لگا کر اپنے ہی بھائیوں کی نظروں میں گرا دیا تھا اور جب اپنوں نے ہی اس پر یقین نہ کیا تو اسنے بھی انہیں اپنے پر یقین دلانا ضروری نہ سمجھا۔۔۔

اور ویسے بھی ادھر کونسا اسکی بھابیاں تھیں جو اسے کھانے سے منع کرتیں یہ اسکا اپنا گھر تھا۔۔۔  
کچھ ہی دیر میں کچن ڈھونڈ کے وہ لیز کھانے سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ کھانا کھانے کے بعد اسکا دماغ تیزی سے چلنے لگا اور وہ آنے والے وقت کے لیے خود کو تیار کرنے لگی۔

اسنے سوچ لیا تھا اگر اسکا شوہر اسکی عزت کرے گا تو ہی وہ اسکی عزت کرے گی نہیں تو وہ کون اور میں کون۔۔۔

وش خود پر غور کرتی تو جانتی کے اسکے چپی کا خول چٹھ گیا تھا جو وہاں کی موت کے بعد اسکی ذات پر چڑھا تھا۔۔۔۔۔  
وہ اس عالیشان جیسے محل میں گھوم کر کھانا ہضم کرنے لگی۔

جب ایک کمرے کے پاس سے گزرتے اسے بچوں کی آواز آئی۔

بڑی بھابی نے اسے داؤد شاہ کے دو بچوں کے متعلق بتایا تھا۔ وہ الگ بات تھی کے شادی والے دن ہی بتایا تھا۔  
مگر مہروش کو اس سے کوئی غرض نہ تھی ان بچوں کی ماں کے چلے جانے کا سن کر اسکو دکھ ہوا تھا۔ جیسی اسنے سوچا  
کیوں نہ بچوں سے مل لیا جائے۔

وہ اندر گئی تو دونوں بچے اسے دیکھ چونکے جبکہ وہ خود ان دونوں بچوں کو دیکھ حیرت زدہ رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

مہروش نے ایان اور ریان کو ان دونوں بچوں کی جگہ دیکھا تو خوش ہونے کے ساتھ ساتھ حیران بھی ہوئی خوشی اس  
بڑے گھر میں کسی اپنے کے ملنے کی تھی جبکہ حیرت ان دونوں کو یہاں دیکھ قسمت کے حسین اتفاق پر ہوئی  
تھی۔۔۔۔۔

مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی یہ اتفاق کم اور ان دونوں بچوں کی کارستانی زیادہ تھی۔۔۔۔۔

ایان اور ریان ماما ماما کہتے اسکے ٹانگوں سے آلیٹے تو اسنے جھک کر دونوں کو خوشی سے گلے لگایا۔۔۔

تم دونوں یہاں۔۔۔۔۔

اسنے ان دونوں کو اپنے سے الگ کر کے کہا۔۔۔۔۔

"اپکی شادی ہمارے بابا سے ہوئی ہے اب اپ ہماری ماما ہیں"

ریان نے کہا۔۔۔

"اب ہم اپکو کہیں جانے نہیں دیں گے"

رپنزل ایان نے اسکے گرد باہوں کا گھیرا بناتے لاڈ سے کہا تو وہ انکی محبت پر نرم آنکھوں سے ہنس دی۔۔۔

اللہ نے اسے تنہائی دور کرنے کے لیے ان دونھے فرشتوں کو بھیج دیا تھا۔۔۔

پوری رات وہ دونوں اس سے چپکے رہے اور اس سے ڈھیر ساری باتیں کرتے رہے جن میں زیادہ تر اسکی تعریفیں

، انکی معصوم خواہشیں اور محرومیاں تھیں جنہیں سن کر وہ ہول ہول گیا۔

وہ معصوم بچے ماں کے پیار کے لیے کتنا تر سے ہوئے تھے۔

اسنے خود سے دل ہی دل میں وعدہ کیا کہ وہ انکی تمام خواہشات جو انہوں نے ماں کو لیکر دیکھیں ہیں انہیں پورا کرے

گی اور اپنی بے پناہ محبت سے انکی زندگی کے اس خلا کو پر کر دیگی۔۔۔

\*\*\*\*\*

صبح جب داؤد شاہ نیچے ناشتے کی میز پر آیا تو یہ دیکھ کر اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا کہ ریان بڑے لاڈ سے مہروش کی گود

میں بیٹھے اسکے ہاتھ سے ناشتہ کر رہا تھا۔ جبکہ وہ ساتھ ساتھ ایان کو بھی نوالے بنا کر کھلا رہی تھی جو وہ بہت شوق

سے کھا رہا تھا۔

داؤد تو بی منظر دیکھ کر دنگ ہی رہ گیا تھا شاید ہی اسکے بچے کبھی اسکی گود میں بیٹھے ہوں یا اس سے یوں فری ہو کر بات کی ہو مگر وش سے یوں فرینک ہو ا دیکھ اسے شدید جلیسی ہوئی۔

مگر شاید وہ یہ بھول گیا تھا بچے تو ہوتے ہی پیار کے بھوکے ہیں جہاں پیار ملے اسی کے ہو کر رہ جاتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ ناشتے کی میز پر آ کر بیٹھا تو سب خاموش ہو گئے۔

آپا بھی خوشی سے ماں اور بچوں کا محبت بھرا مظاہرہ دیکھ رہی تھیں اور آنکھوں ہی آنکھوں میں شاہ کو یہ جتا رہی تھیں کہ انہوں نے کتنا صحیح فیصلہ کیا۔

جبکہ شاہ انکے اشاروں کو نظر انداز کیے ناشتے میں مگن تھا۔

کیونکہ اسکے نزدیک وش بچوں سے پیار کا دکھاوا کر رہی تھی۔ بھلا کبھی سوتیلی ماں بھی غیر بچوں پر یوں محبت نہجھا اور کرتی ہے اسنے تنفر سے سوچتے ہوئے سر جھٹکا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

دن گزرتے چلے گئے آپا بھی گھر جا چکی تھیں جبکہ انکی شادی کو ایک ماہ گزر چکا تھا انکا رویہ پہلے دن جیسا ہی تھا جبکہ بچے داؤد شاہ سے زیادہ مہروش سے اٹیچ ہو گئے تھے۔۔۔

کبھی مہر سے اپنی کوئی خواہش پوری کراتے تو کبھی کوئی وہ بھی ماتھے پر ایک بھی شکن لائے بغیر انکی ہر فرمائش آنکھوں پر رکھتی۔۔۔۔۔

داؤد شاہ اکثر اسکی محبت پر حیران ہوتا تھا کیونکہ اب تک اسنے وش کی نیت میں کوئی کھوٹ نہیں دیکھی تھی۔۔۔

آج وہ گھر پہنچا تو معمول سے ہٹ کر گھر میں خاموشی تھی۔

وہ کچھ حیران ہوا کیونکہ جب سے مہروش اس گھر میں آئی تھی گھر کی ویرانی کہیں کھو گئی تھی۔

وہ جب بھی آفس سے لوٹتا تو بچوں کو لاونچ میں وش کے ساتھ کبھی کھیتے ہوئے کبھی پڑھاتے ہوئے پاتا آج خاموشی کے باعث اسکا حیران ہونا بنتا بھی تھا۔

وہ کمرے میں گیا بیگ وغیرہ رکھا اور بچوں کی خبر بعد میں لینے کا سوچ کر واشروم فریش ہونے لگا۔۔۔۔۔

جوں ہی وہ فریش ہو کر باہر نکلا مہروش کو لال رنگ کے لانگ فرائیڈ میں نک سک سے تیار ہوا پایا جو اسکے پریس کپڑے الماری میں ٹانگ رہی تھی۔

دومنٹ کے لیے تو وہ اسکی خوبصورتی میں کھو گیا مکمل حسن، حسین سراپا، اور اوپر سے لال رنگ نے اسکو چار چاند لگا دیے تھے شاید ہی اسے لال رنگ کسی پر اتنا اچھا لگا ہو جتنا مہروش پر لگ رہا تھا۔

وہ کھٹکے کی آواز پر پلٹی تو وہ بھی ہوش میں آتے ہوئے خود کو ملامت کرنے لگا۔

جبکہ وہ اب تک اسکا اچھی طرح جائزہ لے چکا تھا۔

مہر چلتی ہوئی اسکی طرف آئی اور مسکرائی اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتی داؤد نے اس پر طنز کے تیر چلائے۔۔۔

"ویری گڈ تم اپنی معصومیت کا چولا اتنی جلدی اتار پھینکو گی میں نے سوچا بھی نہ تھا۔"

"کیا مطلب ہے اپکی اس بات کا"

مہرجواسے خوشی کی بات بتانے لگی تھی ٹھٹکی اور نا سمجھی سے اسے دیکھتے ہوئے ناگواری سے پوچھا یقیناً اسے یہ بات  
بری لگی تھی۔۔۔۔

"مطلب بہت جلد سمجھ میں آجائے گا ویسے کیا پلین بنایا نہ تم نے میں تو قائل ہو گیا پہلے بچوں کو اپنے قریب کیا پھر  
آہستہ آہستہ میرے سارے کام کرنے لگی اور اب بن ٹھن کر فل تیاری کے ساتھ میرے کمرے میں مجھے امپریس  
کرنے پہنچ گئی۔۔

I am shoked....

بھئی بہت جلدی نہیں مٹھی میں کر لیا سب کچھ تم نے سوچا ہو گا بچوں کی طرح میں بھی تمہاری خوبصورتی کے جال  
میں پھنس جاؤں گا اور تمہارے اشاروں پر ناچوں گا۔"

داؤد شاہ نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے اس کے ارد گرد گھومتے ہوئے کہا۔

مہر کا اتنے بڑے الزام پر دماغ چکرا گیا تھا وہ شخص اسے کیا سمجھ رہا تھا۔  
یک دم غصے نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا۔ اسکی نسیں ابھرنے لگی تھیں۔

وہاں ہی جانتا تھا اسکا غصہ کتنا سخت ہے اور اسے کنٹرول کرنا بھی وہی جانتا تھا مگر افسوس اس وقت وہ یہاں تھا ہی نہیں  
جو اسے پرسکون کرتا۔۔۔

وہ ہوتا تو شاید وہ بھی یہاں نا ہوتی۔ ساری بات ہونے کی ہی تو تھی وہ ہوتا تب نا۔  
اس سے پہلے کے داؤد اس پر کوئی اور الزام لگاتا وہ بولی نہیں پھنکاری تھی۔



"بس بس بہت ہو گیا مسٹر داؤد شاہ"۔۔۔

وہ اسکے انداز پر ٹھٹکا تھا۔۔۔

"آپ نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میری بچوں سے محبت ایک دکھاوا ہے۔۔۔

میری ان سے محبت آپ جیسے لوگ کیا جانیں جنہیں محبت کے م تک کا ناپتا ہو۔۔۔"

اس نے طنزیہ سر جھٹکتے کہا تو وہ سیخپا ہوا۔۔۔

"ایک منٹ ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی آپ کو کس نے کہا کہ میں اتنا تیار ہو کر آپ کو رجھانے آئی ہوں ہیں کیا  
آپ، ایک سنگ دل انسان جو خود پر ناز کرتے نہیں تھکتا۔ آپ نے سوچا بھی کیسے کے میں اپنے حسن کو ہتھیار بنا کر  
آپ کو رجھاؤں گی

"- I am a wife not a bloody prostitute

اس کے غصے پر وہ بھی شذر رہ گیا تھا۔۔۔

"اگر آپ دنیا کے آخری آدمی بھی ہوتے تو بھی مہروش کبھی آپ کی قربت پر تھوکتی بھی نا"۔۔۔

اسکی بات نے داؤد شاہ کو سرتاپیر جلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

"یو"۔۔۔

وہ غصے سے دھاڑا۔۔۔

"یوشٹ آپ"



وش نے اسکی بات کاٹی۔۔۔

آپ نے سمجھ کیا رکھا ہے عورت ذات کو آپ اسپر طنز کے نشتر چلاتے رہیں گے اور وہ سنتی رہے گی۔

--- You are highly mistaken Mr Daood shah

وہ کوئی اور لڑکیاں ہوں گی جو آپ کے پیچھے بھاگتی ہوں گی۔ مگر میں اسنے اپنے سینے پر دستک دیتے کہا۔۔۔

"میں مہروش ہوں میرے لیے سب سے زیادہ اہم میری عزت ہے۔ آئندہ یہ بات سوچ سمجھ کر کی جیے گا کیونکہ

اینٹ کا جواب پتھر سے دینا میں اچھے سے جانتی ہوں"۔۔۔

اسکی باتوں نے داؤد شاہ کو اندر تک خاک کر ڈالا تھا۔

کہاں لڑکیاں اسے دیکھ آہیں بھرتی تھیں اور اسکی اپنی بیوی اسکو دیکھنا بھی گوارا نہیں کر رہی تھی یہ بات اسکو جلا کے

راکھ کر گئی تھی۔۔۔

وہ کوئی بات سننے بغیر دروازہ کو ہاتھ مارتی باہر چلی گئی۔

\*\*\*\*\*

ایک گھنٹا گزرنے کے باوجود بھی اسکا غصہ کم نہ ہوا۔

جب ایان اور ریان اسکے کمرے میں داخل ہوئے انہیں دیکھتے ہی اسکا سارا غصہ بھاپ کی طرح اڑ گیا۔ اسنے ایان کو

اپنی گود میں بٹھایا جبکہ ریان باپ کی ٹانگ کے ساتھ لگ کر صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔

کیسے ہیں میرے چیمپ۔۔۔

اسنے خوشدلی سے پوچھا۔۔۔

"فرسٹ کلاس"

دونوں چہک کر بولے۔۔۔

"آپ کو پتا ہے پاپا ہم دونوں کا آج رزلٹ تھا اور گیس واٹ ہماری کیا پوزیشن آئی"۔۔۔

ایان نے سسپنس پھلایا۔۔۔

مگر ریان نے بھانڈا فوراً ہی پھوڑ دیا۔۔۔

"پاپا ہم دونوں فرسٹ آئے ماما نے ہمیں اتنا اچھا پڑھایا تھا اور آج ماما نے اور ہم نے مل کر پارٹی بھی کی ماما نے کیک، پزا

اور بہت کچھ بنایا تھا"۔۔۔

داؤد کو لمحہ لگا تھا سمجھنے میں کہ مہر آج کیوں تیار ہوئی تھی۔۔۔

"اور ماما آپ کو بلانے بھی آئی تھیں ہمارے کہنے پر مگر انہوں نے کہا اپنی تبعیت خراب ہے۔ تو ہم نے اکیلے پارٹی کر

لی"۔۔۔

ریان کھسیا کر بولا۔۔۔

داؤد کو ایک دم شرمندگی نے آن گھیرا۔ وہ اسکی تیاری دیکھ اسکو کمرے میں موجود پا کر کیا سمجھ بیٹھا تھا اور حقیقت کیا

تھی۔۔۔

اسے اپنی سوچ پر ملال ہوا اسنے دل ہی دل میں مہر سے معافی مانگنے کے بابت سوچا۔۔

\*\*\*\*\*

داود صبح واشروم سے فریش ہو کر آیا تو بیڈ خالی تھا جہاں روزا سے واشروم سے آنے پر کپڑے تیار ملتے تھے۔

مگر آج خالی بیڈ اسکا منہ چڑھا رہا تھا۔

جب سے مہروش آئی تھی اسنے داؤد کی بھی تمام زمرہ داریاں اپنے سر لے لی تھیں۔

وہ بجھے دل سے الماری سے اپنے کپڑے نکالنے لگا جو آج سے پہلے تک مہر ہی نکال کے رکھتی تھی۔ مگر آج اسے خود نکالنے پڑ رہے تھے۔

اسکا موڈ بری طرح اوف ہو چکا تھا اور وجہ کیا تھی وہ یہ خود بھی سمجھنے سے قاصر تھا۔

جب وہ نیچے آیا تو اسکی بے تاب نظریں مہر کو ڈھونڈنے لگیں جبکہ لاؤنج خالی پڑا تھا وہ کچن میں گیا تو خالی کچن اسے منہ چڑھا رہا تھا۔

جہاں آج سے پہلے تک مہر صبح بچوں کا ناشتہ تیار کرتے نظر آتی۔

وہ باہر نکلا تو دونوں بچے رضیہ کے ساتھ منہ بسورتے سیڑھیاں اتر رہے تھے۔

رضیہ انہیں نیچے لا کر ناشتہ کرانے لگی جس پر انہوں نے سو طرح کے خڑے کیے جبکہ ایان نے تو بمشکل دونوں لے لیے تھے۔

بچے بھی بگڑے تیوروں کے ساتھ سکول گئے تھے۔

جبکہ داؤد مہروش کے بند دروازے کو دیکھتا رہ گیا۔

جب وہ واپس آیا تو تب بھی گھر میں خاموشی چھائی ہوئی تھی ورنہ عام روٹین میں تو وہ اپنے کھلکھلاتے ہوئے ادھر ادھر گھوم رہے ہوتے۔۔۔

کمرہ بھی آج کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔ حالانکہ وہ بچوں کے ساتھ ہی رہتی تھی۔ پھر بھی اسے اپنے کمرے میں کام کرتے دیکھنے کی عادت جو ہو گئی تھی۔

یہ اگلے دن کی بات ہے جب۔۔۔

کیا ہوا رضیہ؟

وہ صاحب جی میڈم کے بغیر بچے بہت تنگ کر رہے ہیں ناشتہ بھی نہیں کر رہے اب کوئی ماں کی طرح دیکھ بال تو نہیں کر سکتا نہ بچے بھی ان سے مانوس ہو چکے ہیں۔

رضیہ نے اسے دبے لفظوں نے وش کی اہمیت بتانی چاہی۔

"ہممم مہروش کہاں ہے"

ویسے اسنے اپنی بے تابی چھپاتے ہوئے اپنے لہجے کو سرسری بناتے پوچھا۔۔۔

"وہ صاحب جی میڈم کی طبیعت خراب تھی لیکن انہوں نے صبح اٹھ کر بچوں کا ناشتہ بنا دیا تھا اور کہا کہ

انہیں تنگ نہ کیا جائے۔۔۔

داؤد کو ایک دم پریشانی نے آن گھیرا۔

مگر اپنی حالت کو کسی پر ظاہر نہ کیا بچوں کو بھی وہ بمشکل ہی سکول چھوڑ کر آیا تھا جنہوں نے ماما ماما کی رٹ لگائی تھی۔

\*\*\*\*\*

اب مہر کم ہی اسکے سامنے جاتی تھی داؤد کو یہ بات کھلتی تھی اب بچوں کے ساتھ بھی وہ کم ہی پائی جاتی۔

بچے اسکی بے توجہی کی وجہ سے کملا کر رہ گئے تھے۔ داؤد الگ پریشان تھا۔

ایان کل سے تیز بخار میں مبتلا تھا۔ داؤد نے سوچ لیا تھا کہ وہ وش سے معافی مانگ لے گا۔

اب بھی وہ آیان کے پاس بیٹھے اسی وقت وش کے پاس جانے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

تاکہ وہ بچوں سے اسکی وجہ سے غافل نہ ہو۔

اس سے پہلے کے وہ اٹھتا مہر وش ننگے پاؤں بھاگتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی اور آیان کی طرف لپکی اور دیوانہ وار

آیان کو چومنے لگی۔ آیان بھی ماں کا لمس محسوس کرتا نیم وا آنکھوں سے مہر وش کو دیکھتے ماما ماما کرتا اسکے گلے سے لگ کر

رونے لگا۔۔۔

چپ ہو جائے میرا بیٹا ماما آگئی ہے نا۔

اسنے اسکا ماتھ پیار سے چومتے کہا وہ خود بھی بری طرح رو رہی تھی۔

"ماما درد ہو رہا ہے"۔۔۔

ایان نے روتے ہوئے کہا۔۔۔

"کہاں میری جان"

اسنے ایان کا ہاتھ چومتے کہا۔

"ماما بہت گندی ہے اپنے بچے سے دور رہی سوری بیٹا ماما آئندہ اپکو چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گی"۔۔۔

ایک یہی بچے تو سہارا تھے اسکا وہاں کے جانے کے بعد جنہوں نے اسے دل سے چاہا تھا اور دل سے محبت دی تھی وہ اپنی انا میں کیسے انہیں نظر انداز کر بیٹھی تھی اسنے خود کو کوسا۔۔۔

اسنے روتے ہوئے ایان کو سینے میں بھینختے کہا۔

ریان بھی دوڑتے ہوئے اس تک آیا تو وش نے اسے بھی سینے میں بھینچ لیا یہی تو کل اٹاٹھ تھے اسکا۔  
داؤدان تینوں کی حالت دیکھتا شرمندگی سے سر جھکا گیا۔

وہ خود کو ان تینوں کا مجرم گردان رہا تھا۔ اسکی وجہ سے آج وہ تینوں جو ایک دوسرے پر تھوڑے ہی عرصے میں جان چھڑکنے لگے تھے ایک دوسرے کی دوری پر کملا کر رہ گئے تھے۔

"سوری مہر میں اس دن کے لیے معافی چاہتا ہوں میں نے تمہاری بچوں سے محبت پر شک کیا ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا"۔۔۔

یہ کہتے ہی وہ کمرے سے نکل گیا اور وش اس دروازے کو دیکھنے لگی جہاں سے وہ نکلا تھا۔

\*\*\*\*\*

کچھ دن بعد

آج شام پارٹی ہے تیار رہنا ہمیں ساتھ جانا ہے۔ صبح ناشتے کی میز پر داؤد نے مہر وش کو آگاہ کیا

وش نے فقت سر ہلا کر رضامندی ظاہر کی۔

داؤد آجکل زیادہ سے زیادہ مہر سے بات کرنے کی کوشش کرتا یہاں تک کہ مہر کا خیال اسے ہر وقت ستاتا رہتا۔  
داؤد اپنے دل کی حالت جان چکا تھا اور وہ یہ بھی تسلیم کر چکا تھا کہ اسے وش سے محبت ہے مگر اسکا اظہار وہ ابھی تک نا کر پایا تھا۔

\*\*\*\*\*

شام کو جب وہ آفس سے لوٹا تو روم میں فریش ہونے چلا گیا۔  
تیار ہو کر اسنے وش کو کال کر کے باہر آنے کا کہا اور خود لاونج میں اسکا انتظار کرنے لگا۔  
ہیل کی ٹک ٹک نے اسکی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی تو وہ پیچھے پلٹا۔  
جہاں مہر وش تمام تر حشر سمانیاں سمیت اسکے دل پر بجلی گراتی ہوئی آرہی تھی۔  
اسنے پیروں کو چھوتا سفید رنگ کا فراک زیب تن کیا تھا اور بالوں کو کمر پر کھلا چھوڑا تھا۔  
جبکہ سینے پر دپٹا پھیلا کر لیا تھا۔ وہ نیچرل میک اپ میں بھی اسکا چین لوٹ چکی تھی۔  
"چلیں"۔۔۔

مہر وش نے داؤد شاہ کی والہانہ نظروں سے بچنے کے لیے گلا کھنکار کر چلنے کا کہا۔۔۔  
اسکے جذبات اسکی آنکھوں سے صاف مہر وش پر ظاہر ہو رہے تھے۔  
جسے وہ ابھی سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔



داؤد جو منہ کھولے یک ٹک اسکی خوبصورتی میں کھویا تھا اسکی آواز پر ہوش میں آیا اور نجل ہوتے ہوئے فٹافٹ سر کھجاتے اسے چلنے کا کہا۔

گاڑی میں بھی تمام راستے داؤد کی نظریں مہر کا ہی طواف کر رہی تھیں جس سے مہر کا منہ سرخ ہوا پڑا تھا۔۔۔

"کتنے چھچھورے ہیں کب سے تاڑ رہے ہیں"

مہر نے دل میں سوچا اور اسے کن انکھیوں سے دیکھا

۔ آخر کب پہنچیں گے ہم۔۔۔

آخر اسنے داؤد کی ایکسرے کرتی والہانہ نظروں سے خائف ہوتے کہا۔۔۔

وہ جو اسے دیکھ اسکے داتھ وقت بتانے کو سلوڈرائیو کر رہا تھا اسکی بات پر چونک کر دیکھتا گاڑی کی سپیڈ بڑھادی۔۔۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ پارٹی میں پہنچ چکے تھے۔

پارٹی اپنے عروج پر تھی رنگ برنگی لڑکیاں نازیبا لباس میں لڑکوں کی باہوں میں باہیں ڈالے ادھر ادھر گھوم رہی تھیں۔ مہر کو ایک دم کوفت ہونے لگی۔

انکے اندر آتے ہی فوٹو گرافرز کا جم غفیر انکی طرف لپکا اور انہیں گھیرے میں لیتے ہوئے انکی کھٹاکھٹ تصویریں

کھینچنے لگا۔۔۔

مہر تو اس افتاد پر بوکھلا ہی گئی تھی کہاں دیکھی تھی اسنے اتنی گید رنگ۔ اسنے گھبراتے ہوئے داؤد کا بازو تھام لیا۔۔۔

مہر کا یوں حفاظت کے لیے داؤد کا بازو پکڑنا داؤد کے دل کے تار چھیڑ گیا تھا جبکہ کسی کی آنکھوں میں نفرت اور جلن کی چنگاریاں بھر گیا تھا۔۔۔

داؤد اسے اپنے محفوظ حلقے میں لیے ایک سائیڈ پر لے آیا جہاں رش کم تھا۔ تم ٹھیک ہو داؤد نے دریافت کیا۔۔۔  
"ہمممم!"

وش نے ہاں میں سر ہلایا تبھی داؤد کو کوئی جاننے والا مل گیا تو وہ ان سے باتیں کرتا دور نکل گیا۔۔۔  
جبکہ مہروش اکتائی نظروں سے پارٹی میں موجود دیہاں وہاں پھرتی نازیبا لباس میں موجود لڑکیوں کو دیکھ رہی تھی  
جبھی کوئی اسکے پاس کھنکارا۔۔۔

اسنے مڑ کر دیکھا تو شمس چغتائی رحمہ کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا جبکہ ساتھ چند اور بھی  
جوڑے تھے۔۔۔

مہروش نے مسکرا کر سلام کرتے انکو شرمندہ کیا جسکے جواب میں انہوں نے اپنی شرمندگی مٹاتے سلام کا جواب  
دیا۔۔۔

"تو آپ ہیں وہ کوہ نور جسے داؤد نے ہم سب سے چھپا کر رکھا تھا"۔۔۔

شمس نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتے کہا جبکہ رحمہ کی آنکھوں میں صاف حقارت اور نفرت نظر آرہی تھی رحمہ کو تو  
وہ دیکھتے ہی پہچان گئی تھی۔

کیونکہ اسکی تصویر اسنے دیکھ رکھی تھی۔۔۔

"جی میں ہی ہوں داؤد کی وائف جہاں تک بات ہے چھپا کر رکھنے کی تو مجھے گیدر نگز میں شامل ہونا پسند نہیں۔"  
اسنے لٹھ مار انداز میں کہا۔۔۔

"او آئی سی۔۔"

ماننا پڑے گا اسکی چوائس ہے بڑی اچھی لیکن آپ ہیں مزہبی ٹائپ شمس نے پھر بھی بے باک نظروں سے دیکھتے مہر کے دوپٹے کی طرف اشارہ کرتے کہا۔۔۔۔  
مہر کو اسکی بات پر تپ چڑھی۔

"فار یور کانسٹانفو مسٹر XYZ میرے شوہر کو میں ہر حال میں پسند ہوں چاہے دپٹے میں ہی کیوں نہ ہوں اور میری ساری خوبصورتی میرے محرم کے لیے ہے نا ہی مجھے اپنی بیوی جیسے شوق ہیں آدھا ننگا گھومنے کا۔ اینڈ یونو دیٹ بغیر ڈھکی چیز پر کیڑے تو آئیں گے نہ۔۔۔۔"

اسنے رحمہ اور شمس کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔  
تو رحمہ جل بھن گئی جبکہ شمس اسکی حاضر جوابی سے متاثر ہوا۔۔۔

"ہنسہ پسند اور تم وہ بھی داؤد شاہ کی نیور وہ تمہیں اپنے ڈس ایبل بچوں کی آیا بنا کر لایا ہو گا ضرور۔۔۔"  
پیچھے سے آتے داؤد نے جب اپنے بچوں کے بارے میں ایسے الفاظ سنے تو غصے سے مٹھیاں بھیج کر رہ گیا اس سے پہلے کے وہ آگے آکر رحمہ کا منہ توڑتا۔۔۔۔۔

مہر و ش بولی۔۔۔۔۔

\*\*\*

مہروش بولی۔۔۔۔

"مزے کی بات پتا ہے کیا ہے میں جب بھی ان بچوں کو دیکھتی تھی تو میں سوچتی تھی کہ کتنی گھٹیا ہوگی وہ عورت جو چند پیسوں اور عیش و عشرت کے لیے اپنے بچوں کو چھوڑ گئی۔

اور آج میں اسی گھٹیا اور تھرڈ کلاس عورت کے سامنے کھڑی ہوں جس کا نہ تو منہ اچھا ہے نہ ہی کردار۔  
اچھا ہی ہو جو تم نے انہیں چھوڑ دیا اس بہانے مجھے دو پیار کرنے والے فرشتے جیسے بچے ملے اور مجھے فخر ہے میرے

بیٹوں پر۔ let me clear you one thing ruhma

اگر آئندہ میرے بچوں کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کیے تو جس منہ پر تمہیں اتنا غرور ہے نا اسے توڑنے میں  
میں ایک منٹ نہیں لگاؤں گی۔۔۔

And i mean it"

وش نے ایک ایک لفظ چباتے رحمہ کو اپنے لفظوں سے ایسے بولڈ آؤٹ کیا کہ سارے حیران رہ گئے جبکہ باقی کپلز  
بھی رحمہ کو حقارت سے دیکھنے لگے وہ لوگ جیسے بھی تھے مگر اپنے بچوں کی تو وہ بھی قدر کرتے تھے کیونکہ اولاد ایک  
نعمت ہے۔۔۔

جبکہ پیچھے سے آنے والی آواز پر سب چونکے۔۔۔۔

"I hope آپ سب نے میری وائف سے مل لیا ہو گا چلیں ڈیر۔۔"

داؤد نے مہر کی کمر میں ہاتھ ڈالا اور نکلتا چلا گیا۔۔

آگے جا کر داؤد کو کوئی واقف مل گیا جسکی وجہ سے وہ تھوڑا دور نکل گیا جبکہ مہر بور ہونے لگی۔۔

"اسلام و علیکم بھابھی۔۔"

پیچھے سے آنے والی آواز پر پلٹی تو دیکھا وہاں کادوست ارحم کھڑا اسے سلام کر رہا تھا۔۔

"وا علیکم اسلام۔۔"

وش نے سر خم کرتے سلام کا جواب دیا۔۔

"وہاں کاسن کر بہت دکھ ہوا ویسے آپ یہاں کیا کر رہی ہیں۔۔۔"

اسنے وہاں کا افسوس کرتے ساتھ اسکی آمد کی وجہ دریافت کی کیونکہ جہاں تک عہ جانتا تھا وہاں کی فیملی تو بہت

کنزرویٹیو تھی۔۔۔

"میری شادی ہو چکی ہے"

مہر نے کچھ ہچکچاہٹ سے بتایا۔۔۔

"او آئی سی۔۔۔ میں ابھی آپ کو اپنی وائف رمشہ سے ملواتا ہوں یہیں ہوں گی وہ۔۔"

اسنے ادھر ادھر نظریں گھما کر اپنے بیوی کو ڈھونڈنا چاہا۔۔

"خیر بھائی کے ساتھ ہمارے گھر چکر ضرور لگائیے گا۔۔۔"

"Sure "

اسنے تکلف مسکراتے کہا۔۔۔

جبھی داؤد واپس آیا اور مہروش کو ایک لڑکے سے بات کرتے دیکھ اسے عجیب نظروں سے دیکھ پوچھا۔۔۔

"یہ کون ہے"۔۔۔

داؤد نے اسے خشمگیں آنکھوں سے دیکھتے کہا۔۔۔

"یہ میرے کزن کے دوست ہیں"۔۔۔

مہر کو وہاج کو شوہر کہنا اچھا نا لگا تبھی کزن کہ کر حوالہ دیا کیونکہ وہ اسکے تاثرات سے جان گئی تھی کہ اسے مہر کا رحم

سے بات چیت کرنا پسند نہیں آیا۔۔۔

اسنے تکلف بھی ارحم سے ہاتھ ملانا ضروری نہ سمجھا۔۔۔

مہروش ہی اسے خدا حافظ کہتے وہاں سے داؤد کے ساتھ ہٹ گئی کہ کہیں وہ بیچارے ارحم کی ہجامت نہ کر دے کیونکہ

اسکے خطرناک تاثرات سے تو یہی لگ رہا تھا۔۔۔

دو چار لوگوں سے باتوں کے بعد وہ لوگ گھر کے لیے نکل گئے جبکہ شمس کی کمینگی خیز آنکھوں نے دور تک مہر کا پیچھا

کیا۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

"وہ کیا کہ رہا تھا تمسے"۔۔۔۔

مہرنے داؤد کی آواز میں سختی محسوس کرتے چونک کر اسکو دیکھا۔۔۔

"کون"

"وہی لڑکا"۔۔۔۔

داؤد لفظ چباتے ہوئے بولا تو مہر ٹھٹکی تھی اسکے شکی انداز پر۔۔۔

"کیا میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ رحمہ سے آج کیا بات کر رہے تھے نہیں نہ تو آپ بھی مجھ سے پوچھنے کا کوئی حق نہیں رکھتے"

مہر و ش کو اسکے شکی لہجے نے دکھ پہنچایا تھا تب ہی اپنے آنسوؤں گاگلا گھونٹتی سختی سے بولی۔۔۔  
داؤد کو اسکا یہ انداز سر پر آگ کی طرح لگا تھا۔۔۔

"واٹ ڈیو یو مین حق نہیں رکھتا بیوی ہو تم میری اور اپنی ہر بات کی میرے آگے جوابدہ بھی ہو مت بھولو"  
داؤد نے اسکو دیکھتے سلگتے لہجے میں کہا۔۔۔

"ہنہ بیوی تو آپ مجھے مانتے ہی نہیں تھے اب اپنے مطلب کی بات جاننے کے لیے فرش سے عرش پر بٹھا رہے ہیں۔  
پھر مطلب پورا ہوا تو عرش سے فرش پر پٹخنے میں آپ کو دیر ہی کہاں لگتی ہے یہ بات تو آپ کہ ساتھ رہتے جان ہی گئی ہوں میں"

مہرنے ترچھی نظروں سے اسے دیکھتے سر جھٹکتے کہا تو داؤد کی آخر ہوئی تھی۔۔۔  
"تم بتا رہی ہو یا نہیں"



داؤد نے آخری بار ٹھٹھرتے لہجے میں پوچھا

"نہیں"

مہر کی ضد پر اس نے تمام ضبط کے پہلو چھوڑتے گاڑی سنسان سڑک پر ہی روک کر دھاڑتے ہوئے کہا۔

"اترو"

اسکی دھاڑ کے عجیب سے مطالبے پر وہ بھی دوپیل کو دہل گئی تھی۔۔۔

"داؤد"

اس نے کپکپاتے ہوئے کہا۔۔۔

داؤد سیٹ بیلٹ کھینچ کے اتار تا اترا اور گاڑی کا دروازہ ٹھاکی آواز سے بند کرتا اٹھا اور باہر نکل کر مہر کو کار سے گھسیٹتے

ہوئے باہر نکالا۔۔۔

"داؤد یہ کیا کر رہے ہیں آپ چھوڑیں مجھے"

مہر نے اس سے اپنا بازو چھڑانے کی کوشش کرتے کہا۔۔۔

جو وہ توڑ دینے کے در پر تھا۔۔۔

"جب تک تم مجھے جواب نہیں دیتی یہیں کھڑی رہو اور میرے پیچھے مت آنا"

وہ سرد لہجے میں کہہ کر اسے جھٹکتا گاڑی میں جا بیٹھا۔۔۔

وہ جو اس کے دھکے سے کنکر اور مٹی سے اٹی زمین پر گری تھی۔

ہتھیلیاں چھل جانے پر لب بھیج کر درد برداشت کرنے لگی سفید فراک مٹی سے خراب ہو چکا تھا جب کے کہیں کہیں  
سے گھسیٹ لگنے کے باعث پھٹ چکا تھا۔۔۔

چونکی تو وہ تب جب داؤد نے گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔  
وہ فوراً ہڑبڑا کر اٹھی اور کار کا بند شیشہ کھٹکھٹانے لگی۔۔۔

"داؤد پلیز دروازہ کھولیں ایسے مت کریں رات کے اس پہر میں کہاں جاؤں گی۔"

مہر روتے ہوئے بولی تو داؤد نے سرخ آنکھیں اس پر گاڑتے ہوئے کہا۔۔۔

"تم جواب دینے کا سوچو اور جب سوچ لو تو مجھے کال کر دینا میں آ جاؤں گا"

وہ سفاکی سے کہتے ہوئے مہر کو اس وقت کوئی جلا لگا تھا۔۔۔

"ٹائر چرچرانے کی آواز پر وہ گاڑی کے پیچھے بھاگی۔۔۔۔۔"

"داؤد خدا راحم کریں مجھ پر بیوی ہوں میں آپ کی آپ مجھے یوں اکیلا چھوڑ کر کیسے جاسکتے ہیں کچھ تو اس رشتے کا  
خیال کریں"

وہ گاڑی کے پیچھے بھاگتی روتے ہوئے اس سے بھیک مانگتی کوئی پاگل لگ رہی تھی۔۔۔

اور داؤد اسکی اس بات پر بھی کان لپیٹے اسے نظر انداز کیے گاڑی کی سپیڈ بڑھاتا دھواں اڑاتا وہاں سے جا چکا تھا۔۔۔

پیچھے وہ لڑکھڑا کر گری تھی اور قسمت کی اس ستم ظریفی پر اونچا اونچا چیخ چیخ کر رونے لگی۔۔۔

کون تھا اسکا اس دنیا میں جو اسکی مدد کرتا کوئی بھی تو نہیں پہلے وہاں پھر اپنے ماں باپ کے جانے کے بعد وہ بالکل تنہا ہی  
تو رہ گئی تھی کون تھا جو اسکو تھامتا۔۔۔۔۔

"وہاں بہت برے ہو تم تنہا چھوڑ گئے مجھے اس ظالم دنیا میں کاش ساتھ ہی لے جاتے۔ پلیز مجھے اپنے پاس بلا لو"  
چیخ چیخ کر وہ وہاں کو پکارتی کوئی دیوانی لگ رہی تھی۔ بہت برا حال کیا تھا اس بے درد دنیا نے اس معصوم لڑکی کا۔

\*\*\*\*\*

سچ کہتے ہیں غصہ عقل کو کھا جاتا ہے یہی داؤد شاہ کے ساتھ بھی ہوا تھا۔  
ارحم کے ساتھ وش کو کھڑا دیکھ اسکا دل جل کر کوئلہ ہوا تھا اس سے بات کرتے وقت تو میڈم کے مزاج نہیں ملتے  
تھے اور اس لڑکے سے مسکرا کر بات کرت دیکھ اسکا دل کیا وہ اسکو اچھا سبق سکھائے۔۔۔  
وہ غصے میں اپنی ہی بیوی کو جسے وہ منانے کے چکروں میں تھا اپنی انا کی وجہ سے تن تنہا رات کے تاریک پہر میں  
سنان جگہ پر بے یار و مددگار چھوڑ آیا تھا۔۔۔۔۔  
رحمہ نے اسے ایسا دھوکا دیا تھا کہ وہ کسی پر بھی اعتبار کرنے لائق نہیں رہا تھا۔۔۔  
جب ایک ماں اپنے سگے بچوں کو دولت کے لیے عیش و عشرت کے لیے چھوڑ سکتی ہے تو مہر کیوں نہیں۔  
کیا تھا جو وہ اسکی بات کا سیدھا جواب دے دیتی۔۔۔  
یہ سوچ تھی داؤد شاہ کی۔

مگر وہ یہ بھول بیٹھا تھا کہ ہر لڑکی رحمہ جیسی نہیں ہوتی۔ ایک عزت دار لڑکی کبھی بھی اپنی عزت پر شک برداشت نہیں کرتی اور یہی بات داؤد شاہ سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔

تیز ڈرائیونگ کرتا وہ گھر پہنچا تھا۔ جب اسے خیال آیا کہ یہ اسنے اچھا نہیں کیا "مجھے واپس جانا چاہیے اسے لینے" اس سے پہلے کہ وہ گاڑی ریورس کرتا اسکے سیکڑری کی کال آئی جسے سننے میں وہ مصروف ہو گیا۔۔۔

"ہیلو ہاں جنید بولو"

"باس کسی نے ہمارے ری سینٹ پر اجیکٹ کی فائل چرائی ہے ہمیں لاکھوں کا نقصان ہو گیا ہے"

اسکی بات سن کر داؤد بھی پریشان ہوا اٹھا تھا۔۔۔

"یہ تم کیا کہ رہے ہو جنید وہ فائل کس کے پاس تھی۔ تم اتنی بڑی کوتاہی کیسے کر سکتے ہو"

وہ غصے سے چیختا گاڑی سے اتر اور تیز قدموں سے گھر میں داخل ہوتے سٹڈی روم میں چلا گیا۔

وہ بھول چکا تھا کہ اسکی بیوی اسکے انتظار میں رات کے اس پہر اپنی عزت بچ جانے کی دعائیں کر رہی ہے۔

مگر اسے یاد ہی کہاں تھا۔

وہ تو محو تھا اپنے بزنس کی دنیا میں۔۔۔۔

لگاتار تین گھنٹے کی مغض ماری کے بعد داؤد کو یاد آیا کہ وہ فائل تو وہ آج لے جانا ہی بھول گیا تھا جو اسکے لا کر میں موجود تھی۔۔۔

جو آفس میں تھی وہ تو اسکی کاپی تھی۔

اسنے شکر کا سانس لیا اور جنید کو اس کلیٹ کا پکڑنے کا کہہ کر جسنے فائل چرائی تھی فون بند کر دیا اور اپنی ٹائی ڈھیلی کرتے اسنے لاؤنچ کا رخ کیا۔۔۔

جہاں ریان اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"ڈیڈ آپ یہاں ہیں تو ماما کہاں ہے میں نے پورا گھر ڈھونڈ لیا مگر وہ کہیں نہیں ہیں"

ایان کے غصے بھرے سوال پر داؤد شاہ کو لگا پورے گر کی چھت دھڑادھڑا سکے سر پر آگری ہے۔۔۔

وہ بزنس کے چکر میں بھول ہی بیٹھا تھا کہ وہ اپنی عزت کو رات کی تنہائی میں بیچ سڑک میں تنہا چھوڑ آیا تھا۔ اسکا دل کیا وہ اپنے آپ کو گولی سے اڑا دے۔۔۔

"بیٹا میں ماما کو ابھی لے آؤں گا"

وہ ایان کو کہتا فوراً باہر کو بھاگا تھا۔

گھڑی رات کے دو بجار ہی تھی لیکن داؤد شاہ کے منہ پر بارہ بجنے والے تھے۔۔۔

\*\*\*\*\*

وہ گھٹ گھٹ کر روتی وہاں کو پکار رہی تھی جب دو منچلے لڑکے وہاں اسے سڑک پر تنہا دیکھ سیٹی بجانے لگے۔۔۔

"واہ کیا مست مال ہے کیا چیز بنائی ہے خدا نے"

ایک لڑکا اسے ایکسرے کرتی آنکھوں سے اوپر سے نیچے تک دیکھتا ہوا بولا۔۔۔

جس پر مہر کی سسکیاں حلق میں دم توڑ چکیں تھیں۔۔۔۔

وہ گھبرا کر اٹھی اور بھاگنے لگی جب دوسرے نے پھرتی سے اسکا بازو پکڑتے اسے سینے سے لگایا۔۔۔

"کہاں چلی بلبل زرا ہمیں بھی تو خود کو چکھنے کا موقع فراہم کرو"

اسنے بڑے لالچی انداز میں اسکے منہ پر انگلیاں پھیرتے کہا۔۔۔

تو مہروش نے کراہیت سے منہ جھٹکا۔۔۔

اور ان دونوں کے چنگل سے نکلنے کی تگ و دو کرنے لگی۔۔۔

"صحیح کہا باس بہت دن بعد کوئی رس ملائی چکھنے کا موقع ملا ہے فوراً شروعات کرو"

دوسرے نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرت کہا تو مہر کا شدت سے مر جانے کا دل کیا کاش داؤد اسے یہاں چھوڑ کر نہ

جاتا کیونکہ اب تو مہر داؤد کو مرتے دم تک نہ معاف کرنے والی تھی۔۔۔

پہلے نے اسکی ہاں میں ہاں ملاتے اسکا دپٹا کھینچ کر اتارا جس سے اسکی گردن پر اچھی خاصی خراشیں پڑ چکیں تھیں۔۔۔

جس میں سے خون رسنے لگا تھا جو اسکی سرخ سفید رنگت کو اور چار چاند لگا رہا تھا۔

دونوں ہشیوں نے مل کر اسے زبردستی زمین پر لٹایا۔۔۔

پہلا بھی مکر و چہرہ لیے اسکے لبوں پر جھکا۔۔۔

جب مہروش نے دل دہلا دینے والی چیخ ماری تھی۔ جس میں پتا نہیں کتنا کرب، دکھ، اور آہیں سمٹی ہوئی تھیں۔۔۔

قسمت ادا سی سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

\*\*\*\*\*

داؤد رش ڈرایونگ کرتے ہوئے وہاں پہنچا تھا جہاں اسنے مہروش کو چھوڑا تھا۔

وہ گاڑی روک کر افراتفری میں باہر نکلا۔

یہاں وہاں دیکھنے پر اسے مہر کہیں نہ دکھی تھی۔ بلکہ چاروں طرف سناٹہ تھا۔

"مہروش"

اسکے اونچی آواز میں چیخنے پر اسکی آواز سنسان علاقے میں گونج کر اس تک واپس آگئی تھی مگر مہر کہیں نہ تھی۔

داؤد شاہ کا ایک دم دل ہولنے لگا تھا۔

"مہر"

اسنے ہونٹوں کے گرد ہاتھوں کا حالہ بنا کر اور اونچی آواز میں اسے پکارا۔۔۔

مگر وہاں مہروش ہوتی تو اسے جواب دیتی نہ۔

وہ پاگلوں کی طرح یہاں وہاں اسے ڈھونڈنے لگا۔ یہاں تک کے دونوں اطراف میں آگے جا کر بھی دیکھ آیا مگر رات

کے اس پہر جانوروں اور حشرات کی آوازوں کے علاوہ اسے کچھ نہ ملا۔۔۔

وہ شکستہ قدموں سے واپس لوٹ آیا اور گھٹنوں کے بل گر اندامت کے آنسو اسکا چہرہ بھگونے لگے تھے۔۔۔

کیوں آتا تھا اسے اتنا غصہ اسنے شدت سے اپنے ہاتھ کوزمین پر مارا

کہ کنکر اور بجری کے دھسنے سے ہاتھ خون برسانے لگا۔۔۔



کیوں کیا اسنے اس پر شک وہ رحمہ جیسی تو نہ تھی بلکہ اسکے بچوں کو رحمہ سے بڑھ کر پیار کرتی تھی۔  
سینے سے لگا کر رکھتی تھی۔ اب وہ گھر جا کر بچوں کو کیا جواب دے گا۔ جو خود ہی اسکی گمشدگی کا سبب تھا۔  
جیسے ہی وہ اٹھنے لگا اسکی نظروں میں گرے مہروش کے فون پر گئی۔ ایسے لگ رہا تھا کسی نے جان بوجھ کر توڑا ہو۔  
وہ پاگل ہوا اٹھا تھا۔

"کہیں اسکے ساتھ کچھ ہو تو نہیں گیا"

اس خیال نے اسکی روح قبض کر لی تھی۔

وہ فوراً گاڑی دوڑاتا پولیس سٹیشن پہنچا تھا اور اسکی گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

دوسری طرف مہروش ایک کمرے میں آرام کر رہی تھی۔ ہاتھ پر پیٹی بندھی تھی جبکہ گلے کی خراشوں پر دوائی لگائی گئی تھی۔

وہ مرجھائی آنکھوں سے ایک جانب دیکھے یک ٹک یہی سوچ رہی تھی کہ اگر رحمہ نہ آتا تو اسکا کیا ہوتا۔۔۔

اسنے اس دن کے بارے میں سوچا جب اس مکر و شکل والے لڑکے نے اسے گندی نیت سے چھونے کی کوشش کی تھی۔

ارحم جو اپنی بیوی کے ساتھ گھر لوٹ رہا تھا انسانی چیخ پر گاڑی روکنا فوراً معاملے کی طہ تک پہنچا و ش کو بچانے لپکا تھا۔  
جبکہ وہ دونوں لڑکے اسے دیکھ کر ہی بھاگ گئے تھے۔۔۔

"رہمشہ بھابھی کو اندر لے کر جاؤ"

ارحم نے اسکی حالت سے نظریں چراتے اپنی بیوی رہمشہ کو کہا جو فوراً دوڑ کر اسکا دیپٹہ لائی اور اس پر اوڑھا کر اسے گاڑی میں بٹھانے لگی۔۔۔۔

ارحم یا اسکی بیوی نے اس سے کوئی بھی سوال نہ کیا تھا۔

لگتا تھا وہ سب سمجھ چکے ہیں تبھی عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خاموش رہے اور مہروش کو اپنے گھر لے آئے۔  
دودن سے وہ یہاں مقیم تھی۔ نہ ہی اسنے داؤد کو کال کی تھی نہ ہی اپنے گھر گئی تھی۔

خیر داؤد کا تو نمبر بھی نہیں تھا اسکے پاس اور اپنے گھر جا کر وہ اپنی بھابیوں سے تماشہ نہیں بنوانا چاہتی تھی سو یہیں رہی۔

وہ جانتی تھی داؤد اسے ڈھونڈنے کے لیے پاگل ہو رہا ہوگا۔

مگر وہ بھی چپ کار و زہ رکھ کر بیٹھی رہی۔ وہ اسکو اس عزیت سے دوچار کرنا چاہتی تھی۔ جو اس لمحے میں اسنے سو سو بار مر کر سہی تھی۔

وہ اسے اس ڈر سے واقف کرانا چاہتی تھی جس سے وہ انجان تھا۔۔۔

کیا اسنے مہر کی عزت کو اتنا رزاں سمجھا تھا کہ وہیں چھوڑ گیا۔۔۔

اسکی خود کی حالت کو نساٹھیک تھی جب ارحم اور رہمشہ اسے گھر لائے تھے اسے سکتہ ہو چکا تھا اور وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

ڈاکٹر نے بتایا کہ وہ زہنی عزیت سے دوچار ہے جبکہ دماغ کو بہت بڑا صدمہ پہنچا ہے۔  
یہ دو دن رشتہ نے ہر وقت مہر کے ساتھ رہ کر گزارے تھے۔  
اور ان دونوں میں وہ ایک دوسرے کے بے حد قریب آچکی تھیں۔ مہر سوچ چکی تھی کہ وہ کل گھر جائے گی۔  
اسے داؤد کی تو نہیں خیر اپنے ان دو بچوں کی پرواہ تھی جنکا اسکے بغیر گزارا نہیں تھا۔  
اب وہ سوچ چکی تھی کہ اسے کیا کرنا ہے۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

ان دونوں میں داؤد شاہ کی حالت اجڑ چکی تھی مہر و ش کو ہر جگہ تلاش کرتے کرتے۔۔۔  
"آسمان نکل گیا یا زمین کھا گئی اسے جو آپ میری بیوی کو ڈھونڈ نہیں پا رہے آپ کی یہ وردی کس کام کی جب آپ  
کسی کو بازیاب نہیں کروا سکتے۔۔۔۔۔"

داؤد شاہ نے سرد لہجے میں پولیس انسپیکٹر سے کہا جنہیں اسکا لہجہ ایک آنکھ نہ بھایا۔۔۔  
"معاف کی جیے گا داؤد صاحب اگر اپنی عزت اور بیوی کی اتنی ہی پرواہ تھی تو انہیں رات کے پہر آپ سنسان جگہ پر  
چھوڑ کر ہی کیوں آئے اور اب لگے ہیں آپ ہم پر حکم چلانے۔۔۔۔۔"

اسنے کڑوے لہجے میں کہا جبکہ بات تو سچ ہی تھی  
"داؤد شاہ نے اسکے نخوت بھرے لہجے میں سچ بیان کرنے پر ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔۔۔۔۔"

"ڈیڈ مجھے میری مام چاہے کہاں چھوڑ آئیں ہیں آپ انہیں ڈھونڈ کر لائیں ورنہ میں آپ سے بات نہیں کروں گا"

ایان نے روتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔

جبکہ داؤد لب بھینچ کر رہ گیا آگے کیا کم پریشانی تھی جو ماں کے چچے بھی آگئے تھے۔۔۔

"اندر جاؤ دونوں فوراً کوئی مجھے باہر نظر نہ آئے"

اسنے ان دونوں کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔۔۔

ریان نے اسے گھور کر دیکھا۔۔۔

"اگر آپ ہماری مام کو ڈھونڈ کر نہیں لائے تو میں خود انہیں ڈھونڈنے چلا جاؤں گا کیونکہ وہ ہماری مام ہیں اور ہم سے

بہت پیار کرتی ہیں آپ سے بھی زیادہ"

ریان نم آنکھوں سے سختی سے داؤد شاہ کو بولا اور روتے ہوئے ایان کو اندر کمرے میں لے گیا۔۔۔

پیچھے وہ اپنے چھٹانک بھر کے بچے کے تیور دیکھ شذر رہ گیا

جو اپنی ماں کے لیے اپنے باپ کو ہی آنکھیں دکھا رہا تھا۔

جب کہ بچوں کے اس انداز پر پولیس والے بھی نیچے منہ کیے دبی دبی ہنسی ہنس دیے۔۔۔

\*\*\*\*\*

آج تیسرے دن رمشہ خود مہر کو اسکے گھر چھوڑنے آئی تھی۔۔۔

مہر کو اندر آتے دیکھ داؤد فوراً اسکے پاس آیا جو ابھی پولیس سٹیشن ہی جا رہا تھا۔۔۔

"مہر کیسی ہو تم کہاں تھی اور یہ کیا ہوا ہے تمہیں،

پتہ بھی ہے کتنا پریشان تھا میں "

اسنے شروع میں فکر مند لہجے میں کہتے آخر پر غصے سے جھنجھوڑتے کہا۔۔

تو رمشہ کڑے تیوروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

"واہ بھئی پہلے خود بیوی کو سنسان جگہ چھوڑ آئے اور پھر اچھے بننے کا نائک بھی کر رہے ہیں کیا خوب "

رمشہ نے طنزیہ کہا تو داؤد شاہ سرد لہجے میں بولا۔۔

"شٹ آپ "

"یہ آپ اپنا رعب کسی اور پر جھاڑنا پتا بھی ہے کہ اگر ہم وقت پر نہ پہنچتے تو مہر اپنی عزت گنوا چکی ہوتی۔ کتنی تکلیف

میں تھی وہ مگر افسوس وہاں اسکی عزت کا سو کا لڈر کھوالا ہی نہیں تھا جو اسکی عزت کی حفاظت کر پاتا۔۔

مگر یہ سب آپ جیسے مردوں ہی کی بدولت ہے "

اسنے بھی بغیر لہاز کے داؤد کو سناتے کہا جو دنگ نظروں سے مہر کو دیکھ رہا تھا جو سرخ آنکھوں سے یک ٹک زمین کو گھورے جارہی تھی۔۔۔

"اب ہٹے رستے سے "

اسکو راستے سے ہٹا کر رمشہ نے مہر کو اسکے علیحدہ کمرے میں پہنچایا اور اس سے پھر ملنے کا وعدہ کرتی چلی گئی۔۔

داؤد بھی اخلاقاً اسے دروازے تک چھوڑنے آیا دل تو نہیں تھا جتنی اس لڑکی نے بے عزتی کی تھی

مگر اسکا احسان تھا کہ اسنے داؤد شاہ کی عزت کی حفاظت کی تھی۔

جیسے ہی وہ تیز قدموں سے وش کے کمرے میں آنے لگا سنہ داؤد شاہ کے منہ پر دروازہ ٹھا کر کے بند کیا تھا جو اسکی ناک پر اور اناپر بڑی زور سے لگا تھا کہ روح بلبلا کر رہ گئی تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

کچھ گھنٹے صبر کرنے کے بعد داؤد اسکت کمرے کی طرف بڑھا۔  
داؤد نے اسے تب تو تنہا چھوڑ دیا تھا مگر اب اس کی بس ہو چکی تھی وہ اسکے کمرے کے باہر کھڑا دروازہ پیٹ رہا تھا۔۔  
"دروازہ کھولو مہر یہ کہا بد تمیزی ہے۔ بجائے اپنی خیریت بتانے کے تم یوں ایٹیٹیوڈ دکھا رہی ہو۔ یہ سب تمہاری غلطی کی وجہ سے ہوا ہے۔ اگر تم تب جواب دے دیتی تو یہ نوبت نہ آتی۔  
کیا تھا اگر ایک فون کال کر دیتی۔ تمہیں تو تمہاری انا عزیز ہے پھر چاہے پیچھے سب جائیں بھاڑ میں"  
داؤد کا غصہ کسی طور کم نہ ہو رہا تھا۔ اس سے مہروش کا یہ انداز ہضم نہیں ہو رہا تھا۔ داؤد خود یہ بھول رہا تھا کہ اسکی اس حالت کا ذمہ دار بھی وہ خود ہی تو تھا جسے وہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔  
مہر جو دروازہ کھولنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ داؤد کی اتنی تلخ اور الزام تراشی والی باتوں پر اسکا ہاتھ پہلو میں گرا۔  
اور وہ دوبارہ بیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔ داؤد کی مسلسل ایک ہی تکرار پر اسکا سر درد سے پھٹنے لگا تھا۔  
وہ جسکی حالت پہلے ہی ٹھیک نہیں تھی داؤد کی باتوں نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی تھی۔  
جس سے ایک دم وہ ہوش کھوتی بیڈ پر گر گئی۔۔۔

\*\*\*\*\*



بچے جن کو سکول سے آنے کے بعد پتا چلا تھا کہ مہر آگئی ہے فوراً اسکے روم کو لپکے۔۔۔  
"ماما ماما دروازہ کھولیں"

ایان نے اپنے ننھے ہاتھوں سے دروازہ کھٹکٹاتے کہا۔۔۔  
"ماما ہمیں آپ سے ملنا ہے جلدی باہر آئیں"  
ریان بھی فوراً بولا۔۔۔

دونوں کی بے تابی کا یہ عالم تھا کہ دروازہ توڑ کر اندر پہنچ جاتے۔۔۔  
بچوں کو یوں دس منٹ سے دروازہ بجاتے دیکھ اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا اور وہ تیزی سے انکی طرف آیا اور زور سے  
دروازہ بجایا۔۔۔

"مہروش اگر تم میرے تین گننے پر باہر نہ آئی تو میں یہ دروازہ توڑ دوں گا اور پھر جو تمہارا حال ہو گا اس سے میں خود  
بھی انجان ہوں" And you know very well i mean it  
داؤد نے سرد لہجے میں کہا تو دونوں بچے ڈر کر پیچھے ہوئے۔۔۔

"ایک دو تین..."

جب تین گننے پر بھی اسنے دروازہ نہ کھولا تو داؤد نے دروازے پر مکارا تھا۔۔۔  
"بو ابو فوراً اس کمرے کی کیز لائیں"

اسکے دھاڑنے پر بو ابو فوراً دو منٹ میں چابی لے آئیں۔۔۔



وہ دل ہی دل میں اسکی درگت بنانے کا سوچ چکا تھا لیکن جب اسنے لاک میں چابی گھماتے دروازہ کھولا۔۔۔  
تو مہروش کو بستر پر اڑے ترچھے انداز میں پڑے دیکھ اسے کچھ انہونی کا احساس ہوا۔۔۔

\*\*\*\*\*

کچھ تو کرنا پڑے گا داؤد کو کمزور کرنے کے لیے اب وقت آگیا ہے اسکی دوسری بیوی کو مہرہ بنایا جائے پہلی کی  
خوبصورتی سے تو اب میرا من بھی بھر چکا ہے۔ Hope so کے نئی والی تیکھی مریج بھی جلد ہی میری رات  
رنگین کرنے کو تیار ہو جائے گی۔۔۔

شمس نے حرام مشروب کا گھونٹ منہ میں اندھیلے زہریلی ہنسی ہنستے سوچا۔۔۔  
جوان دونوں کی زندگی میں طوفان لانے والا تھا۔۔۔

وہ اسکی ایسی حالت دیکھ بھاگ کر اس تک پہنچا تھا۔۔۔  
"مہر مہر آنکھیں کھولو"

اسنے مہروش کا منہ تھپتھپاتے کہا مگر اس میں جنبش نہ ہوئی۔ اپنے آپ کو کوسنے اسنے فوراً ڈاکٹر کو کال کی اور بچوں کو  
چپ کرایا جو مہروش کو بے ہوش دیکھ کر ڈر گئے تھے۔۔۔

"بچوں ماما ٹھیک ہیں انکو کچھ نہیں ہوا بی بیو آپ ماما کا خیال رکھو گے تو ماما جلدی ٹھیک ہو جائیں گی"  
اسنے ان دونوں کے آنسو پونچھتے کہا جو مہروش کو ہی فکر مندی سے دیکھتے آنسو بہا رہے تھے۔

ڈاکٹر نے آکر مہر کا چیک اپ کیا۔۔۔

"دیکھ کے مسٹر شاہ انہیں سخت ریسٹ کی ضرورت ہے انہوں نے کسی چیز کی بہت ٹینشن لی ہے جس سے انکی نروز  
شرنک ہو گئی تھیں۔ دیہاں رکھیے گا ایک اور جھٹکا انہیں نروس بریک ڈاؤن کی طرف دھکیل سکتا ہے"  
ڈاکٹر کی بات پر وہ سخت شرمندہ ہوا آخر غلطی بھی تو اسی کی تھی ایک تو وہ اتنی تکلیف میں تھی اوپر سے وہ اسکی حالت  
سے انجان اسہی کو سنائی جا رہا تھا۔۔۔

وہ ڈاکٹر کو باہر چھوڑ کر آیا تو ریان اور ایان کو وش کی دونوں اطراف میں بیٹھا پا کر مسکرا دیا اور انہیں وش کا خیال رکھنے  
کا کہتا کمرے سے باہر چلا گیا آخر اسے آفس کا حال بھی تو دیکھنا تھا جہاں کسی نے اس سے غداری کی تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

جب مہر وش کو ہوش آیا تو اسنے اپنے آپ کو اپنے کمرے میں پایا۔۔۔  
آنکھیں جھپک کر اسنے دھند کو دور کرنے کی کوشش کی جو اسکی آنکھوں پر تھکاوٹ اور بھوک کے باعث تھی۔۔۔  
غور کیا تو ایان اور ریان کو اپنے ارد گرد بیٹھے پایا جو اسکے اٹھنے کے منتظر تھے اور ساتھ ہی ساتھ منہ میں کچھ بدبوار ہے  
تھے۔ جسے ایک دوسرے سے بحس کر رہے ہوں۔۔۔

"ماما آپ اٹھ گئیں"

ایان مہر کو اٹھا دیکھ خوشی سے بانچھیں کھلا کر بولا تو اسے بے ساختہ اسکے انداز پر ہنسی آئی اور وہ تکیے سے ٹیک لگاتی اٹھ کر  
بیٹھی۔۔۔

"ماما کیا آپ ٹھیک ہیں"

ریان کے پیار سے فکر مندانہ انداز میں پوچھنے پر اسکی آنکھیں ایک دم ہی نم ہوئی تھیں۔۔۔۔  
کوئی تو اسکا بھی تھا جو وہاج کے بعد اس سے سچی محبت کرتا تھا۔ اسنے بے ساختہ دونوں کو زور سے گلے لگایا جس پر  
دونوں ہی کھلکھلا کر ہنس دیے۔۔۔

"ماما آپ رو کیوں رہی ہو مت رو میں سیڈ ہو جاتا ہوں"

اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ ایاں نے منہ لٹکاتے کہا تو وش نے اسکے گال پر زور سے چوما جس سے وہ بھی اپنے گال کی  
طرح سرخ پڑ گیا شرم سے اور مہر کی گردن میں منہ چھپانے لگا۔۔۔  
"واؤ ماما ایاں بلش کر رہا ہے ہاہاہا"

ریان نے زور سے کہتے اسکا بھانڈا پھوڑا اور ہنس دیا جس میں وش کی ہنسی بھی شامل تھی۔۔۔

"میری جان"

اسنے دونوں کو اپنے میں بھینچتے لاڈ سے کہا۔۔۔

"اب میرے بچپیں بتائیں کہ وہ ایک دوسرے سے کیا بحث کر رہے تھے۔۔۔"

"ماما ہم یہ ڈیسا نڈ کر رہے تھے کہ آپ کو سوپ کون پلائے گا"

ریان نے کہا۔۔۔۔

"یس ڈاکٹر نے کہا ہے آپ کو فوڈ کے ساتھ ریسٹ کی ضرورت ہے"

اس لیے میں آپ کو سوپ پلاؤں گا۔۔۔

ایان ریان کی بات پر بولا۔۔۔

"میں پلاؤں گا"

"میں"

"نہیں میں"

دونوں کی نوک جھونک وش دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔ وہ دونوں ننھی جانیں اسکے لیے آپس میں تکرار کر رہی تھیں۔۔۔

"اچھا بس بس میں دونوں کے ہاتھ سے پی لیتی ہوں"

اسنے بوا کالایا ہوا گرم سوپ کا باؤل پکڑا اور آہستہ آہستہ ان دونوں کے ہاتھوں سے پیا۔۔۔

اور ان دونوں کو بھی اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا جو اپنی ماں کی گمشدگی کے چکر میں صحیح طرح نہیں کھاتے تھے آج اسی ماں کے ہاتھوں ڈٹ کر کھایا تھا۔۔۔

بوا ان تینوں کا پیار دیکھ دل ہی دل میں انکی خوشیوں کی نظر اتارتی انہیں کمرے میں چھوڑے جا چکی تھیں۔۔۔

\*\*\*\*\*

"کس کے کہنے پر تم نے یہ کام کیا"

داؤد کے سرد لہجے میں پوچھنے پر اس ور کر کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔

"باس میں نے کچھ نہیں کیا"

اسکے گھگیا کے کہنے پر داؤد نے ترچھی نگاہ کر کے اسکو دیکھا جو اسکو اپنی طرف آتا دیکھ چہرے پلسے پسینہ صاف کرنے لگا تھا۔۔۔

"اب بھی نہیں بتاؤ گے"

داؤد نے اسکو فون پر اسکے بیوی بچوں کی ویڈیو دکھاتے کہا جو اسکی ہر است میں تھے۔۔۔

"معاف کر دیں باس میری کوئی غلطی نہیں شمس چغتائی کے منیجر نے مجھے 2 لاکھ آفر کیے تھے میں بہک گیا تھا۔ پلیز مجھے معاف کر دیں میری بیوی بچے کو چھوڑ دیں"

اپنے گھر والوں کو یوں قید دیکھ اسنے لمحوں میں سچ اگل دیا تھا۔۔۔۔۔  
داؤد اپنا کوٹ جھٹک کر اٹھا۔

"میں پہلے ہی جانتا تھا بس تمہارے منہ سے تصدیق کرنی تھی۔ اور رہی بات تمہارے بیوی بچوں کی تو میں معصوموں کو کچھ نہیں کہتا"

تمسخرانہ انداز میں وہ اسے کہتا جنید کو اشارہ کرتا آفس سے نکل گیا تھا جس نے داؤد کے اشارے پر اسے بری طرح پیٹنا شروع کر دیا تھا۔۔۔

اسکی دردناک آوازیں داؤد نے باہر تک سنی تھیں اور تاسف سے سر جھٹکا کیونکہ وہ اسکے ہی لائق تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

جب وہ رات کو گھر پہنچا تو خاموشی نے اس کا استقبال کیا مگر آج وہ مطمئن تھا اس خیال سے ہیں کہ مہروش آج گھر میں موجود تھی۔۔۔

اس کے قدم مکینکی انداز میں وہ مہروش کے کمرے کی طرف اٹھتے چلے گئے۔۔۔

"جاؤں کے نہ جاؤں۔ داؤد تیری ہی بیوی کا کمرہ ہے اندر جانے میں کیا شرمندگی"

اس نے ایک دم خود کو سرزنش کیا اور ایک دم کمرے کا دروازہ کھولا اور بے دھڑک اندر داخل ہو گیا۔۔۔

ایک دم دروازہ کھلنے کی وجہ سے مہروش جو ابھی ایان اور ریان کو سلا کر لیٹنے ہی لگی تھی۔

اچانک ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اور داؤد کو رات کے اس پہر اپنے کمرے میں دیکھ خشمگیں آنکھوں سے گھورنے لگی۔۔۔

"مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے"

داؤد کے اونچا بولنے پر مہروش فوراً اپنی جگہ سے اٹھی اور اسے خاموش ہونے کا اشارہ کرتی باہر چل دی وہ بھی اس کی تقلید میں اس کے پیچھے چل پڑا۔۔۔

اپنے پیچھے دروازہ بند کرتی وہ اس کی طرف رخ کیے کھڑی ہو گئی اور اس کے بولنے کی منتظر ہوئی۔۔۔

"میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں میں نے تمہارے ساتھ جو کیا اس غلطی کا مجھے احساس ہے مجھے تمہیں تنہا چھوڑ کر

نہیں آنا چاہیے تھا مگر جیسے ہی میں گھر آیا بزنس میں کوئی گھپلا ہو گیا تھا جس کی ٹینشن میں میرے ذہن سے نکل گیا کہ

تم میرا انتظار کر رہی ہو"

داؤد نے بمشکل معافی کے لفظ ادا کیے تھے جو اس کے لیے مشکل ترین عمل میں سے تھا مگر ساتھ ہی وہ اپنی مجبوری بھی بتانے لگا۔۔۔

اسکی آخری بات مہروش کے دل میں تیر کی طرح گڑ گئی تھی۔۔۔  
تو کیا وہ اتنی ارزاں تھی کہ اسے بھلا دیا جاتا۔

وہ پریشانی میں میں رات کے اندھیرے میں اپنی بیوی تک کو بھول چکا تھا یہ کیسا رشتہ تھا داؤد کا اس کے ساتھ۔۔۔  
"کیا خوب کہی آپ نے مطلب آپ کے نزدیک میری اتنی اہمیت بھی نہیں کیہ مجھے یاد رکھ سکیں اور بزنس اتنا زیادہ اہم اور ٹنٹ ہے کہ بیوی کو سنسان رات سنسان جگہ میں بھول ہی گئے۔

چاہے بیوی پیچھے مرتی مر جائے، اس کی عزت لوٹ جائے مگر آپ کو کوئی پرواہی نہیں آپ کے نزدیک سب سے زیادہ اہمیت کا حامل آپ کا سو کالڈ بزنس ہے"

اس نے انتہائی درد سے سرخ آنکھوں سمیت اس کی نظروں میں نظریں ڈالتے ہاتھوں سے اشارہ کرتے جتنی شدت سے ہو سکتا تھا زور لگا کر کہا یہاں تک کے اسکی گردن سرخ پڑ چکی تھی اور نیلی شریانیں نظر آنے لگی تھیں۔۔۔۔

"میرا مطلب یہ نہیں تھا"

داؤد تو اس کے شیرنی جیسے انداز پر بوکھلا ہی گیا۔۔۔۔

"مت کریں مت کریں اور بہانے داؤد صاحب میں سب سمجھ چکی ہوں۔



میری نہ آپ کی زندگی میں کل کوئی حیثیت تھی نہ ہی آج ہے۔ آپ صرف مجھے اپنے بچوں کی ماں بنا کر لائے ہیں اور یہی میری ڈیوٹی ہے جسے میں خوشی سرانجام دوں گی۔

"مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں مگر صرف آپ سے ایک چیز چاہتی ہوں اور وہ ہے بھروسہ"۔ لیکن جس دن آپ نے مجھ پر بھروسہ بھی نہ کیا تو اس دن میرا اس گھر میں آخری دن ہو گا اور یقین مانیں میں ایسی جگہ غائب ہوں گی کہ آپ کو میرا نام و نشان تک نہیں ملے گا۔

تب نہ آپ کی ریسورسز آپ کے کام آئیں گی اور نہ آپ کی سوکا لڈ دولت اور مغرور فطرت۔ جو تیاں گھستے رہ جائیں گے آپ"۔۔۔

وہ یہ کہتے ہی اپنے کمرے میں گھس کر دروازہ لاک کر چکی تھی۔ یہ دوسری دفعہ تھا جب اس نے داؤد کے منہ پر دروازہ بند کیا تھا۔

وہ کتنی آسانی سے تڑتڑ کرتی داؤد پر گولیاں برساتی چلی گئی تھی اور وہ صدمے میں گھرا اپنے بچاؤ میں کچھ کہہ بھی نہ سکا تھا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

جو بھی تھا داؤد کی باتوں نے وش کو دلی دکھ پہنچایا تھا اور اب وہ بالکل اس سے دستبردار ہونے والی تھی لیکن داؤد یہ سب کس حد تک برداشت کرتا ہے یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا۔۔۔۔۔ اور اس کی شروعات اگلی صبح داؤد کو اپنا خالی بیڈ دیکھ کر ہو گئی تھی۔۔۔

جہاں نہ کپڑے تھے نہ موزے نہ ٹائی اور نہ ہی کف لنکس اور گھڑی تو نجانے وش نے کہا رکھ دی تھی۔  
جو گزرے ہوئے پچھلے تین دنوں سے نہیں ملی تھی یا وہ ڈھونڈنے کی کوششیں نہیں کر رہا تھا۔  
کیونکہ اسے وش سے اپنا کام کروانے کی پختہ عادت ہو چکی تھی۔ جس سے وہ خود بھی انجان تھا اس لیے اب بھی صبح  
خالی بیڈ دیکھ کر وہ چڑچڑا ہوا اور بوا کو آوازیں لگانے لگا۔۔۔

"بوا کم از کم میرے کپڑے اور چیزیں وغیرہ تو تیار کر کے رکھ دیا کریں ٹائم پر مجھے آفس جانا ہوتا ہے"  
اس نے نیچے آ کر جھنجھلاتے ہوئے ناشتے کی ٹیبل پر بوا کو کہا جو کھانا سرو کر رہی تھیں۔  
لیکن اس کا اصل مقصد وش کو سنانا تھا جو اسے مکمل طور پر نظر انداز کیے ریاں اور ایاں کو ناشتہ کروا رہی تھی۔۔۔۔  
اور اس کی یہی نظر اندازی داود شاہ کو جلتے توے پر بٹھا گئی تھی اور اس کی مجبوری تو یہ تھی کہ وہ چیخ اور چلا بھی نہیں  
سکتا تھا اس لئے جلتے کڑھتے ان پر اپنا غصہ ظاہر کر رہا تھا۔۔۔

"صاحب جی پہلے تو یہ کام وش بی بی کرتی ہیں"  
بوانے بوکھلاتے ہوئے کہا تو اس کی نظر مہر پر گئی جو کان پیٹے اسے نظر انداز کرنے میں مگن تھی۔۔۔  
وہ اس کے نظر انداز کرنے پر بلبلا کر رہ گیا اور لب بھینچ کر بوا سے مخاطب ہوا۔۔۔

"دیکھ نہیں رہیں آپ کی بی بی کتنی مصروف ہیں تو آپ مجھے میرے کپڑے نکال دیں یہ نہ ہو کہ ان کی مصروفیت  
میں کوئی کمی آجائے"

اس نے جلتے بھنتے کہا اور کمرے میں چلا گیا جبکہ وش اسے جاتا دیکھنے لگی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ داؤد اتنا تپ کس بات پر رہا ہے۔۔۔

"ہنہ مجھے کیا"

اس نے کہہ کر شانے جھٹکے۔۔۔

اور وہ جو مہروش کا منتظر تھا بوا کو اپنے پیچھے آتے دیکھ اسکے ارمانوں پر اس پڑ گئی۔۔۔۔

\*\*\*

داؤد جلتے کڑھتے آفس تو چلا گیا تھا مگر وہاں جا کر بھی اسکا پورا دن بے چینی میں گزرا۔  
"اس نے مجھے نظر انداز کیا داؤد شاہ کو وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے کیا وہ نہیں جانتی کہ بیوی کے کیا فرائض ہیں"۔۔۔  
اپنی سوچ پر وہ خود ہی ٹھٹکا  
"بیوی"

اسنے اس لفظ پر غور کیا۔۔

کیا میں اسے دل سے اپنی بیوی تسلیم کر چکا ہوں

اسنے خود سے سوال کیا جسکا جواب دل نے فوراً ہاں کی صورت دیا جس پر وہ تلملا کر رہ گیا۔۔۔۔

"مجھے اس سے کیا چاہے وہ جو مرضی کرے میں نے ہی پہلے دن اسے کہا تھا کہ وہ بس بچوں کی ماں بن کے رہے پھر مجھے اسکے یوں منہ موڑنے پر جلن کیوں ہو رہی ہے"

سوال تو ہزار تھے اسکے دماغ میں مگر جواب صرف ایک جس سے وہ نظریں چرائے پھر رہا تھا۔۔۔

وہ یہ حقیقت تسلیم کرنا ہی نہیں چاہتا تھا کہ وہ ایک بار پھر سے محبت کر چکا ہے وہ بھی کسی اور نہیں بلکہ اپنی ہی بیوی سے مگر داؤد شاہ کی انا آڑے آرہی تھی اسکی محبت کے درمیان۔۔۔

وہ ایک بار محبت کا ڈساکھتا تھا دوبارہ اسکا شکار نہیں ہونا چاہتا تھا مگر مہروش کی اتنی اچھی نیچر اور اپنے بچوں پر جان چھڑکنے کی حد تک اسکا پیار دیکھ

وہ اس سے محبت کرنے پر مجبور ہو گیا تھا مگر وہ یہ تسلیم نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

"اگر وہ مجھے اگنور کرے گی تو میں بھی اسے اگنور کروں گا داؤد شاہ ہوں میں ہر لڑکی کے دل کی دھڑکن خود اسکو اپنی طرف متوجہ نہ کیا تو میرا نام بھی داؤد شاہ نہیں"

وہ مہروش کی زد میں خود بھی بچہ بن چلا تھا جسکا اسے خود بھی اندازہ نہ ہوا۔۔۔

اگر وہ غور کرتا تو دیکھتا کہ پرانا شاہ لوٹ آیا ہے بلکہ اس سے کہیں زیادہ بدلہ ہوا۔۔۔

\*\*\*\*\*

مہروش داؤد کے آج کے رویے کے بارے میں سوچ رہی تھی جو بدلا بدلا سا تھا۔

مہروش سوچ چکی تھی کہ وہ داؤد سے تب تک کلام نہیں کرے گی جب تک داؤد اس سے معافی مانگ لیتا۔۔

جو بھی تھا اس بار داؤد نے بہت بڑی غلطی کی تھی جس کا احساس دلانا داؤد کو بہت ضروری تھا۔  
وہ انہی خیالوں میں گم تھی جب ریان اور اریان کی آوازوں پر وہ باہر لاؤنج میں آئی جو سکول سے گرمی میں بے حال  
ہوتے آئے تھے۔ گرمی سے انکے سفید گال اور چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔۔۔  
دونوں آتے ہی معمول کی طرح اس سے لپٹ گئے دونوں کی ہی جان بسنے لگی تھی اس میں تبھی دوستوں سے بھی  
زیادہ اسے چاہتے اسکے ساتھ وقت گزارتے مستیاں کرتے۔  
مہروش کے آنے سے انکی زندگی کا خلا پر ہو گیا تھا۔۔۔  
ابھی بھی مہروش نے دونوں پسینہ اپنے نئے شفون کے دپٹے سے صاف کرتے انکاشت سے سرخ پڑتا منہ چٹا چٹ  
چوما جس پر دونوں کھلکھلا کر ہنس دیے یہ انکے روز کا معمول تھا۔۔۔  
اسنے فوراً اٹھتے انکے لیے ٹھنڈے ٹھار ملک شیک کا انتظام کیا جسے وہ بڑے مزے سے غٹا غٹ پی گئے۔۔۔  
"ماما آپ کو پتا ہے کل ہماری پیرنٹس میٹنگ ہے آپ کو اور پاپا کو جانا ہے فائنلی ہماری بھی ماما پہلی دفعہ ہمارے ساتھ  
جائیں گی ہم سب کو اہنی ماما دکھائیں گے"  
آریان ملک شیک کا گلاس ختم کرتا جوش سے بولا اور اسکی دودھ کی بنی مونچیں دیکھ مہر نے اپا قہقہہ منہ میں دبایا تھا اور  
فٹافٹ لٹشو سے اسکا منہ صاف کیا۔۔۔  
"یہ تو بہت اچھی بات ہے آج پاپا آئیں گے تو انکو بتانا"  
اسکی بات پر دونوں نے زور و شور سے سر ہلایا تھا۔۔۔

انکا پیار دیکھ بوا بار بار صدقے واری جارہی تھیں۔۔۔

\*\*\*\*\*

داؤد شاہ جب گھر میں داخل ہوا تو نظریں اطراف میں گھومیں تھیں مہروش کی تلاش میں مگر ناکام لوٹ آئی تھیں  
لیکن جوں ہی اس نے کچن سے جھلکتا نیلا آنچل دیکھا گردن فوراً کڑالی۔۔  
وہ سمجھ گیا تھا مہروش نے اسے دیکھ لیا ہے تبھی انور کیے آگے بڑھ گیا۔۔

مہروش نے ریان کے ہاتھ کھانے کا پیغام بھجوایا جو اسنے یہ کہ کر نظر انداز کر دیا کہ وہ رستے میں کھا کر آیا ہے۔۔  
ایان اور ریان دونوں وش کے اشارے پر داؤد کے پاس گئے اور سلام کر کے اسکی گود میں بیٹھ گئے۔۔  
"کیسے ہیں میرے چیمپس"

اسنے دونوں کو گلے لگاتے پوچھا۔۔

"فائن ڈیڈ"

دونوں یک زبان ہو کر بولے۔۔

"ڈیڈ کل ہماری پیرنٹس میٹنگ ہے۔ کل ہم آپ دونوں کو لے کر جائیں گے"

ایان نے اشتیاق سے کہا۔۔

جیسے اسے رضامند کر رہا ہو۔

مہرنے اسے تھمبزاپ کا اشارہ کیا تھا۔۔



"مگر بیٹا کل تو میری بہت ضروری میٹنگ ہے پھر صحیح"

اسنے پریشانی سے کہا مگر مہر کے غصے سے گلا کھنکارنے پر وہ ہوش میں آیا۔

جو اسے غصے سے تنہی نگاہوں سے دیکھتی ایان کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ جنکا منہ اسکے ناجانے کا سن کر ہی لٹک

چکا تھا۔

"لیکن میں آنے کی کوشش کروں گا ڈونٹ یو بتھ وری"

اسنے مہروش کا اشارہ سمجھ جھٹ کہا تو وہ دونوں خوش ہو گئے۔

جبکہ مہروش اتنی دیر میں پانی کا گلاس لے آئی جوں ہی اسنے داؤد کو گلاس دینا چاہا وہ نظر انداز کیے اندر چلا گیا۔

پیچھے مہروش اسکی اتنی جرات پر منہ کھولے دیکھنے لگی۔

"انکی تو میں"۔

ایک تو میں انسے ناراض ہوں اور مسٹر پھنے خان خود منہ سجائے گھوم رہے ہیں۔ میں بھی مہروش ہوں جب تک آپ

اپنی غلطی نہیں مانیں گے پہل میں بھی نہیں کروں گی"

اسنے جلتے کڑھتے سوچا۔

\*\*\*\*\*

"ماما آپ روز ایان کی مالش کیوں کرتی ہیں۔"

ریان نے بڑے بوڑھوں کے انداز میں مہروش کو جانچتی نظروں سے دیکھتے کہا۔



جوان دونوں کورات میں دودھ کا گلاس پلا کر اب سونے کے وقت ایان کی ڈس ایبل ٹانگ کی گرم تیل سے مالش کر رہی تھی۔۔۔

مہرا سکی بات پر مسکرائی اور کہا۔۔۔

"تاکہ میرا شیر بیٹا بغیر کسی سہارے کے چلنے کیا بلکہ دوڑنے لگے"

مہر نے ایان کی نرم ہاتھ سے مالش کرتے ریان کو جواب دیا جس پر ریان نے ایان کو زبان چڑھا کر جلایا۔۔۔

"ماما مگر ڈاکٹر انکل نے تو کہا تو ایان کبھی نہیں چل سکتا"

ریان نے دکھ سے کہا اور یہ کہتے اسکی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تھے۔ ایان اسکا جڑواں بھائی تھا اور اسکی کمی کا سب سے زیادہ دکھ ریان کو ہی ہوتا تھا۔۔۔

"میرا بچہ ادھر آؤ ماما پاس"

مہر نے اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اسے بلایا۔۔۔

"میری جان اللہ جو ہمارا رب ہے وہ بہت کریم ہے اگر ہم اس سے مانگے گے تو وہ ہمیں ضرور نوازے گا۔ اس لیے تو

ہم ہر نماز میں ایان کے لیے دعا کرتے ہیں ہے نہ"

اسنے مہر کی بات پر معصومیت سے سر ہلایا۔۔۔

"تو دیکھنا ریان ضرور بھاگنے لگے گا اب تو وہ اللہ کے کرم سے بغیر سہارے کے چلنے بھی لگا ہے"

اسکی بات پر ریان نے پوری آنکھیں کھول کر ایان کو دیکھا۔۔۔

"یہ کب ہوا"

اسنے حیرت سے پوچھا۔۔۔

"جب آپ ڈیڈ کی سٹڈی میں بکس پڑھتے ہو تب ایان اور میں چلنے کی پرکٹس کرتے ہیں"

ایان نے ریان کو گھور کر دیکھا جس نے اس سے اتنی بڑی بات چھپائی اور بھنک بھی نہ لگنے دی۔۔۔

جس پر ایان کھسیا کر رہ گیا جبکہ وش اب ان دونوں کی نوک جھوک کو انجوائے کرنے لگی تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

صبح وہ میٹنگ میں جانے کے لیے اچھا سا تیار ہوئی کیونکہ اب وہ وش نہیں بلکہ مسز داؤد کی حیثیت سے سکول جارہی تھی۔۔۔

سکول جانے کا سوچ کر اسکا دل بھی گھبرا رہا تھا۔

وہ جانتی تھی کہ اسکی سب کو لیگزا سے ریان ایان کی ماں کے روپ میں دیکھ اس سے سو سوال کریں گی۔۔

مگر وہ اپنے آپ کو تیار کر چکی تھی انکے جوابات کے لیے اور پھر داؤد بھی تو اد کے ساتھ ہو گا یہ سوچ کر وہ مطمئن ہو گئی

۔۔۔۔

مگر جوں ہی رات کو داؤد کا خود کو نظر انداز کرنا یاد آیا تو کڑھ کر رہ گئی مگر دیری کا احساس کرتی فوراً باہر بھاگی جہاں

ڈرائیور اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

وہ سکول پہنچ گئی تھی مگر داؤد اب بھی نہیں پہنچا تھا اسنے گاڑی میں ہی پندرہ منٹ انتظار کیا۔  
اسکو بار بار کال کرنے کے باوجود بھی اسکا فون انگیجڈ آ رہا تھا۔ غصے سے اسنے فون سوئچ آف کیا اور بیگ میں ڈال دیا۔۔۔

وہ گھر اسانس بھرتی اپنا دیپٹہ صحیح کرتی گاڑی سے باہر نکلی اور سکول کے اندر بڑھی چونکدار نے اسے پہچانتے فوراً سلام  
ٹھوکا تھا۔۔۔۔

جیسے جیسے وہ اندر بڑھتی گئی سب کی حیرت کا یہی عالم تھا۔ کہاں وہ سادی سے چادر میں لپٹی پرانے سوٹ پر گزارا  
کرنے والی وش اور کہاں اب کی سٹائلش سا برینڈیڈ سوٹ پہنے وہ ایک پوش علاقے کی مہذب خاتون لگ رہی  
تھی۔۔۔۔

وہ جب میٹینگ حال میں داخل ہوئی تھی تو تب بھی سب ٹیچرز کے منہ حیرت سے کھلے تھے اسکی شاندار آپیرائینس  
دیکھ کر۔

وہ ناک کے سیدھ میں چلتی ہوئی ریان اور ایان کی کلاس ٹیچر کے پاس گئی۔۔۔

"اسلام و علیکم"

وش نے اخلاق سلام کیا۔۔۔

"والیکم اسلام مس وش صاحبہ اتنی دیر بعد کیسے آنا ہوا آپ نے تو ریزائن کر دیا تھا"

اس ٹیچر نے اسے جانچتی نظروں سے دیکھتے کہا۔۔۔

مہروش نے اسکے جاسوسانہ انداز کو بمشکل ضبط کیا اور مسکرا کر بولی۔۔۔

"مس شمسہ مجھے ریان اور ایان کی ریزلٹ رپورٹ چاہے"

"مگر مس وش جیسا کہ آپ جانتی ہیں یہ رپورٹ صرف مدریفادر ہی ریسو کر سکتے ہیں سٹوڈینٹس کی ٹیچر نہیں آپ

تو اس رول سے واقف ہوں گی"

مس شمسہ نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتے کہا۔۔۔

مہروش نے اسکی اندر تک اترتی نظریں محسوس کرتے ناگواری سے کہا۔۔۔

"مس شمسہ میں یہاں کے رولز اینڈ ریگولیشنز سے اچھی طرح واقف ہوں اور ویستلے بھی میں انکی رپورٹ ٹیچر کی

نہیں بلکہ مدر کی حیثیت سے لینے آئی ہوں"

اسکی بات سنتے نہ صرف مس شمسہ بلکہ کان ادھر ہی لگا کر سنتی باقی ٹیچرز کی بھی آنکھیں پھٹ پڑیں۔۔۔۔

"کیا مطلب"

وہ حیرت سے بولی۔۔۔

"I am Mrs dawood shah...."

اتنا انٹر و کافی ہے یہ کچھ اور بھی کہنا پڑے گا۔۔۔

اسنے طنزیہ انداز میں کہا تو مس شمسہ ہڑبڑائیں۔۔۔

"نومسز داؤد یہ لیس ایان اور ریان کاریزلٹ آپ کے بچوں نے اس دفعہ ٹاپ کیا ہے پہلی دونوں پوزیشنز انکی ہیں اور ہوتی بھی کیوں نہ جب ماں اتنی ہونہار ہو تو بچے تو کامیاب ہوں گے ہی"

مس شمسہ نے اسکا سٹیٹس دیکھ فوراً پینتر ابد لا اور خوش آمدی لہجے میں بولی۔۔۔

اسنے فوراً ان دونوں کے رزلٹ کا جائزہ لیا اپنے بچوں کی کامیابی دیکھ اسکی آنکھیں خوشی سے چمک گئیں۔۔۔

تبھی ریان اور ایان ماما کی رٹ لگائے خوشی اور جوش سے اسے پکارتے ہوئے آئے اور اس سے لپٹ گئے۔۔۔

سب ٹیچرز حیرت سے یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔ وہ سب جانتی تھیں کہ ریان ایان اسکے بچے نہیں مگر پھر بھی ایک پرانی ماں سے اتنی محبت پر انہیں رشک محسوس ہوا۔۔۔

اسنے آگے بڑھ کر دونوں کا سر چوما۔۔۔

"ماما بابا کہاں ہیں"

ایان نے ادھر ادھر نظر گھماتے دعوت کو ڈھونڈنے کی ناکام کوشش کی۔۔۔

وہ وہاں ہوتا تو انہیں دکھانا۔۔۔

"بچہ وہ کسی کام میں بزی تھے اس لیے نہیں آپائے"

مہر نے گٹھنے کے بل جھکتے ہوئے ایان کو کہا جس کا منہ داؤد شاہ کے نہ آنے پر ہی لٹک چکا تھا۔۔۔

"ڈونٹ بھی سیڈ بچہ ہم ابھی کے ایف سی جائیں گے وہاں سے پلے لینڈ اور پھر خوب مزے کریں گے وہاں ٹھیک ہے اور بابا کو تو آج ہم ٹھینگا دیں گے"

مہروش سے اس کا اداس چہرہ دیکھانہ گیا تو ان دونوں کو خوش کرنے کے لئے کہا۔۔۔  
اس کی بات سنتے دونوں خوشی سے اچھل پڑے تھے۔۔۔  
"سچی ماما"

ریان نے اشتیاق سے پوچھا۔۔۔

"مچی میرا بیٹا"

وہ دونوں کھلکھلا کر ہنس دیے پر نسل میڈم کو آتے دیکھ وہ اٹھ کر کھڑی ہوئی اور ریان اور اریان کو اپنے بیگ لانے کا کہتی وہ میڈم سے ملنے لگی جب کہ وہ دونوں اپنا بیگ لینے جا چکے تھے۔۔۔  
میڈم بھی دوسری ٹیچرز کی زبانی داؤد شاہ کی بیوی کو ملنے آئی تھیں۔ جبکہ مہروش کو مسز داؤد شاہ کے روپ میں دیکھ  
انہیں بھی شدید جھٹکا لگا تھا۔۔۔

"مہر مجھے بہت خوشی ہوئی جان کر آؤ بیٹھو نہ کیا بیوگی تم چائے ٹھنڈا کافی۔۔۔؟  
داؤد شاہ کو کون نہیں جانتا تھا اور اسکی بیوی کو خود سے ناراض کرنا ایک امکانہ بات تھی وہ بھی تب جب وہ آپ کے  
انسٹیوٹ کو بھاری فنڈ دیتا ہو۔۔۔

"نہیں میڈم اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں پھر کبھی صحیح ابھی میرے بچے باہر میرا ویٹ کر رہے ہیں"  
اسنے رسمی سا مسکرا کر کہا اور کسی اور دن ملنے کا وعدہ کرتی چلی گئی۔۔۔  
اب تو اسے بناوٹی لہجوں کی عادت ہو گئی تھی پھر کیسے نہ سمجھتی کہ لوگ اپنا مفاد دیکھ کر ہی آؤ بھگت کرتے ہیں۔۔۔

\*\*\*\*\*

ریان ایان کو ایک ہاتھ سے تھامے کندھے پر اپنا بیگ لٹکائے گراؤنڈ سے لے کر آ رہا تھا جب رستے میں انہیں انکا دوست طلحہ ملا۔۔۔

"ارے ریان، ایان میں نے سنا تمہاری ماما آئی ہیں مجھے بھی ملو او"

اسنے اشتیاق سے کہا۔۔۔

"ہاں ہماری ماما بہت پیاری ہیں ایک دم رپنزل کی طرح اتنی کثیر نگ ہیں کہ ہمارے ساتھ کھیلتی ہیں ہمارا فیوریٹ کھانا بناتی ہیں اور اور ہمیں پڑھاتی بھی ہیں"۔۔۔

ایان نے پر جوش لہجے میں مہروش کی ایک ایک خوبی گنوائی جسے وہ بچہ منہ کھولے سن رہا تھا۔۔۔

"واہ یار تمہاری ماما تو بہت کول ہیں مجھے ملو او کہاں ہیں وہ"

ریان نے اسکی بات کر تصدیق میں سر ہلایا اس سے پہلے کہ وہ اسے مہر کے پاس لے جاتے پیچھے سے آواز آئی۔۔۔

"میں ہوں انکی ماما"

ان تینوں نے فوراً پلٹ کر دیکھا تو رحمہ نیم عریاں لباس پہنے آنکھوں پر سنگلا سس ٹکائے انہیں مصنوعی مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔۔۔

"جھوٹ بول رہی ہیں آپ، آپ ہماری ماما نہیں ہیں"

ایان جب رحمہ کو مہر کی جگہ متعارف کرواتے دیکھا تو غصے سے ناک پھلا کر کہا۔۔۔



"بچوں میں ہی تمہاری ماما ہوں وہ جو دوسری عورت ہے نہ مہروش وہ تمہاری سوتیلی ماں ہے۔ وہ تم سے پیار نہیں کرتی میں کرتی ہوں"

اسنے شاطرانہ انداز میں بچوں کے زہن کو گمراہ کرنا چاہا۔۔۔

"نہیں آپ جھوٹ بول رہی ہیں وہ ڈرٹی نہیں بلکہ ڈرٹی آپ ہیں میں جانتا ہوں آپ پاپا کی فرسٹ وائف ہیں۔ آپ ہمیں پیسوں کے لیے چھوڑ کر چلی گئی تھیں۔

We hate you....

ریان غصے سے مٹھیاں بھینچ کر بولا۔۔۔

اپنے بچے کے منہ سے اپنے بارے میں یو تلخ حقیقت سن کر اسکا غصہ سوانیزے پر پہنچا۔۔۔۔

Shut up you moron how dare you to talk to me like this....

وہ غصے سے ریان کا بازو اپنے لمبے ناخنوں سے دبوج کر چیخی۔۔۔۔

ایان نے جب دیکھا کہ رحمہ نے ریان کو ڈانٹا اور سختی سے پکڑا ہے تو اسنے غصے سے اسے پیچھے دھکا دیا۔۔۔۔

"پیچھے ہٹو چھوڑو میرے بھائی کو چڑیل"

اسکی بات پر رحمہ کا میٹر شارٹ ہوا۔۔۔

"کیا کہا تم نے مجھے چڑیل لہو ابھی بتاتی ہو چڑیل کیا کرتی ہے"

اسنے ریان کو چھوڑا ایان کو ایک گھما کر تھپڑ مارا۔۔۔۔

جس سے وہ کم سن بچاؤ کے مارے منہ پر ننھے ننھے ہاتھ رکھ آنکھیں میچ گیا۔۔۔  
مگر جب کچھ نہ ہوا تو اس نے اپنی آنکھیں کھول رحمہ کو دیکھا جس کا ہاتھ ہوا میں معلق تھا جسے مہروش نے سختی سے تھام  
رکھا تھا۔۔۔

اسکی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

"اما"

مہر کو رحمہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھام دیکھ ایاں خوشی سے چیخا۔ انکی اصل ماں تو اب آئی تھی انکو بچانے۔  
ریان بھی بھائی کے ساتھ لگ کے کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔  
"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے بیٹے پر ہاتھ اٹھانے کی"  
اسنے سرخ آنکھوں کی زیادتی سمیت رحمہ کو دیکھتے لفظ چبا کر کہا۔۔۔  
ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اپنے دانتوں تلے رحمہ کو پیس کر بول رہی ہو۔۔۔  
رحمہ نے اسکی خون رنگ آنکھوں کو دیکھ بمشکل تھوک نگلا جو اسے کچا چبا جانے کے در پر تھی۔۔۔  
"اما ان چڑیل آنٹی نے بھائی کو بھی ہرٹ کیا یہ دیکھیں"

ایان فوراً ریان کی ہال ف سیلوز اوپر کرتا رحمہ کی سخت انگلیوں کے نشان دکھانے لگا جو ریان کا بازو بری طرح سرخ کر چکے تھے۔۔۔

یہاں مہروش کی بس ہوئی تھی۔ اس پر کٹی کبوتری نے اسکے بچوں کو ہاتھ لگایا تو لگایا کیسے۔۔۔  
اسنے رحمہ کا پہلے سے تھا ہوا بازو مروڑ کر اسکے پیچھے لگایا۔۔۔  
کہ اسکی چیخیں بے ساختہ بلند ہوئی تھیں۔۔۔

"کہا تھا نہ میرے بچوں سے دور رہنا مگر شاید تم نے میری وارننگ پر غور نہ کیا تھا۔ یہ بچے مجھے جان سے عزیز ہیں انکے لیے میں جان دے بھی سکتی ہوں اور جان لے بھی سکتی ہوں"۔۔۔  
اسنے رحمہ کے کان میں غرا کر کہتے اسکا بازو اتنی شدت سے پیچھے کا مروڑا کہ اسکے بازو کو شدید جھٹکا لگا اور وہ شدت سے چیختی رونے لگی۔۔۔

یقیناً اسکا بازو فریکچر ہو چکا تھا۔۔۔  
"چھوڑو مجھے یو بلڈی ڈائن میں تم پر کیس کر دوں گی"  
رحمہ بے بسی سے چیخی یہ کس بلا کو وہ اپنے پیچھے لگا چکی تھی اسنے خود کو کوسا۔۔۔  
بچے اسکی درگت بننے پر خوش ہو رہے تھے۔۔۔

"یہ ہے ہماری سپرمام"

ایان نے پر جوش لہجے میں اپنے دوست کو بتایا جو خود ایک ساڈ سامہر کی کارستانیاں دیکھ خوش ہو رہا تھا۔۔۔

"واؤ تمہاری ماما تو گریٹ ہیں"

مہروش نے رحمہ کو جھٹکے سے آگے کرتے کس کرایک تھپڑ کرار اسارحمہ کے منہ پر رسید کیا۔  
جس سے نہ صرف اسکا منہ بری طرح سرخ پڑ چکا تھا بلکہ دماغ بھی بن پیہ ہی گھوم چکا تھا۔  
یہاں تک کہ اسے دن میں تارے نظر آ گئے۔۔۔

وہ نیچے گری کر رہی تھی جب مہر نے اسکے پاس نیچے گھٹنوں کے بل جھکتے کہا۔۔۔  
"آئندہ میرے بچوں کے قریب بھی پھٹکی تو تمہاری ہڈیوں کی گیر نیٹی میں نہیں دے سکتی اس لیے بہتر ہے سٹے  
اوپے"

اسکا لہجہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔ کچھ ٹیچرز نے یہ منظر اچھی طرح دانتوں تلے انگلیاں دبائے دیکھا تھا۔  
کہاں دیکھی تھی انہوں نے ایسی ماں جو پرانی ہوتے ہوئے بھی غیر بچوں سے شدید محبت کرے۔۔۔  
جب وہ ان دونوں کو لیکر جانے لگی تو رحمہ کے زہر خند لہجے میں کہی بات پر وہ رکی۔۔۔  
"چاہے جتنا مرضی جھوٹا پیار جتا لو آخر ہوگی تو تم ان ڈس ایبل بچوں کی سوتیلی ماں ہی نا"  
اسکی بات مہر کے دل پر تیر کی طرح پیوست ہوئی تھی۔۔۔  
"یو"

اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھ کر اس کم ظرف کا منہ توڑتی تو ریاں نے اسکا ہاتھ پکڑ سر نفی میں ہلاتے اسے جانے سے  
روکا۔۔۔

مہرنے پہلے اسکے معصوم چہرے پر پھر نفرت سے نیچے گری رحمہ پر ایک نظر ڈالی جو درد کے باوجود ہاتھ تڑوا کر بھی  
ڈھیٹوں کی طرح مسکرا رہی تھی۔۔۔

"ہے ہمت تو اگلے ماہ میں اپنے بچے کو ریس کا میٹیشن میں جتوا کر دکھاؤ۔ اوپس تمہارا بچہ تو لنکڑا ہے وہ کیسے جیتے گا وہ تو  
ٹھیک سے چل بھی نہیں سکتا اسنے طنزیہ قہقہہ لگاتے کہا"  
"تیری تو"

مہرنے اسے ایک اور تھپڑ رسید کیا۔۔۔  
جس پر وہ غصے سے چیخی۔۔۔

"ہے ہمت تو مقابلہ کر کے دکھاؤ جتوا کے دکھاؤ اپنے بچے کو"  
اس سے پہلے کے وہ اسکی درگت

بناتی ایان کی آواز پر وہ حیرت سے مڑی۔۔۔  
"میں لوں گا کا میٹیشن میں حصہ اور جیتوں گا بھی چڑیل آئی اور آپ دیکھتی رہ جائیں گی۔  
آپ میری ماما کو ایسے باتیں نہیں کر سکتیں"

ایان نے غصے سے رحمہ کو سخت سست سناتے کہا جو اسکی ماں کو باتیں کر رہی تھی۔۔۔  
"ایان"

اسنے سرزنش کی۔۔۔

"نوما میں اس دفعہ ضرور حصہ لوں گا اور جیتوں گا بھی

I will make you proud

وہ کسی طور نہیں ٹل رہا تھا اس نے بے بسی سے اسے دیکھا پھر رحمہ کو جو شاطر نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔  
وہ جانتی تھی شاہ ایسا کبھی نہیں چاہے گا اور فائنل کا میٹیشن والے دن مہروش کو بے عزتی کا سامنا کرنا پڑے گا۔۔۔  
"بولو پھر کیا چیلنج منظور ہے"

اس نے تمسخر سے دیکھتے کہا۔۔۔

جبکہ مہر نے اسکی بات پر بچوں کو دیکھا جو اسے ہاں کرنے کا اشارہ کر رہے تھے۔۔۔

"Challenge accepted"

اس نے بھی آنکھیں میچتے ایک عزم سے کہا۔۔۔

"تو پھر ایک ماہ بعد ملتے ہیں یہاں ہی لیکن تمہاری جیت پر نہیں بلکہ ہار پر"

رحمہ نے قہقہہ لگاتے کہا۔۔۔

"دیکھتے ہیں"

اس نے بھی طنزیہ کہا اور ریان اور اریان کو لیتی وہاں سے نکل گئی۔ لیکن جاتے وقت اسکے چہرے پر سخت پریشانی رقم  
تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

داؤد نے جب سیل فون آن کیا تو مہروش کے لاتعداد مسیجز اور کالز شوہور ہی تھیں۔۔۔

"اففففف میں کیسے بھول گیا کہ آج بچوں کی میٹنگ ہیں کتنے دل سے کہا تھا انہوں نے مجھے اور مہرا سنے تو ناراضگی کے باوجود اتنے مسیجز اور کالز کیں۔

کیسے مینیج کیا ہو گا اسنے اف داؤد شاہ تیرے بھولنے کی عادت کسی دن تجھے اپنی بیوی کے ہاتھوں مروائے گی"۔۔۔

اس نے مہروش کو کال کرتے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔۔۔

مگر آگے سے سیل فون سوئچ آف آرہا تھا۔۔۔

اس نے ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے گھور کر فون کو دیکھا۔۔۔

"یہ فون کیوں نہیں اٹھا رہی اس نے فون کو یوں گھورا جیسے مہروش کو گھور رہا ہو"

اس نے واچ پر ٹائم دیکھا تو ساڑھے چار کا وقت آرہا تھا۔۔۔

"اوہ باب تو گھر بھی چلے گئے ہوں گے وہ سب"

اس نے افسوس سے کہتے سیدھا گھر کے نمبر پر کال کی۔۔۔

گھر میں بوانے فون اٹھایا تھا۔۔۔

"بوانچے اور مہر کہاں ہے دراصل مہر کا فون نہیں لگ رہا اس لیے آپ کو کال کر کے پوچھا"۔۔۔

"مگر بیٹا ابھی تو مہر اور بچے آئے ہی نہیں وہ تو صبح کے نکلے ہیں اور اب شام ہونے والی ہے مگر اب تک وہ نہیں آئے

انہیں تو تمہارے ساتھ آنا تھا کیا تم وہاں نہیں گئے"



ہوا کی بات نے اسے اور پریشان کر دیا تھا اس نے ڈرائیور کو کال کی مگر اس کا بھی فون سوئچ آف آرہا تھا اس نے غصے سے فون سیٹ پر پٹخ دیا۔۔۔  
"آخر یہ گئے تو گئے کہا"

\*\*\*\*\*

دوسری طرف مہروش اور بچے مال میں فن لینڈ آئے تھے۔۔۔  
مال آکے مہر کی پریشانی تھوڑی زائل ہو گئی تھی مگر دیہان اب بھی رحمہ کے چیلنج کی طرف تھا۔۔۔  
وہ تینوں اس وقت "باونسنگ لائٹ بالز" والے حصے میں موجود تھے۔  
جہاں کا پورا فرش طرح طرح کے نرم نرم چھوٹے بڑے ہر قسم کے بالز سے بھرا پڑا تھا۔۔۔  
ریان اور ایان نے تو آتے ہی ایک دوسرے پر بالز کی برسات کر دی تھی۔۔۔  
"ماما یہ دیکھیں یہ مجھے زیادہ مار رہا ہے"  
ایان نے فوراً مہر کو اپنی طرف متوجہ کیا جو رحمہ کے خیالوں میں گم تھی۔۔۔  
"بچوں آرام سے بری بات لگ جائے گی کسی کو"  
مہر نے دونوں کو سرزنش کی  
ابھی وہ بات کر رہی تھی کہ دور کہیں سے اس کے سر پر آکے بال لگا۔۔۔  
"آہ یہ کس نے کیا"

اس نے ادھر ادھر آنکھیں چھوٹی کرتے سب کو گھورتے دیکھا۔۔

جب کہ ایان اور ریان اس کی حالت پر ہنستے دوہرے ہو رہے تھے۔۔۔

جب اس کی نظر ایک چھوٹے بچے پر گئی جو بال کے پیچھے چھپنے کی کوششوں میں تھا۔۔

مہر اس کے چلا کی سمجھتے فوراً سے بال اٹھا کر اس کے سر پر مارا۔۔

جس سے وہ بچہ دھڑام سے پیچھے پھیلے ہوئے بالز پر گرا۔۔

ریان اور ایان کو یوں منہ پھاڑ کر ہنستے دیکھ مہر نے ان دونوں کو مزہ چکھانے کا سوچا۔۔

اس نے ان دونوں کو بھی ایک ایک بال رسید کیا۔۔

جس سے ان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اور مہر کی کارستانی سمجھتے وہ دونوں بالز ایک کے بعد ایک پکڑتے مہر پر بالز کی برسات کر چکے تھے اور پھر وہاں جنگ کا نا ایک رکنے والا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔۔

جس میں ان کی کھلا کھلا ہٹیں اور خوشیاں عروج پر تھیں۔۔۔

\*\*\*\*\*

اب شاہ کی طرف دیکھیں تو وہ ادھر ادھر پریشانی سے پریڈ کرتا تھک چکا تھا مگر ان تینوں کا کوئی پتا نہیں چل رہا تھا۔۔

"اتنی غیر ذمہ دارانہ حرکت اس کو آ لینے دو میں پوچھتا ہوں کہ یہ مجھے بتائے بغیر گئی کیسے"

وہ غصے سے ٹہلتے ہوئے سوچ رہا تھا۔۔

مہروش نے بھی صحیح سزا دی تھی اسے نہ آنے کی اس سزا نے تو داؤد کونا کوں چنے چوادیے تھے۔۔۔

ابھی وہ اور جلتا بھنتا کہ وہ تینوں ہنستے کھلکھلاتے ہوئے اندر داخل ہوئے تھے اور اسکی سرخ صورت دیکھ کر بمشکل  
ہنسی ضبط کرتے اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔۔۔  
آخر اپنے شاپنگ بیگ بھی تور کھنے تھے۔۔۔۔

اتنی آخر ان گورنرس پر داؤ شاہ کا دل جل کر کوئلہ ہوا اور وہ پیر پٹختے ہوئے ان کے پیچھے ہی کمرے میں داخل  
ہوا۔۔۔۔

اتنی بھی کون سی امر جنسی تھی کہ مجھے ایک کال کرنے کا بھی ٹائم نہیں ملا۔۔۔  
داؤد نے لفظ بھینچتے ہوئے پوچھا تو وہ محض سر جھٹک کر رہ گئی۔۔۔

"بچوں اپنے پاپا سے بولو ہم نے اسکول جانے سے پہلے انہیں کال کی تھی مگر وہ اتنے مصروف تھے کہ انہوں نے  
میری کال رسیو نہیں کی اگر کر لی ہوتی تو انہیں پتہ ہوتا کہ ہم اس وقت کہاں جا رہے ہیں"۔۔۔۔  
اس کے جواب پر وہ تپ کے رہ گیا تھا تو یہ اچھا بدلہ نکالا تھا اس نے داؤد کی کال نہ اٹھانے کا۔۔۔  
"پتہ بھی ہے میں کتنا ڈر گیا تھا پتہ ہے نہ حالات آج کل کے کیسے ہیں"۔۔۔

اسنے بچوں کی طرف منہ کرتے کہا جو کبھی مہر کی طرف منہ اٹھا کے دیکھتے تو کبھی داؤد کا دیکھتے جن پر انکی نازک سی  
گردن ہل کر رہ گئی تھی۔۔۔

"بچوں اپنے پاپا سے کہہ دو کہ آپ لوگ اچھے رزلٹ کے آنے کی خوشی میں ہی فن لینڈ گئے تھے۔

کیوں کہ آپ کے پاپا کے پاس اتنا نام تو ہے نہیں کہ وہ آپ کو گھمانے لے جاسکے اس لئے میں لے گئی اور اگر اب بات چیت کا مظاہرہ ہو گیا ہو تو پلیز یہاں سے چلے جائیں تاکہ ہم ریٹ کر سکیں۔۔۔

بچے بھی اسکی تائید میں سر ہلانے لگے۔۔

اتنا کرار اجواب داؤد سے برداشت نہیں ہوا تھا اوپر سے بچوں کی ماں کی فرما برداری پر وہ دروازہ کھٹک کر چلا گیا۔۔۔

"ہنہ ماں کے پیچھے"

\*\*\*\*\*

وہ رات کو کافی کامیابی کے لیے لان میں ٹہل رہا تھا ساتھ ساتھ مہر و ش کے رویے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔۔

"مجھے لگتا ہے اب ہم دونوں کا نئی زندگی شروع کر دینی چاہیے۔ اسے میرے کمرے میں شفٹ ہو جانا چاہیے تھا۔ اب تو میں بھی اسے اپنی بیوی مان چکا ہوں۔ اب تو دل نے ایسی حالت بدلی ہے کہ کمبخت اسکو دیکھ یوں پھڑکتا ہے جیسے مرگی کا دورہ پڑ جائے گا اسکے دور جانے سے"

اسنے سردھنتے سوچا وہ مہر کو اپنے کمرے میں شفٹ کرنے کے بابت سوچ ہی رہا تھا جب اسنے چھت پر مہر کو کسی سے فون پر بات کرتے دیکھا۔۔۔

اسکی جاسوسی رگ پھڑکی تو وہ فوراً سے بے شرمگ وہیں چھوڑا اوپر کی جانب لپکا دو دو سیڑھیاں پھلانگتا وہ کسی بندر کو بھی پیچھے چھوڑ گیا تھا۔۔۔

"نہیں نہیں رشتہ رہنے دو"

مہر کی آواز جوں ہی اسکے کانوں میں پڑی وہ پلر کی اوٹ میں ہو گیا۔۔۔

رمشہ جوار حم کی برائیاں کر رہی تھی ار حم کے فون کھینچنے پر اسکو گھورنے لگی۔۔۔

"یہ جھوٹ بول رہی ہے بھابھی آپ کو تو پتا ہے نہ میں کتنا ڈیسنٹ، لونگ اور کئیرنگ ہوں"

اسکی دہائیاں عروج پر تھیں۔۔۔

مہروش بے ساختہ کھلکھلا کر ہنسی۔۔۔

"جی جی ار حم میں جانتی ہوں آپ کتنے کئیرنگ ہیں آپ رمشہ کا بہت خیال رکھتے ہوں گے۔ بس میرے ہی شوہر کا

میٹر گھوما ہوا ہے"

اسکے کھلکھلانے پر داؤد جل بھن گیا آنکھیں اپنی ایسی تعریف پر باہر نکل کر گرنے والی ہو گئیں۔۔۔

"وہ تو ہیں ہی کھڑوش ایسا لگتا ہے ہٹلر کے جانشین ہیں"

اسکی بات پر داؤد کو الگ سرے سے غصہ آیا۔۔۔

"ابھی بتاتا ہوں کون ہٹلر ہے اور کون رو مینس کا بادشاہ اسنے پلر کی اوٹ سے نکلتے مہر کو جھپٹ کر اپنے کندھے پر لاد ا

بلکل کسی بوری کی طرح۔۔۔

جبکہ مہر کا دماغ گھوم گیا تھا اس اچانک افتاد پر۔۔۔

"داؤد داؤد یہ کیا بد تمیزی ہے مجھے نیچے اتاریں"

اسنے داؤد کے کندھے پر مکے برساتے کہا۔۔۔

"اب تو تمہیں میں اپنے کمرے میں شفٹ کر کے رہوں گا پھر تمہیں پتا چلے گا کون ہٹلر ہے کون عمران ہاشمی"  
اسکی بات پر اسکا منہ سرخ ہوا جبکہ کانوں سے دھوئیں نکلے تھے۔۔۔  
اسنے ناصر ف داؤد کے بال کھینچ کر احتجاج کیا بلکہ ٹانگیں بھی چلائیں۔۔۔  
"اگر آپ نے مجھے نیچے نہ اتارا تو میں کمپلین کر دوں گی اور آپ سیدھا سلاخوں کے پیچھے جائیں گے ایک لڑکی سے  
زبردستی کرنے پر"۔۔۔

اسنے اسکے کندھے پر کاٹے کہا۔۔۔

اسکی اس حرکت پر وہ شوخ سا مسکرایا۔۔۔

"بیگم ابھی تک تو کوئی ایسا قانون نہیں بنا جو ایک شوہر کو بیوی سے الگ کر سکے اور یہ بات میں تمہیں آج اچھے سے  
باور کراؤں گا"

اسنے مہر کو کمرے لا کر بیڈ پر پٹختے کہا۔۔۔

جسکا سانس بری طرح پھول چکا تھا اس سے پہلے کے وہ بیڈ سے کھسکتی اسنے مہر ویش کی ٹانگ کھینچتے اسے اپنے قبضے میں  
کیا اور اوپر گھنے بادل کی طرح چھا گیا۔۔۔  
"آپ مجھ سے زبردستی نہیں کر سکتے"

اسنے اسکی سخت گرفت میں چڑیا کی طرح پھڑپھڑاتے کہا تو وہ استہزایہ مسکرایا اور ترچھی نظروں سے اسکا گہرا معائنہ  
کرتے بولا۔۔۔

"ہمت ہے تو چھڑا کہ دکھاؤ آج مجھ سے خود کو کیونکہ آج تمہاری قدرت اور قسمت دونوں میں ہی ہوں"  
وہ اس پر جھکتے بولا جس نے اپنا سانس تک روک لیا تھا۔۔۔

"آپ آپ ایسا نہیں کر سکتے میری رضامندی کے بغیر"  
اس نے کپکپاتے لہجے میں کہا۔۔۔

"اچھا اور مجھے روکے گا کون ڈیروائفی"

اس نے ایک آئبر واپکاتے شرارت سے پوچھا جس سے مہر کا سانس اچھا خاصا سوکھ گیا تھا۔  
"یہ آپ اچھا نہیں کر رہے آپ پچھتائیں گے"

اس نے اس بہتے دریا کو کسی طریقے بندھ باندھنا چاہا جو شاید آج ممکن نہ تھا۔۔۔  
"آپ"

اس سے پہلے کہ وہ اسے کچھ اور کہتی وہ اس کے لب سی گیا تھا اور کمرے میں معنی خیز خاموشی راج چھا گیا تھا۔۔۔  
داؤد نے اسکی ایک نہ چلنے دی تھی اور اس پر اپنی چاہتوں کی برسات کر دی تھی یہاں تک کہ وہ اسکی رگ رگ میں  
سرائیت کر چکا تھا۔

راہِ فرار نہ پاتے ہوئے مہر نے اپنی مزاحمت ترک کر دی کیونکہ وہ اپنے محرم کو ناراض کر کے خدا کی ناراضگی مول  
نہیں لے سکتی تھی۔۔۔



پوری رات اسنے مہروش کو ایک قیمتی آگینے کی طرح سمیٹے رکھا تھا۔ مگر کیا ہمیشہ کے لیے یا یہ بس ضرورتِ وقت کی  
افت تھی۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

صبح کا اجالا ہوا تو سورج کی شریر شعاعوں نے سوئے ہوئے داؤد شاہ کے چہرے کا احاطہ کیا۔۔۔  
وہ کسمندی سے آنکھوں تک کمفرٹر کھینچتا دوسرے ہاتھ دائیں طرف بیڈ پر ٹولتا مہروش کو ڈھونڈنے لگا۔ وہ جو رات  
کے حسین منظر میں ہی کھویا تھا۔ بیڈ خالی محسوس کرتے اسکی آنکھ جھٹ سے کھلی۔۔۔  
"یہ کہاں گئی"

اسنے کمفرٹر سے سر باہر نکالتے سوچا۔۔۔  
پھر آنکھوں میں رات کی حسین شب آٹھری کہ کیسے اس نے مہر کی رضامندی کے بغیر ہی اس سے سارے حقوق  
وصول کر لیے تھے۔ وہ مہروش کی باتیں سن اس حد تک جلیں ہو چکا تھا کہ اسنے اپنی محبت کو رات ہی مہروش پر  
کھولنے کا فیصلہ کیا تھا بے شک وہ اس کے لیے تیار نہیں تھی مگر وہ رات اچھے سے اس پر واضح کر چکا تھا کہ وہ اسکی ہے  
تو اسکی ہی رہے۔۔۔

اسکی ناراضگی کا سوچ اسکے منچھوں تلے عنابی لب گہرا مسکرائے تھے۔۔۔  
اور وہ فٹافٹ و اشروم میں فریش ہونے لگھس گیا کیونکہ ابھی تو اسے مہر کو اور ننگ بھی کرنا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

نیچے مہر تیزی سے ہاتھ چلتی ناشتہ بنا رہی تھی۔ دماغ الجھا ہوا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا وہاں سے دھوکا کیا ہو مگر دوسری طرف دماغ کہہ رہا تھا یہی حقیقت ہے جلد یا بدیر یہ تو ہونا ہی تھا۔

رات وہ پوری طرح وش سے مہروش یسہنی داؤد شاہ کی حقیقی معنی میں بیوی بن گئی تھی۔

"انہیں میرے ساتھ یہ سب نہیں کرنا چاہے تھا میں وہاں کو کیا جواب دوں گی"

اسکا دل بیٹھا جا رہا تھا مگر وہ یہ نہیں سوچ رہی تھی کہ وہاں تو رہا نہیں اور جواب اسکا شوہر تھا اسکا ساتھ نبھانا ہی اسکا فرض تھا۔۔۔

داؤد نیچے آکر اسکے کان کے قریب جھکا کھنکارا تو وہ دہل کر ہوش میں آئی اور گھبرا کر پیچھے پلٹی ہی تھی کہ داؤد شاہ کے سینے سے جا ٹکرائی۔۔۔

وہ جو پہلے ہی اسکے لمبے بالوں کی آبخار میں کھویا تھا۔

خوشبوؤں سے بھرا نرم و گداز وجود جب اچانک اسکے سینے سے ٹکرایا تو اسکا دل بے ساختہ دھڑک اٹھا۔

رات کے حسین لمحے اچانک ہی تازہ ہوئے تھے۔ اسنے بھی بغیر دیر کیے اسکے مخملی وجود کو اپنی باہوں کے تنگ گھیرے میں باندھا تھا۔۔۔

وہ اسکی نرم زلفوں میں منہ گھسائے اسکی دلفریب مہک کو اپنے اندر اتار رہا تھا۔

کتنا خوبصورت تھا یہ احساس۔ ایسا تو اسے کبھی رحمہ کے ساتھ بھی محسوس نہیں ہوا تھا جو مہروش کے ساتھ ہوتا تھا۔۔۔

وہ اس سے الگ ہونے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔

"چھوڑیں مجھے چھوڑیں اگر آپ کو لگتا ہے کہ آپ کے زبردستی کرنے سے میں آپ سے پیار کرنے لگوں گی تو

نہایت غلط سوچ ہے آپ کی محبت دل سے جیتی جاتی ہے نہ کہ زور زبردستی سے نہیں"

اسنے اپنے آپ کو بھرپور مزاحمت کرتے چھڑانے کی کوشش کرتے کہا۔۔۔

داؤد شاہ نے اسکے کسمانے پر اسکو تھوڑا سا دور کیا لیکن گھیرا بھی تنگ تھا۔

اتنا کہ ان دونوں کی سانسیں ایک دوسرے کے چہرے کو آرام سے سلگا رہی تھیں۔۔۔

"کل کی حسین رات کے بعد بھی تمہیں یہ خوش فہمی کیونکر لاحق ہے میری جان کے تم مجھ سے فرار حاصل کر سکتی

ہو داؤد شاہ سے۔

بھول ہے تمہاری مسز میں تو اپنی چیزوں کے بارے میں اتنا پوزیسیو ہوں اور تم تو پھر بیوی کہ رتبے پر فائز ہو اور

میرے دل میں ملکہ بن کر اور مزے کی بات اس بات کا احساس بھی مجھے کل ہی ہوا ہے۔ میں صرف تمہیں اپنے

رنگ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ تمہارے چہرے پر میری قربت کے رنگ کے سوا مجھے اور کچھ نہیں چجتا"

داؤد شاہ نے اسے اوپر سے نیچے تک گہمتی انداز میں جانے والی بے باک نظروں سے دیکھتے کہا تو وہ شرم سے لال ہوتی اد کی

پناہ میں پھڑپھڑا کر رہ گئی۔۔۔

"یو چیپ انسان"

مہروش نے اسکے کندھے پر مکے برسائے۔۔۔

"ششش چپ نہیں مسز محبت کرنے والا بولو"

اسنے ہلکے سے مہروش کے لبوں کو چھو کر کہا تو وہ وہیں آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی جبکہ داؤد اسکی بکھری حالت دیکھ جی جان سے مسکرا دیا یہی تو چاہتا تھا وہ۔۔۔

پچھے بچوں کی آواز سن وہ دونوں فوراً الگ ہوئے۔۔۔

"بابا یہ آپ کیا کر رہے تھے"

ایان نے ریان کی مدد سے چیئر پر بیٹھ کر دونوں ہاتھ کمر پر لڑاکی ماسیوں کی طرح ٹکاتے پوچھا تو وہ بوکھلا گیا۔  
حواس تو مہروش کے بھی معطل ہو گئے تھے۔ اس چھوٹے پیکٹ بڑے دھماکے کے بات پر۔۔۔

"بیٹا وہ ماما کی آنکھوں میں کچھ چلا گیا تھا وہی نکال رہا تھا"

داؤد نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔۔۔

"لیکن ماما خود بھی تو نکال سکتی تھیں نہ آپ ماما سے دور رہا کریں وہ صرف ہماری ماما ہیں اور ویسے بھی ہم آپ سے ناراض ہیں"

داؤد تو اپنے بیٹے کے سوالوں پر چکر اکر رہ گیا تھا۔ یہ افلاطون کس پر چلے گئے تھے۔۔۔

"بیٹا ماما کو نظر نہیں آ رہا تھا نہ اس لیے میں نکال رہا تھا"

اسنے وضاحت دیتے کہا۔۔۔

جسے ان دونوں نے سرے سے ہی انکور کر دیا تھا۔۔۔

"پھر بھی آپ ماما سے دور رہا کریں"

ریان نے بھی چھوٹی سی ناک سکیڑتے کہا تو مہروش لب بھیج کر ہنسی کنٹرول کرنے لگی جو داؤد شاہ نے بڑی کھا جانے والی نظروں سے دیکھی تھی۔۔۔۔

دونوں بچے ہی سوا سیر تھے۔ داؤد شاہ کو تپ چڑھی۔۔۔

"اور کوئی حکم بادشاہ سلامت"

اسنے انکو گھورتے لفظ چباتے کہا تو بچوں کا بڑا شان بے نیازی سے جواب آیا۔۔۔۔

"رات سے ماما ہمارے ساتھ سویا کریں گی کیونکہ وہ ہمیں سٹوریز سناتی ہیں اور انکے بغیر ہمیں نیند نہیں آتی"

داؤد شاہ نے دہل کر انکو دیکھا کہ نجانے انہوں نے کیا مانگ لیا ہو اور اسکی شکل دیکھ مہروش کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔

"تم کمرے میں چلو پھر بتاؤں گا تمہیں"

اسنے مہر کو آنکھوں آنکھوں میں وارن کرتے کہا تو وہ محض "ہنسنہ"

کر کے رہ گئی کیونکہ اسکا کیس تو اسکے شیر بچے خود ہی لڑ رہے تھے۔۔۔۔

"بچوں اب آپ بڑے ہو گئے ہونہ ماما کے ساتھ سوتے اچھے لگتے ہو بی بریو اکیلے سویا کرو میرے بہادر بچوں بڑے

بچے اکیلے ہی سوتے ہیں"

اسنے بچوں کو شاطرانہ انداز میں قائل کرنا چاہا مگر اسکے بچے اس سے بھی سوا سیر تھے تبھی فوراً پھٹاک جواب دیا۔۔۔

"وہ تو پاپا آپ بھی بڑے ہو گئے ہیں پھر آپ ماما کے ساتھ کیوں سوتے ہیں"

انکے سوال پر داؤد شاہ کا دل کیا دیوار میں سر مار لے یا اونچی بلڈنگ سے چھلانگ لگا دے۔۔۔۔۔  
"وہ بیٹا وہ"۔۔۔

داؤد شاہ کو اسکے چھٹانک بھر کے بچوں نے تنگنی کا ناچ نچا کر رکھ دیا تھا۔۔۔  
اسکی پتلی حالت دیکھ مہروش کے پیٹ میں ہنسی کے مڑوڑاٹھ رہے تھے۔۔۔  
"چلو بچوں ادھر آؤ اور دیکھو میں نے آپ دونوں کے فیوریٹ پین کیکس بنائے ہیں"  
اسنے ہی اللہ اللہ کرتے داؤد کی جان بچوں سے چھڑوائی جو اپنی گلو خلاصی پر جل کر بولا۔۔۔  
"باپ تو میں ہوں پر پتہ نہیں یہ کس پر چلے گئے"  
"ظاہر ہے میں ماں ہوں تو مجھ پر ہی جائیں گے نہ"  
مہروش نے آئی برواچکاتے اسکو جلاتے ہوئے کہا۔۔۔  
جو اسکی بات ہر منہ پھلا کر غبارہ کر چکا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

رحمہ یہ تمہارے ہاتھ کو کیا ہوا ہے۔  
شمس جو رحمہ کو پارٹی میں تیار ہونے کے لیے کہنے آیا تھا اسکا فریکچر بازو دیکھ حیرت سے پوچھا۔۔۔  
"ہونا کیا تھا مل گئی تھی مجھے وہ ڈائین۔ اففف میرا ہاتھ اس جاہل نے اتنی زور کی مڑوڑا کے فریکچر آ گیا ہے۔  
لیکن اسکو تو میں چھوڑوں گی نہیں بھرے سکول میں اسکی بے عزتی نہ کی تو میرا نام بھی رحمہ نہیں"



اسنے شروع میں اپنے دکھڑے روتے آخر میں نفرت و حقارت سے کہا تو شمس چونکا۔۔۔

"کس کی بات کر رہی ہو"

"وہ ہی داؤد شاہ کی نام کی بیوی اسی نے میرا ہاتھ توڑا ہے"

رحمہ نے جل کر کہا۔۔۔

"اوووو"

شمس کے لب گول شیپ میں تو صیغی انداز میں کھلے۔ کچھ تو بات تھی داؤد شاہ کی بیوی میں جو اسے متوجہ کر رہی تھی۔

بے شک وہ خوبصورت تھی اور خوبصورتی شمس کی کمزوری تھی مگر اسکو اپنی طرف مائل مہر کی خوبصورتی نے نہیں

بلکہ نڈر طبیعت اور زہانت نے کیا تھا۔۔۔

جو رحمہ میں تو نام کی بھی نہیں تھی۔ شمس نے اپنی بیوی کو دیکھ کر جھٹکا۔۔۔

اب اسے جلد سے جلد مہر و ش سے ملنا تھا اور اسے خود کی طرف متوجہ کرنا تھا۔۔۔

اور وہ آج ہی اس سے ملنے کا ارادہ کر چکا تھا چاہے اسے داؤد کے گھر ہی کیوں نہ جانا پڑتا۔۔۔

"I am coming mehar my prettiest lady"

اسنے سرگوشی کے انداز میں بڑی گہرے لہجے میں کہا۔ اب اسکے ناپاک ارادے کیا تھے یہ تو وقت کے ساتھ ساتھ پتا

چلنا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*



"مہر مہر کدھر ہو یا میرا ٹاول نہیں مل رہا آ کر دو مجھے"

داؤد کی آواز پر وہ جھنجھلا کر رہ گئی۔۔۔

صبح سے وہ اسے دس دفعہ اپنے ہر چھوٹے موٹے کام کے لیے جان بوجھ کر بلا لیتا اور پھر اسکے آنے پر معنی خیز نظروں سے دیکھتا تو کبھی اسکے ساتھ گستاخیاں کر اسکی جان سولی پر لٹکائے رکھتا۔۔۔

اب دسویں بار بلانے پر مہر کا دل کیا کہ داؤد کی گردن اسکے ہاتھ میں ہوتی اور وہ اسکی گچی مڑوڑ دیتی جو صبح سے سستے عاشقوں کے طرح کی حرکتیں کر رہا تھا۔۔۔

اسنے گہرا سانس کھینچا اور کمرے میں داخل ہوئی ٹاول کو بیڈ پر پڑا دیکھ اسکا غصہ سوانیزے پر پہنچا۔۔۔

بھلا کیا تھا جو اگر وہ ٹاول اپنے ساتھ واشروم لے جاتا۔۔۔

"دے بھی دو یا کس مراقبے میں چلی گئی ہو"

داؤد شاہ نے اسے چڑاتے ہوئے کہا تو اسنے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

"یہ لیں"

اسنے ایک چٹکی سے ٹاول پکڑتے داؤد کو دیا جو واشروم سے ہاتھ باہر نکالے ٹاول ملنے کے انتظار میں کھڑا تھا۔۔۔

"یار قریب تو آؤ بھلا میں اتنی دور سے ٹاول کیسے پکڑوں گا تم بھی حد کرتی ہو"

مہروش نے مشق انداز میں اسے دیکھا کہ آیا وہ سچ میں سیریس ہے یا بس اسے تنگ کر رہا ہے

"مہر میں آفس کے لیے لیٹ ہو رہا ہوں"

داؤد کی جھنجلائی ہوئی سنجیدہ آواز پر اسنے مطمئن ہوتے اپنا ٹاول والا ہاتھ واشروم کی طرف بڑھیا لیکن دیکھتے ہی دیکھتے  
داؤد شاہ نے ٹاول سمیت اسکا ہاتھ کھینچ کر اسے بھی واشروم میں گھسیٹ لیا تھا۔۔۔  
"آآآآ"

وہ ایک چیخ کے ساتھ داؤد شاہ کے برہنہ کسرتی سینے سے آ لگی تھی۔۔۔  
اور آنکھیں زور سے میچ لیں تھیں۔۔۔۔  
داؤد اسکے یوں شرم سے آنکھیں بند کرنے پر اپنا قہقہہ ضبط کرنے لگا۔  
"آنکھیں کھولو"

اسنے رعب سے کہا۔۔۔  
"کیا آپ مجھے پاگل سمجھتے ہیں ایک تو آپ بغیر کپڑوں کے ننگو پنگو گھوم رہے ہیں اور اوپر سے مجھے کہہ رہے ہیں  
آنکھیں کھولو ہاؤ چیپ مسٹر داؤد"  
مہروش کا اسکی الٹی فرمائش پر صدمے سے منہ کھل گیا تھا تبھی اسکی بات پر اپنی بند آنکھوں پر ایک ہاتھ سختی سے  
جمائے لب بھینچتے بولی۔۔۔

اسکی بات پر داؤد کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔  
"یار آنکھیں کھول لو میں لے کپڑے پہن رکھے تھے"  
اسنے اسے چھیڑتے کہا۔۔۔

"کیا آپ سچ کہ رہے ہیں"

اسنے کسی اندیشے کے تحت پوچھا۔۔

"جی جناب سو فیصد"

اسکی بات کا یقین کرتے اسنے اپنی آنکھیں آہستہ آہستہ کھولیں تو داؤد شاہ کا صرف ایک اکلوتے ٹاول میں دیکھ اسکا چہرہ سرعت سے سرخ ہوا اور اسنے اپنی نظروں کا رخ فوراً سے بے شتر دائیں طرف موڑا۔۔

"کتنے چھپو رہے ہیں آپ مجھے کہ رہے ہیں کہ کپڑے پہن رکھے ہیں اور یہاں سلمان خان بنے گھوم رہے ہیں بغیر شرٹ کے نامیں پوچھتی ہوں شرم بچ رکھی ہے آپ نے"

مہروش نے ایک ہاتھ کمر پر ٹکاتے لڑاکا عورتوں کی طرح اسے کھری کھری سناتے کہا تو وہ داد دینے والے انداز میں اسے دیکھنے لگا۔۔

"مگر بیوی سے تو کوئی پردہ نہیں ہوتا نہ"

اسنے مہر کے قریب کھسکتے کہا تو مہر نے پیچھے ہو کر فرار ہونا چاہا مگر داؤد باہوں کا گھیرا تنگ کرتا اسکے جانے کی تمام راہیں مسترد کر چکا تھا۔۔

"دیکھیں"

مہر نے کپکپاتے لہجے میں اسے سمجھانا چاہا۔۔

"دیکھ ہی تو رہا ہوں"

داؤد نے فوراً اسکی بات اچکتے گھرے لہجے میں کہا تو وہ اسکے اتنی قریب آنے پر سٹپٹا گئی۔۔۔  
"مجھے جانے دیں بچے میرا انتظار کر رہے ہوں گے..."  
اسنے منمناتے ہوئے کہا۔

"اور جو تم مجھے انتظار کی سولی پر لٹکائے رکھتی ہو وہ میرے بھی تو کچھ حقوق ہیں نہ"  
اسنے مہر کا نچلا لب سہلاتے کہا تو وہ اسکا ارادہ سمجھ فوراً لب منہ کے اندر بھینچ گئی۔  
داؤد اسکی حفاظتی تدبیر پر مسکرا دیا۔۔۔

"دیکھیے آپ نہائیں مجھے جانے دیں ورنہ"  
مہر نے دھمکی کے انداز میں کہا۔۔۔

"ورنہ کیا اب تو میں تمہیں بالکل بھی جانے نہیں دوں گا بلکہ اپنے ساتھ تمہیں بھی نہلاؤں گا"  
اس سے پہلے کے وہ کچھ سمجھتی اسنے شاور آن کیا تو مہر بوکھلا گئی۔۔۔

شاور کی گرتی بوندوں نے اسکے کپڑے گیلے کر دیے تھے جو اسکے جسم کے ساتھ چپک کر تمام نشیب و فراز ظاہر کر رہے تھے۔۔۔

"یہ کیا کیا آپ نے میں ابھی صبح ہی نہائی تھی"

مہر صدمے میں گہری آواز سے بولی اور ہاتھ آگے کرتی اپنے جسم کو ڈھانپنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔  
شرم کے مارے اسکا دل کیا زمین میں گڑ جائے۔۔۔

"تو کیا ہو میرے حقوق پورے کرنا تو تمہارا فرض ہے نہ"

داؤد کی نم آواز اور سلگتی سانسوں نے اسکی گردن پر گردش کی تو اسکو اپنا سانس سینے میں اٹکتا محسوس ہوا۔۔۔

"داؤد"

وہ کپکپاتے لہجے میں بعلی۔۔۔

"ششش اس پل کو محسوس کرو اور مجھے ڈسٹرب مت کرو میں ابھی صرف تمہارے تن من میں اترنا چاہتا ہوں"

یہ کہتے ہی وہ اسکے لبوں پر اپنے لبوں کی سخت سلگتی گرفت جما گیا تھا اور اسکی سانسیں پل میں روک گیا تھا۔۔

پانی میں بھگتے دو وجود دنیا و قسمت سے انجان ایک دوسرے میں کھوتے چلے گئے تگے۔۔۔

مہروش کی مزاحمت آج پھر کام نہ آئی تھی اور وہ بے بسی سے بس دیکھتی رہ گئی تھی داؤد کا جو اس پر اپنی جنون خیزی لٹا

رہا تھا۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

یہ اگلے دن کی بات ہے جب مہر نے کیفے میں داؤد کو کسی اور لڑکی کے ساتھ بیٹھے دیکھا۔۔۔

مہر ایک پل کو سمجھ نہ آئی کہ یہ ہوا کیا ہے۔۔۔

"یہ داؤد کس کے ساتھ ہیں مجھے اس سے کیا مجھے اتنی جلن کیوں ہو رہی ہے"

اسنے سر جھٹک کر کہا مگر اسے خطرے کی بوصاف محسوس ہو رہی تھی کیونکہ اس لڑکی کا پہناوا اور ادائیں اسے کسی

انہونی کا پیش خیمہ لگ رہی تھیں۔۔۔۔

داؤد تو اس سے رشتہ قائم کر چکا تھا بے شک اسکی مرضی کے بغیر ہی صحیح۔

بس اسکے دل میں یہ پھانس تھی کہ داؤد نے اب تک اس سے معافی نہیں مانگی تھی۔ شاید انا کے مارے مرد معافی مانگنے سے ہچکچاتے ہیں۔۔۔

وہ ایان کی مالش کر رہی تھی۔ جب اسے آج صبح کا منظر یاد آیا جب اسنے ایک لڑکی کو باہر داؤد کے ساتھ دیکھا تھا۔ وہ تب سے اسی بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔

"کون تھی وہ لڑکی اور وہ داؤد کے ساتھ کیا کر رہی تھی"

اسنے ادھر ادھر پینڈولم کی طرح مارچ کرتے خود سے کہا ایک دم ہی شدید جلن کا احساس ہوا تھا اسے۔

وہ تو کبھی وہاں کو کسی کے ساتھ برداشت نہیں کرتی تھی تو اب بھلا داؤد کو کسی اور کے ساتھ کیسے دیکھ پاتی۔۔۔

وہ بھی دل سے اسے شوہر مان چکی تھی وہ الگ بات تھی کہ اسکے آگے بہت بھاؤ کھاتی تھی۔

نخرے دکھاتی تھی مگر دل ہی دل میں وہ اسے چاہنے لگی تھی جسکا احساس اسے اب شدت سے ہو رہا تھا۔۔۔

"اگر اب مجھے وہ چھمک چھلوانکے پاس دکھی تو اسکے پر کتر دوں گی میں ہنہ"

وہ دل میں مسمم ارادہ کیے نیچے بڑھ گئی جہاں اسکے بچے اسکے منتظر تھے۔۔۔

\*\*\*\*\*

داؤد شاہ آفس میں مصروف تھا جب مہروش کے بڑے بھائی نے اسے کال کی تھی۔۔

"اسلام و علیکم داؤد میاں آپ تو ایسے ہماری بہن کو لے کر گئے کہ گھر کا رستہ ہی بھول بیٹھے ہیں۔

اب تو آپ کی شادی کو بھی سو سال کا عرصہ بیت چکا ہے اور آپ نے مہروش کے ساتھ ایک بار بھی گھر کا چکر نہیں

لگایا۔۔۔۔

انکا شکوہ بھی بجا تھا داؤد نے ماتھا دوائنگلیاں سے مسلا وہ اتنی ضروری باتیں کیسے بھول جاتا تھا آخر اس نے یہ کبھی کیوں

نہ سوچا کہ مہر کا بھی تو اپنے گھر جانے کا دل کرتا ہو گا۔

مگر وہ اس سے کہتی بھی کیسے داؤد شاہ نے کونسا اسے اپنی مرضی کرنے کی اجازت دی تھی۔ مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ

وہ خود بھی ان سے رابطہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

"وا علیکم اسلام جی بھائی جان آئی ایم ریلی سوری میں کام میں اتنا مصروف تھا کہ مہر کو آپ کی طرف لا ہی نہ سکا انشا اللہ

ہم ضرور چکر لگائیں گے۔۔۔۔

اسنے بات کو سمیٹنا چاہا۔۔۔

"پھر کبھی نہیں میاں آج ہی ہم نے آپ لوگوں کے لیے دعوت کا اہتمام کیا ہے مجھے امید ہے کہ آپ ہمارا دل رکھیں

گے اور ضرور شرکت کریں گے"

وہ یہ کہتے اسکے تمام بہانے مسترد کر چکے تھے۔



وہ بے بس سا ان سے کل آنے کا وعدہ کر چکا تھا اور کوئی چار ابھی تو نہیں تھا انکے اتنے مخلص اسرار پر وہ انکی بات رد نہیں کر پایا تھا

اور ان سے کل آنے کا وعدہ کرتا خدا حافظ کہ گیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ جب وہ مہر کو اسکے گھر جانے کا بتائے گا تو اس کا کتنا خوشکن ری ایکشن ہو گا وہ یہ سوچ کر ہی مسرور ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

کیا واقعی مہر وہاں جا کر خوش ہوتی جہاں اسکے دکھ کی داستان تھی۔ یہ داؤد نہیں جانتا تھا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

داؤد سے آج پھر مہر و ش چھپتی پھر رہی تھی کیونکہ وہ جب بھی اسکے پاس ہوتا سے اپنے آپ میں ہی الجھائے رکھتا ہر وقت بوکھلائے رکھتا تھا اپنی شرارتوں سے۔۔۔

اب بھی وہ کب سے بوا کے ہاتھ اسے بلوانے کا پیغام بھجوا چکا تھا مگر مجال ہے جو مہر گئی ہو۔  
کئی بار تو وہ خود آ کر مہر کو آنکھوں ہی آنکھوں میں گھور کر کمرے میں آنے کی وارننگ دے چکا تھا۔  
مگر وہ مہر ہی کیا جو ایک دفعہ میں بات سن لے۔ وہ بھی کان لپیٹے بچوں کو ہوم ورک کراتی رہی۔۔۔  
انکے بور ہونے پر اب وہ کچن میں انکے لیے کچھ بنانے جا رہی تھی۔

جب داؤد نے تیزی سے اسکو پکن میں کھینچا اسکی ہلکی سے چیخ نکلی تھی کیونکہ اسکی چیخ داؤد شاہ کے حلق میں ہی دم توڑ چکی تھی۔

جواسکی سانسیں اپنی سانسوں میں اندھیلتا اسکی سانسوں کھینچ لینے کے درپر تھا۔۔

کافی دیر بعد وہ ہٹا تو وہ اس سے سر ٹکائے گھرے سانس بھر کے رہ گئی۔۔۔

"یہ مجھے نظر انداز کرنے کی ادنیٰ سی سزا تھی اگر اب تم نہیں چاہتی کہ رات کو میں ظالم بن جاؤں تو یاد رہے کمرے میں جلدی آجانا مجھے انتظار پسند نہیں"

داؤد شاہ نے اسکے نیچلے لب کو رب کرتے ایک ہاتھ سے اسکے بالوں کی لٹوں کو کانوں کے پیچھے اڑیستے کہا۔۔۔  
جو اسکے گرم لمس پر بوکھلا سی گئی تھی اور فوراً شیلو سے لگی زور و شور سے سر ہلانے لگی جیسے وہ کہیں اسے ابھی ہی نہ زبردستی کمرے میں اٹھا کر لے جائے۔۔۔

اس سے کوئی بعید نہیں تھی کہ کب کیا کر گزرے۔۔۔

\*\*\*\*\*

رات کو جب وہ کمرے میں آئی تو داؤد بیڈ پر نیم دراز کسی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا۔۔۔  
مہرنے کن آنکھیوں سے اسے دیکھا اور آرام دہ لان کا سوٹ پہنے اپنی جگہ پر لیٹ گئی۔ آنکھیں بند کرنے میں اسنے دیر نہیں کی تھی لیکن تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ پیٹ پر رنگتی انگلیاں محسوس کرتے اسکی جان ہوا ہوئی تھی۔۔۔  
اور سونے پہ سہاگا گردن پر تپش زدہ سانسوں کا لمس محسوس ہو رہا تھا۔۔۔  
مہروش ابھی اسی سے نہ سمجھلی تھی کہ داؤد نے کھینچ کر اسکو اپنی گرفت میں لیا اور اسکے کمر داؤد کے سینے سے جا لگی۔۔۔

"بیوی سونے کی تیاریاں اتنی جلدی وہ بھی میرے بغیر ناٹ فیر"

اسکی باتوں سے خطرے کی بو محسوس کرتے وہ منمناتے ہوئے بولی۔۔۔

"داؤد پلیز سونے دیں نہ میں نے صبح بچوں کو سکول جانے کے لیے بھی تیار کرنا ہے"

اسنے لجاہت سے کہا تو وہ زیر لب مسکرا دیا ضرور میری جان لیکن اس سے پہلے میری بات سنو بچے صبح سکول نہیں جا

رہے کیونکہ وہ بھی ہمارے ساتھ تمہارے گھر دعوت پر جا رہے ہیں"

داؤد کی بات پر مہر جو سونے کی تیاریوں تھیں فوراً اسکی طرف پلٹی۔۔۔

"what"

نیند بھک سے اڑی تھی۔

کونسی نیند کہاں کی نیند اسکی بات نے ساری نیند اڑن چھو کر دی تھی۔ وہ اس جگہ پر جانا بھی نہ چاہتی تھی جہاں سے

اتنی بری یادیں وابستہ تھیں اسکی۔۔۔

"نوئیور ہم نہیں جا رہے اور ہم وہاں کیوں جائیں گے"

مہر نے سنتے ہی جھٹ انکار کیا تھا۔۔۔

داؤد کو واضح حیرت ہوئی۔۔۔

"مگر کوئی وجہ بھی تو ہوا انکار کی"

اسکی بات پر وہ پھر نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

"نہیں تو نہیں"

وہ اسکو نہیں بتا سکتی تھی کہ وہ وہاں کتنی تکلیف سے گزری ہے۔۔۔

"ٹھیک ہے نہ بتاؤ لیکن کل ہم جارہے ہیں اسلیے صبح انکے لیے کچھ لے آنا مال سے"

مہر غصے سے اسے دیکھنے لگی جسنے اسکی بات کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی تھی۔۔۔

وہ غصے سے اسکی طرف پیچھا کر کے لیٹ گئی۔۔۔

"یہ تم منہ موڑ کے کیوں سو رہی ہو تمہاری بھول ہے اگر تم اس طرح کے خزرے دکھاؤ گی اور میں مان جاؤں گا"

اسکی بات کو مہر نے بھی سرے سے نظر انداز کیا تھا۔۔۔

داؤد بھی دو منٹ غصے سے اسکی کمر کو گھورتے دوسری طرف منہ کر کے لیٹ گیا وہ جو انتظار میں تھی کہ وہ اسے منائے

گا۔ اسکی امیدوں پر پانی پڑ گیا تھا۔۔۔

"ابھی میری بات نہیں مانے نہ اب کل پچھتائیں گے پھر پتا چلے گا"

وہ جلے انداز میں بولی تو وہ لب بھینچ کر مسکراہٹ ضبط کرتے سوتا بنا اور وہ اسکی نظر اندازی پر کلس کے رہ گئی۔۔۔

"ہنہ"

\*\*\*\*\*

صبح نہ ہی مہر مال گئی نہ انکے لیے کچھ لائی تھی داؤد ہی جا کر جو لینا تھا وہ لے آیا۔۔۔

گھر پہنچا تو مہر نے ابھی تک بچوں کو تیار نہیں کیا تھا۔۔۔

"تم لوگ تیار نہیں ہوئے"

داؤد نے ایک نظر مہر کو دیکھتے ان دونوں سے پوچھا۔۔۔

"نہیں ڈیڈ ماما کہ رہی ہیں ہم نہیں جائیں گے کیونکہ ہم گڈ بوائے ہیں"

ان دونوں نے اپنی دانست میں اچھا جواب پیش کیا تھا۔

"جاؤ دونوں جا کر تیار ہو تم دونوں ساتھ چل رہے ہو"

اسنے ان دونوں کو کہتے آخر پر مہر کو گھورتے کہا تو وہ فوراً بول اٹھی۔۔۔

"میرے بچے وہاں نہیں جائیں گے"

رضیہ اور بوا آپ دونوں جائیں اور بچوں کو تیار کریں۔۔۔

وہ دونوں جھٹ انہیں لیے وہاں سے غائب ہوئیں کیونکہ داؤد شاہ کا غصہ شدید ہوتا تھا۔۔۔

"تم کیوں میرے بچوں کو وہاں لے کر نہیں جانا چاہتی ہو وہاں بتاؤ مجھے"

اس نے مہروش کے کندھوں کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔۔۔

"اس لیے ہی نہ کہ میرا بچہ اپنا بچ ہے اور تم اسے اپنے گھر والوں سے متعارف کرواتے شرمندہ محسوس کرو

گی"۔۔۔

داؤد شاہ نے دکھ سے کہا تو دنیا جہاں کا سارا دکھ مہر کی سرخ ہوتی آنکھوں میں سمٹ آیا تھا۔۔۔

ایک بار پھر داؤد شاہ نے اسے ایک نئے سرے سے افیت دی تھی کیا وہ اسے ایسا سمجھتا تھا کہ اپنے ہی بچوں کو وہ

لوگوں میں متعارف کرواتے شرمندہ ہوگی۔۔۔

"مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ داؤد شاہ آپ آج تک مجھے نہیں جان پائے اس لئے آپ کبھی بھی میرے دل پر حکمرانی نہیں کر سکتے"

اس نے داؤد شاہ کے عین دل پر انگلی سے دستک دیتے ٹوٹے لہجے میں کہا۔۔۔

اور باہر جا کر گاڑی کا دروازہ زور سے بند کر کے بیٹھ گئی۔۔۔

داؤد شاہ کو ایک بار پھر غصے سے بولنے کے بعد اپنے الفاظوں پر پشیمانی ہوئی تھی وہ یہ غصے میں کیا بول گیا تھا۔۔۔

مہر تو اس کے بچوں کو سکول کے بچوں سے بھی زیادہ پیار کرتی تھی پھر وہ اس کے بارے میں ایسا کیسے کہہ سکتا تھا۔۔۔

جانے انجانے میں وہ مہروش کو پھر اپنے سے ایک بار دور کر چکا تھا جس کے لیے وہ جتنا پچھتااتا تکم تھا۔۔۔

پھر جیسے ہی بچے تیار ہو کر آئے وہ ان دونوں کو لیے گاڑی میں بیٹھا اور ایک نظر مہروش پر ڈال کر ڈرائیونگ اسٹارٹ

کی۔۔۔

\*\*\*\*\*

جب وہ سب انکے گھر پہنچے تو 12 بج چکے تھے۔ انکے خوش آمدی لہجے دیکھ لمحہ لگا تھا مہروش کو سمجھنے میں کہ وہ داؤد کی ساخت سے مرعوب ہو کر انکی اتنی آؤ بھگت کر رہے تھے۔

ورنہ تو شاید انکی زندگی میں مہروش کی قیمت شاید ایک تنکے سے بڑھ کر نہیں تھی۔

شاید آج بھی انہیں کوئی لالچ تھا جو وہ بھابیوں کی آنکھوں سے با آسانی جان گئی تھی۔۔۔



بھابیاں منہ کھولے اسے اتنے قیمتی لباس اور زیورات میں دیکھ رہی تھیں۔ ڈائمنڈ کی قیمتی رنگ اسکے ہاتھوں سے  
شعائیں بکھیر رہی تھی۔ جس نے بھابیوں کی آنکھیں خیر کر دی تھیں۔۔۔  
جوں ہی وہ سب مہر سے ملنے آگے بڑھے مہرانکے اپنی طرف بڑھے ہوئے ہاتھ نظر انداز کر کے اندر بڑھ گئی۔۔۔  
وہ سب پیچھے شرمندہ ہو کر رہ گئے تھے۔ جبکہ بھابیاں منہ کھولے اسکا نخرہ دیکھ رہی تھیں جو شادی کے بعد عروں پر  
تھا۔۔۔

وہ تو سمجھی تھیں کہ دوسرا شوہر اپنے بچوں کی آیا بنا کر لے گیا ہو گا اور خوب خد متیں کرتا ہو گا مگر یہاں تو کیا ہی پلٹ  
گئی تھی صاف پتا چل رہا تھا کہ داؤد نے کتنے نازوں سے رکھا ہے اسے۔۔۔۔  
"بڑی اکڑ نہیں آگئی اس میں"  
چھوٹی بھابی بھی منہ بناتے ہوئے بولیں۔۔۔  
داؤدان کی بات پر بے وجہ ہی پشیمانی کا شکار ہوا تھا۔۔۔  
وہ آگے پیچھے اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔

مہر نے تو آتے ہی اپنے اطراف میں اپنے دونوں بیٹوں کو بٹھایا تھا تاکہ اس کے پاس کوئی اور نہ بیٹھ سکے اس کی اس  
حرکت کو دیکھ کر باقی سارے دوسرے صوفوں پر بیٹھ گئے۔۔۔  
"ارے واہ مہر تمہارے صحت تو کافی اچھی نہیں ہو گئی"  
بھابی نے مسکراتے ہوئے اس پر طنز کیا تھا۔۔



"ہوگی بھی کیوں نہیں کیونکہ مجھے یہاں کی طرح وہاں فاقے نہیں کرنے پڑتے"  
اس نے بھی فوراً جواب پٹک مارا تھا جس پر سبھی ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گئے تھے۔۔۔  
"برامت مانے گا میری بیوی کی مذاق کرنے کی عادت ہے"

داؤد نے فوراً مہر کو گھورتے ہوئے بات کو سنبھالا تھا جو "ہنسہ" کر کے رہ گئی تھی۔۔۔  
بچے باہر بھائی کے بچوں سے کھیلنے چلے گئے تھے بڑے بھائی کے کہنے پر۔۔۔

داؤد ہی تھا جو بڑے بھائیوں سے بات کر رہا تھا جبکہ مہر خاموشی سے بیٹھی بس انکو ملاحظہ کر رہی تھی۔۔۔  
تائی اور تائی کے آنے پر وہ سب اٹھ کر ان سے ملے۔۔۔

مہر کو اب سمجھ آئی تھی تو یہ تھا بھائی کا پلین انہیں تائی کے سامنے ذلیل کرنے کا کیونکہ تائی اب تک اسے وہاں کا  
قاتل گردانتی تھیں۔۔۔

تائی نے آگے بڑھ کر اسے پیار کیا تھا۔۔۔  
جبکہ تائی اسے چھتی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

"بہت خوش نہیں ہو گئی تم یہاں سے نکلنے کے بعد اتنی جلدی شادی کر لی دوسرے شوہر کے بچوں کو سمجھا لیا اور  
ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگی"

تائی نے نفرت سے اس پر طنز کیا جس سے حال میں خاموشی چھا گئی۔۔۔

داؤد نے فوراً مہر کو دیکھا کہ کہیں اسے براتو نہیں لگا لیکن اسکی نم آنکھیں دیکھ وہ بے چین ہوا جو اپنی تائی کو ہی دیکھ رہی تھی یک ٹک۔۔۔

معاملہ اسکی سمجھ سے باہر تھا۔ مہر کے گھر والے آخر اسکے ساتھ اتنا پر ایا سلوک کیوں کر رہے تھے۔۔۔  
"آپ نے بھی تو اپنے گھر سے کسی بوجھ کی طرح بہت جلد پھینک دیا تھا نہ مجھے پھر یہ گلا کیوں"  
اسنے آنسوؤں کا گلا گھونٹتے شکوہ کیا۔۔۔

"آخر کیوں نہ نکالتی میں تمہیں باہر تم میرے بیٹے کی قاتل تھی۔ میرے بیٹے کو مرے دیر ہی کتنی ہوئی تھی اور تم نے شادی رچالی کہاں گئی وہ محبت وہ قسمیں وہ وعدے"  
تائی کے دل جلے نشتر تو آج ختم ہی نہیں ہو رہے تھے۔۔۔  
"یہ کیا کہ رہی ہو تم چپ کرو"

تایا نے انہیں گرکھا مگر وہ کہاں باز آنے والی تھیں اور بھابھیاں یہ شو بڑے مزے سے انجوائے کر رہی تھیں۔۔۔

"اگر آپ مجھے اپنے گھر سے باہر نہ کرتیں تو آج بھی میں وہاں کی بیوہ ہوتی۔ اس سے محبت کا گواہ میرا خدا ہے آپ لوگ نہیں۔

جو مجھ سے رشتہ رکھنا تو ہیں سمجھتے ہیں۔ آپ نے غیر ضروری سامان کی طرح اٹھا کر مجھے باہر پھینکا اور انہوں نے۔۔۔ اس نے بھائیوں کی طرف اشارہ کرتے کہا۔۔۔

"انہوں نے مجھے کسی اور کے زمے ڈال دیا کیونکہ میں بوجھ جو تھی میرا کوئی باپ نہیں تھا نہ ماں نہ شوہر مگر آج میرا محافظ میرے ساتھ کھڑا ہے۔۔"

دیکھ لیں آپ بد دعائیں دیتے نہ تھکتی تھیں آپ اور دیکھ لیں میں آج خوش ہوں خالی ہاتھ تو آپ رہ گئی ہیں " مہر نے انہیں حقیقت کا آئینہ دکھایا۔۔

وہ لڑکی یہ کیا کہ گئی تھی۔ سچ ہی تو کہا تھا اس نے خالی ہاتھ تو وہ تھیں جنہوں نے اپنے وہاں کی آخری نشانی کو بھی خود سے دور کر دیا تھا۔۔

وہ ان سب کامنہ بند کرتے باہر اپنے پرانے کمرے میں چلی گئی تھی جہاں اسکی یادیں تھیں اور پھر وہاں وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔۔

اور زبان پر ایک ہی شکوہ تھا۔۔۔

"وہاں یہ تم نے اچھا نہیں کیا"

داؤد کو ایک دم یہاں آنے کا فیصلہ غلط لگنے لگا تھا وہ اب سمجھا تھا مہر یہاں کیوں نہیں آنا چاہتی تھی۔ ان کے جانے کے بعد وہ بھی مہر کے پیچھے اسکے کمرے میں گیا تھا جو بہت خستہ حال تھا۔۔

وہ سامنے کسی لڑکے کی تصویر کے سامنے کھڑی تھی جسمیں وہ لڑکا اور مہرجی جان سے ہنستے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ نہایت مکمل تصویر تھی۔

داؤد کو ایک دم یہ شدت سے محسوس ہوا کہ مہر کو اس نے زندگی میں اتنا خوش کبھی خود کے ساتھ نہیں دیکھا تھا۔۔

جلن ہوئی تھی اس شخص سے اسے شدید اس وقت۔۔۔

"مہر"

اسنے گلا کھنکارتے کہا تو وہ ہوش میں آتی ہلٹی۔۔۔

"آپ"

"ہاں باہر آ جاؤ وہ کھانے کے لیے بلا رہے ہیں"

وہ منہ دھو کر اسکے ساتھ ہی نکلی تھی باہر جہاں سب ڈاننگ ٹیبل پر براجمان تھے۔۔۔

"ایان مہر کے ساتھ جبکہ ریان داؤد کے ساتھ بیٹھا تھا"

کھانے کا دور شروع ہوا اور سب خاموشی سے کھانا کھانے لگے۔۔۔

"ویسے وش مشکل تو ہوتا ہو گا نہ اپنے بیٹے کی دیکھ بھال کرنا آخر وہ چل نہیں سکتا بیچارہ لنگڑا ہے نہ اور اوپر سے تمہیں

زیادہ خیال بھی کرنا پڑتا ہو گا کہ کہیں کوئی تمہیں سوتیلی ماں کا تانا نہ دے"

بڑی بھابھی نے بہت ہمدردی سے طنز کیا تھا اور یہاں مہر کی بس ہوئی تھی۔۔۔

اسنے زور سے چیخ پلیٹ میں پٹخا۔۔۔

"تمیز سے بھابھی اگر میں آپ کو کچھ کہ نہیں رہی تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ میرے منہ میں زبان نہیں اگر آپ نے

ایک بھی لفظ میرے بیٹے کے بارے میں کہا تو زبان گدی سے کھینچ لوں گی"

اسنے بغیر کسی لہاز کے انکو بھرے خاندان میں بے عزت کر ڈالا تھا اور وہ بلبلا کر رہ گئیں۔۔۔

"ہائے ہائے ایسا بھی کیا کہ دیا میں نے سچ ہی تو کہا ہے لنگڑا نہیں تو اور کیا ہے تمہارا سوتیلایا بیٹا"  
داؤدان کی بات سن کر غصے سے اٹھا تھا اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا مہروش بھابی پر پھٹ پڑی تھی....  
شٹ اپ بھابی آپ کی ہمت کیسے ہوئی میرے بچے کو ان الفاظ سے پکارنے کی...

میری خاموشی کا ناجائز فائدہ مت اٹھائیں یہ نہ ہو کہ میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے اور آپ یہاں کسی کو منہ  
دکھانے کے قابل بھی نہ بنیں۔۔۔۔

ل"اس لیے میں نے کہا تھا آپ سے کہ نہیں جانا چاہتی میں یہاں جہاں کسی کی کوئی قدر نہیں ہے یہاں پتھر دل  
لوگ رہتے ہیں جن کے سینے میں کوئی احساس نہیں جن سے ٹکرا کر آپ اپنے آپ کو لہو لہان کریں گے ان کا کچھ  
نہیں جائے گا یہ کیا جانے کہ احساس کے رشتے کیا ہوتے ہیں۔۔۔۔۔  
چلیں یہاں سے"۔۔۔

اس نے شروع میں بھا بھی کو انکی اوقات یاد دلاتے آخر میں داؤد سے شکوہ کرتے کہا تھا اور دونوں بچوں کا ہاتھ  
پکڑے باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔

"مہروش یہ کیا بچپنا ہے معافی مانگو اپنی بھا بھی سے"

اس کے بڑے بھائی نے اپنی بیوی کو روتے دیکھ اسے غصے سے کہا تھا۔۔۔

ان کی بات پر اس کے باہر کو بڑھتے قدم ایک دم رکھے تھے اور وہ جھٹکے سے پلٹی تھی۔۔۔

بھائی آپ لوگوں سے اور امید بھی کیا کی جاسکتی تھی پہلے کی طرح ہیں آپ نائب میرے تھے ناب میرے ہیں۔۔۔

ایک وہاں ہی میرا اپنا تھا آپ سب بھائی باپ تو کیا سگے بھائی بھی نہ بن سکے۔۔۔

اس نے درد بمشکل برداشت کرتے آنسو بہاتی آنکھوں سے کہا۔۔۔

"کیا مطلب ہے تمہارا ہم نے کب تمہارا خیال نہیں رکھا"

وہ ایک دم ترش لہجے میں بولے۔۔۔

کیا خوب بات کہی آپ نے کیا آپ نے اپنی بیوی سے کبھی نہیں پوچھا کہ وہ مجھے ایک وقت کا کھانا بھی نہیں دیتی تھیں وہ میں بھی کس سے کہہ رہی ہوں آپ نے تو کبھی پوچھنا ضروری بھی نہیں سمجھا آخر میں ہوں ہی کون آپ کی۔۔۔

اس نے طنزیہ لہجے میں کہا تو بھابی فوراً بدک کر بولیں "جھوٹ بول رہی ہے یہ ایسا کبھی نہیں ہوا"

"میں کیسے مان لوں کہ تم سچ کہہ رہی ہو"۔۔۔

بڑے بھائی نے مشکوک لہجے میں پوچھا باقی بھائیوں نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملائی تھی مہر و ش نے انکی عادت پر تاسف سے سر جھٹکا۔۔۔۔

وہ مڑی اور ان کے چھوٹے بیٹے نثار کو لے کر بھابی کے قریب گئی اور بولی کھائیں اس کے سر پر ہاتھ رکھ کے قسم کہ آپ سب نے کبھی مجھے ایک وقت کا بھی کھانا نصیب ہونے دیا ہو"

اس کی بات تھی یہ کیا پورے ہال میں سناٹا چھا گیا اور بھابی تو ایسے تھیں جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔۔۔۔

\*\*\*\*\*



"کھائیں قسم اپنے بچے کے سر کی کہ آپ نے ہمیشہ میرے ساتھ گھر کے باقی فرد کی طرح کا برابر سلوک کیا"  
اسکے چیخ کے کہنے پر بھابھی نے اپنے بچے کو دیکھا جو معصومیت سے انہیں دیکھ رہا تھا کیا وہ اپنے بچے کی جھوٹی قسم کھا  
سکتی تھیں مگر بھی نہیں۔۔۔  
"نہیں دور کرو نہیں"

بھابھی ایک دم چیخ اٹھیں تھیں اور سب کو انکا جواب مل چکا تھا بڑے بھائی سمیت تمام بھائی بھی دکھ اور غصے سے اپنی  
بیویوں کو دیکھ رہے تھے۔۔۔  
"مہروش"

اسکے تینوں بھائی اسکا نام پکارتے اسکی طرف معافی مانگنے کو بڑھے جب وہ نم آنکھوں سے ہنس دی آنسو ٹوٹ کر گال پر  
بکھرتے چلے جا رہے تھے۔۔۔  
"ہاہاہا"

"ڈرامہ ختم میں بے گناہ ثابت ہو گئی اور آپ قصور وار اب اپنے ماں باپ کو روزِ محشر کیا جواب دیں گے آپ سب کہ  
ایک بہن کی کفالت تک نہ کر سکے...."  
اسکے ہر ایک الفاظ میں کرب تھا۔۔۔  
"وش ہمارا بچہ ہمیں معاف کر دو"



بڑے بھائی نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگانا چاہا تو وہ دو قدم پیچھے ہوئی اور ایک ہاتھ سے انہیں دور رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔

"کتنے سال میں نے اس دن کا انتظار کیا جب آپ خود اپنے ضمیر کی عدالت میں کھڑے ہوں اور مجھ سے نظریں نہ ملا پائیں اور جانتے ہیں میں آپ کو سب سے بڑی سزا کیا دوں گی" اسنے ان تینوں پر نظریں ڈالتے کہا۔۔۔۔

"مہر ہماری بات"

چھوٹے بھائی بھی اسکے پاس جانے آگے بڑھے تھے۔۔۔۔

"میں آپ تینوں کو کبھی معاف نہیں کروں گی یہ ہوگی آپ کی سزا۔

آپ تو میرے لیے اسی دن مر گئے تھے جب بھابھیوں پر میری زمہداری ڈال کر آپ تینوں آنکھیں بند کر بری الزمہ ہو گئے تھے۔

آج سے میں بھی آپ سب کے لیے مر گئی۔ میری تو آپ سے کوئی اچھی یاد بھی وابستہ نہیں پھر کیونکر معاف کروں آپ کو"

اسنے ان پر آخری نگاہ ڈالتے کہا اور آنسوؤں کا گلا گھونٹتے اسنے ایان کو اٹھایا اور ریان کو ہاتھ پکڑتے باہر چلی گئی۔۔۔۔

"تم پر اے بچوں کے لیے اپنا گھر چھوڑ کے جا رہی ہو اور اپنے سگے رشتے اگر کبھی انہوں نے بھی تمہیں گھر سے نکال دیا تو"

چھوٹی بھابھی چبھتے لہجے میں بولیں۔۔۔

وہ ایک دم رکی اور بغیر مڑے بولی۔۔۔

"خدا گواہ ہے یہ بچے میرے لیے سگوں سے بڑھ کر عزیز ہیں کیونکہ انہوں نے مجھے وہ محبت اور عزت دی ہے جو

میرے اپنے سگے بھائی اب تک نہ دے پائے"

اسنے طنز کرتے کہا۔۔۔

"تو پھر یہاں مت آنا کبھی"

درمیانی بھابھی آخر پر بھی باز نہ آئیں۔۔۔

"فکر مت کریں اگر اس گھر سے نکالی بھی گئی تو مرنے تک بھی اس دہلیز پر دوبارہ قدم نہیں رکھوں گی کیونکہ جہاں

میرے بچوں کی جگہ نہیں وہاں رکنا میری توہین ہے"

یہ وہ آخری الفاظ تھے جو اسنے جانے سے پہلے ادا کیے تھے پھر وہ نکل گئی تھی کبھی واپس نہ آنے کے لیے۔۔۔

داؤد بھی باہر کی طرف بڑھا جب بڑے بھائی نے اس سے اپنے گھر والوں کے کیے کی معافی مانگی۔۔۔

"میں آپ کو معاف کرنے والا کون ہوتا ہوں اصل قصور وار تو آپ میری بیوی کے ہیں کوشش کی جیے گا۔

جب تک وہ آپ کو معاف نہیں کر دیتی تب تک مجھ سے ملنے کا سوچیے گا بھی مت اگر مجھے ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ

آپ ان لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کریں گے۔۔۔

تو کبھی مر کر بھی اسے یہاں نہ لاتا جہاں پتہ نہیں اسے کتنا ٹارچر کیا گیا ہو۔۔۔"

وہ ان کو کڑوے سچ کا کوڑا مارتا تن فن کرتا وہاں سے جا چکا تھا اور بڑے بھائی پیچھے پچھتاؤں میں گھرے زمین پر ڈھے گئے تھے۔۔۔

جب وہ گاڑی کے پاس پہنچا تو دیکھا مہر و ش بچوں کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔۔۔  
اسنے اسے چھیڑنا مناسب نہ سمجھا اور گاڑی زن سے آگے بڑھا دی۔۔۔

تھوڑی دور جانے کے بعد جب گاڑی قبرستان کے قریب پہنچی تو مہر و ش نے گاڑی رکوائی اور خود بچوں کو لیتی گلاب کے پھول لیے اندر بڑھی داؤد بھی حیرت میں گھرا انکے پیچھے ہی تھا۔۔۔

اپنے والدین کی قبر اپنے بچوں کو دکھاتی وہ بری طرح رو دی۔۔۔

پھر اسنے بچوں کے ساتھ مل کر فاتح پڑھی اور وہاں کی قبر کی جانب بڑھی جہاں پہلے سے ہی ایک گلاب کا پودا لگا ہوا تھا۔۔۔

مہر کو بے ساختہ خیال آیا کہ وہاں کو لال رنگ کتنا پسند تھا اور اب بھی لال رنگ اسکے ساتھ تھا۔۔۔  
"وہاں تمہاری قدر و قیمت میری زندگی میں سب سے زیادہ ہے شاید ہی اس مقام تک کوئی پہنچ سکے"

اسنے سرخ بہتی آنکھوں سے قبر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے سرگوشی کی جوا تنی بلند ضرور تھی کہ داؤد کو بخوبی سنی گئی تھی اور وہ اس لمحے شدید جلن محسوس کر رہا تھا اس شخص سے جو یہاں تھا بھی نہیں۔۔۔

\*\*\*\*\*

وہ جب گھر پہنچے تو مہر اپنے علیحدہ کمرے میں جا کر بند ہو گئی۔

داؤد نے پشیمانی سے اس بند کمرے کو دیکھا جس کے پیچھے اسکی محبت بند تھی۔۔۔

"یہ میں نے کیا کر دیا اسے منانے کے چکروں میں اور ناراض کر بیٹھا ہوں افف اب میں کیا کروں"

اسنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے سن ہوتے دماغ سے سوچا۔۔۔

شام کو بھی جب مہر باہر آئی تو بچوں کو کھانا کھلا کر اندر چلی گئی تھی۔ بچوں نے بھی اسکا موڈ صحیح کرنے کی کوشش کی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔۔۔

رات کو پہلے وہ فریش ہوا اور خود کو تازہ دم کیا تاکہ مہر کا موڈ بھی ٹھیک کر سکے اور کچن میں جا کر دو گرما گرم کپ کافی کے بنائے اور انہیں لیتا مہر کے کمرے کی طرف چلا گیا۔۔۔

دروازہ دھکیلنے سے ہی کھلتا چلا گیا۔ سامنے بالکنی کا کھلا دروازہ اس بات کی پیشن گوئی کر رہا تھا کہ کمرے کا مکین وہاں ہے۔۔۔

وہ دبے پاؤں وہاں گیا تو دیکھا مہر و ش نجانے ستاروں بھرے آسمان کو تکتی کیا تلاش کر رہی تھی۔۔۔  
"اہم"

داؤد کے گلا کھنکارنے پر بھی وہ ہوش میں نہ آئی تو داؤد نے آگے بڑھ کر کافی کے کپ چھت کی منڈیر پر رکھے۔۔۔  
آواز پر اور داؤد کے سامنے آ جانے پر وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔۔۔

"آپ"

اسکے لہجے کی سنجیدگی کو داؤد نے شدت سے محسوس کیا۔۔۔

اسکے کپ بڑھانے پر مہر نے چپ چاپ کپ تھام لیا اور پھر آسمان کی طرف دیکھنے لگی۔۔  
"کیا سوچ رہی ہو"

"میں بھلا کہاں کچھ سوچ سکتی ہوں جو بھی سوچتی ہوں وہ پورا کہاں ہوتا ہے اور میری سوچ کو لوگ اپنے مطلب میں  
رنگ کر اکثر مجھ پر الزام لگا دیا کرتے ہیں"

داؤد کے پوچھنے پر وہ اس پر ایک سنجیدہ نظر ڈالتے سرد لہجے میں بولی تو داؤد کو اپنی صبح کی تلخ باتیں سرعت سے یاد آئیں  
تھیں۔۔۔۔

"مہر میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں نہ صرف صبح کے لیے۔۔  
بلکہ ہر اس تلخ بات کے لیے جو میں نے اب تک تم سے کہیں اور جسے تمہیں زرا سی بھی تکلیف پہنچی I am  
---extreamly sorry mehar

داؤد نے اسکے ٹھنڈے ہاتھوں کو تھامتے اپنے ہاتھوں کی حدت پہنچاتے محبت سے لبریز لہجے میں کہا۔۔۔  
مہر تو اسکا لہجہ اور اسکی باتیں سن دنگ رہ گئی۔۔۔۔

کیا داؤد شاہ بھی اتنا نرم اور محبت کرنے والا شخص ہو سکتا ہے اسکا دل بے ساختہ دھڑک اٹھا تھا۔۔  
اسکے انداز پر گال سرعت سے لال ہوئے تھے۔۔۔

مہر کو تو لگا تھا کہ اب وہ کبھی اس سے معافی نہیں مانگے گا۔۔

لیکن معافی مانگنے کے اس دل موہ لینے والے انداز نے اسے چاروں شانے چت کر دیا تھا۔۔۔

"میں کیسے یقین کر لوں آپ کے قول تو پل پل بدلتے ہیں جو مجھے پرایا کرنے میں پل نہیں لگاتے"۔۔۔

مہر نے نم آنکھوں سے اس سے شکوہ کرتے کہا۔۔

تو داؤد کو پھر ایک بار پشیمانی نے آن گھیرا۔۔

اس نے آہستہ آہستہ اپنے دونوں ہاتھ اوپر لے جاتے اپنے دونوں کان پکڑے اور بولا....

"سوری مہر میری جان میرا یقین کرو آئندہ اگر میں نے تمہیں کبھی بھی دکھ پہنچایا تو جو سزا دینا چاہو دے سکتی ہو آئی سویر میں اف تک نہیں کروں گا۔

لیکن ابھی کے لیے پلیز اپنے اس ہینڈ سم پلس کیوٹ شوہر کو معاف کر دو کیا تمہیں میرے پرزرا سا بھی ترس نہیں آ رہا"

اس نے معصوم سامنے بنا کر کہا تو مہر کی ایک دم ہنسی چھوٹ گئی تھی....

"یس ہنسی تو پھنسی..."

ارے داؤد یہ بھی دن آنا تھا تیری زندگی میں کہ تو کان پکڑ کر اپنی بیوی کی معافی مانگے گا اگر میرے بزنس ورلڈ میں سے کسی نے مجھے اس طرح تم سے معافی مانگتے دیکھ لیا تو یقیناً وہ غش کھا کر گر پڑے گا"

اس نے ہنستے ہوئے مہر کو ساتھ لگاتے ہوئے کہا جس نے سکون سے اس کے سینے پر آنکھیں موندھ کر سر رکھ لیا تھا۔۔

داؤد نے اس کی توجہ کافی کی طرف دلائی۔۔۔



اس نے بھی مسکراتے ہوئے کافی کاکپ تھام لیا تھا اور پہلا گھونٹ بھرتے دل کھول کر اس کی تعریف کی تھی جو داؤد  
نے سر تسلیم خم کر قبول کی تھی۔۔۔۔  
اس طرح ایک حسین رات کا اختتام ہوا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

صبح کھڑاک کی آواز مہروش کی آنکھ کھلی تو دیکھا داؤد ناشتے کی ٹرے لے کے اندر آتا اسے مہروش کے آگے سجا رہا  
تھا۔۔۔

"داؤد یہ آپ کیا کر رہے ہیں مجھے اٹھالیا ہوتا"

مہروش فوراً سیدھی ہو کر بیٹھی اور نیند سے بھری آنکھوں سے بولی۔۔۔۔

"نیو مارننگ ڈوائف جتنا میں نے رات کو تمہیں تنگ کیا ہے صبح تمہارا اتنا سونا تو بنتا ہے"

داؤد نے شریر لہجے میں اسے آنکھ و نک کرتے کہا تو مہروش اس کی بے باقی پر پیل میں سرخ ہوئی تھی اور اس کے گال  
لہو چھلکانے لگے تھے۔۔۔

داؤد کے اکثر بے باک انداز پر وہ کہیں منہ چھپانے کی جگہ ڈھونڈتی تھی مگر داؤد کے سینے کے علاوہ اسے کوئی جگہ  
میسر نہیں آتی تھی۔۔۔

جس پر داؤد سے زیادہ شاید ہی کوئی خوش ہوتا"



پھر انہوں نے ایک پر لطف سناشتہ کیا تھا۔۔۔ بچوں کو اسکول بھیجنے کے بعد داؤد مہر کو شاپنگ پر لے گیا تھا آج کا پورا دن اس نے مہر کے لیے وقف کر دیا تھا جس سے مہر خود کو آسمانوں پر اڑتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔ ان کی لائف ایک روٹین میں آگئی تھی۔۔۔ جہاں وہ اب زیادہ سے زیادہ مہر و ش اور بچوں کے ساتھ وقت گزارا تھا۔۔۔ جس نے ان کی فیملی کو ایک مضبوط بانڈ میں باندھ دیا تھا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

ڈاکٹر صاب خدارا مارا بچے کو بچا لو صبح سے آنکھیں نہیں کھول رہا ہے دیکھو نہ اس کو کیا ہو گیا ہے " اس پختون عورت نے ڈاکٹر کو روتے ہوئے کہا جبکہ اس کا شوہر اسے تسلی دے رہا تھا مگر دل اندر سے خود بھی ڈرا ہوا تھا۔۔۔۔۔

نرس اور بچے کو اندر لے کر چلیں۔۔۔۔۔

آئی سی یو کے باہر وہ دونوں ماں باپ اپنے جگر کے ٹکڑے کے لئے دعا گو تھے جو انہیں پانچ سال بعد میسر آیا تھا۔۔۔۔۔

اور اب پانچ سال کی عمر میں ہی پتا نہیں اس ننھے بچے کو کیا بیماری لاحق ہو گئی تھی جس نے اس کا خون نچوڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر باہر آیا تو وہ دونوں فوراً اس کی طرف لپکے اور اپنے بچے کے متعلق دریافت کیا۔۔۔۔۔

"مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آپ کے بچے کے دل میں سوراخ ہے اگر اس کا جلد ہی آپریشن نہ کرایا گیا تو آپ اسے کھودیں گے"

ڈاکٹر کے الفاظ تھے یا بجلی جو ان دونوں پر گری تھی کہ وہ دونوں ہکا بکارہ گئے اور وہ عورت بلکتے ہوئے پیچھے کرسی پر گری تھی۔۔۔

ڈاکٹر صاحب کتنے پیسے لگیں گے"

اس شخص نے پریشانی سے ڈاکٹر سے پوچھا۔۔۔

"زیادہ سے زیادہ تیس لاکھ اور آپ کے لیے اچھا ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے پیسوں کا انتظام کیجئے"

ڈاکٹر پروفیشنل لہجے میں کہتا جا چکا تھا پیچھے وہ دونوں ہی

پریشانی کے سایوں میں گھرے رہ گئے۔۔۔

"خان اب ام کیا کرے گا امارے پاس تو اتنا پیسہ بھی نہیں کہ ام اپنے بچے کو زندگی دے دیں۔ خان خدا رکھ کر و

امارے بچے کو بچاؤ کچھ کرو ام اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکے گا"

تم فکر مت کرو گل مینے اس بات بہتر کرے گا ہم اس کا حل ضرور ڈھونڈ نکالیں گے"

اس نے اپنی بیوی کو تسلی دیتے ہوئے کہا مگر دونوں ہی جانتے تھے کہ یہ تسلی کتنی کھوکھلی تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

مہروش شام کو بالکنی میں ٹھنڈی ہوا لینے آئی تھی۔۔۔

داؤد اس وقت ریان کے ساتھ باہر کچھ بکس لینے گیا تھا۔۔۔

جب کہ ایان کے بارے میں سوچتی وہ اس کے کمرے میں جانے لگی جب اس کی نگاہ نیچے باغیچے میں ایان پر پڑی جو لیگ کر چڑھتا رہا کر بھاگنے کی پریکٹس کر رہا تھا۔۔۔

مگر پچاس قدم تک بھاگتے ہی ایک دم وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا۔۔۔

مہروش کی یہ دیکھ جان پر بن گئی تھی اور وہ فوراً سے پیشتر نیچے کو بھاگی تھی۔۔۔

نیچے آتے آتے اس کا سانس بری طرح پھول چکا تھا اور وہ فوراً جا کر ایان سے لپٹ گئی اور اسے کے ہاتھ جھاڑتے اسے اٹھایا تھا دیکھا تو اس کے گٹھنے سرخ ہو چکے تھے۔۔۔

ایان میرا بچہ یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔

دیکھو میرے بچے تمہارا گھٹنا کتنا سرخ ہو گیا ہے میں تمہیں کوئی پارٹیسپیٹ کرنے نہیں دے رہی۔

میرے بچے کی جان مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے میں تمہیں حصہ نہیں لینے دوں گی بھاڑ میں گیا چیلنج۔۔۔

اس نے ایان کو اپنی پناہوں میں چھپاتے ہوئے کہا۔۔۔

"اوہو ماما کیا کہہ رہی ہیں آپ میں بالکل ٹھیک ہوں نہ مجھے کہیں درد ہو رہا ہے۔۔۔

یہ تو اب دسویں باری میں، میں نیچے گرا اور نہ پہلے اس میں بالکل اچھے سے بھاگ رہا تھا۔۔۔

اور آپ پلیز مجھے کمپٹیشن میں حصہ لینے سے نہیں روکیں گی میں ان چڑیل آنٹی کو دکھانا چاہتا ہوں کہ میری ماما

سب سے بیسٹ ہیں۔۔۔

اور ان کا بیٹا بھی ماما دیکھنا آئی ول میک یو پراؤڈ"

اس نے مہروش کے گلے لگتے ہوئے کہا

لیکن میرے بچے آپ کی ماما آپ کو ہرٹ نہیں دیکھ سکتیں۔۔۔

اس نے نم آنکھوں سے کہا تو ایان نے فوراً اس کے گال پر کس کی۔۔

"ماما بس آپ اپنے ایان پر یقین کریں میں ضرور جیت کر دکھاؤں گا"

اس نے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ پر جوش لہجے میں کہا تو مہروش اس کا جوش دیکھ دل سے ہنسی اور اسے کس کر گلے لگایا۔۔۔

چونکہ تو وہ دونوں تب جب داؤد شاہ کی گاڑی پورچ میں آکر رکی اور اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر سے نکلنے والی دوشیزہ کو دیکھ کر مہروش کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئیں۔۔۔

وہ سب مہروش کے پاس ہی آگئے تھے۔۔۔

"مہروش میٹ مائے بزنس پارٹنر حسینہ یہ کچھ دن یہیں رہیں گی"

داؤد نے شائستہ لہجے میں اس کا تعارف کروایا۔۔۔

"داؤد صرف بزنس پارٹنر ہی کیوں یہ بھی تو بتاؤ ہم دونوں ایک وقت میں بہت اچھے دوست رہے ہیں"

اس نے داؤد کے کالر کو درست کرتے اس کے بازو میں ہاتھ ڈالتے کہا جس سے مہروش اندر تک جل گئی تھی۔۔۔

"داؤد اندر چلیں میں آپ لوگوں کے لئے کھانا لگاتی ہوں"

مہروش نے اسکی بات کو نظر انداز کرتے داؤد سے کہا۔۔

"سوری ڈیر داؤد اور ریان تو میرے ساتھ پہلے ہی کھانا کھا آئے ہیں تم کھالو۔۔"

مہروش نے داؤد کو حیرت سے دیکھا جو اس سے نظریں چرا گیا۔۔

مہروش کا سرخ ہوتا چہرہ اس کے غصے کی نشاندہی کر رہا تھا جس سے داؤد بخوبی واقف تھا وہ بھی کیا کرتا اس کی بھی مجبوری تھی۔

اگر حسینہ اسے بار بار انسٹ نہ کرتی تو وہ کبھی اس کو اپنے گھر لے کر نہ آتا۔۔

"اور پلیز میرے لئے داؤد کے ساتھ والا کمرہ سیٹ کر لینا کیونکہ مجھے ہمیشہ سے اس کے ساتھ والے کمرے میں رہنے کی عادت ہے یونو قریب قریب"

آخری بات اس نے مہروش سے سرگوشی میں کہی تھی۔۔

وہ مہروش کا دل خاک کر کے اندر جا چکی تھی۔۔

جبکہ داؤد بھی اس کے ساتھ چلا گیا تھا اور مہروش اس بلا کی وجہ سے پیرٹھ کر رہ گئی تھی۔۔

جو ایاں اور ریان دونوں نے بخوبی نوٹ کیا تھا اور وہ اپنی ماں کو ستانے والی لڑکی کا انجام اچھے طریقے سے سوچ چکے تھے۔۔

\*\*\*\*\*

مہروش غصے سے اندر گئی تھی جہاں داؤد اور حسینہ لاؤنج میں بیٹھے تھے اور داؤد بوا کو کافی لانے کا کہہ رہا تھا۔۔۔  
پچھے پچھے بچے بھی چلے آئے تھے اور ایک نئی آنٹی کا انہیں اپنے باپ کے اتنے قریب بیٹھنا کچھ بھایا نہیں۔۔  
ایک نظر ماں کو دیکھا جو غصے سے باپ کو دیکھ رہی تھی اور دوسری نظر باپ کو جسکو کچھ پرواہی نہیں تھی۔۔۔  
بچوں کی ننھی پیشانی پر تیوری چڑھی تھیں۔ ایک دوسرے سے آنکھوں آنکھوں میں معنی خیز تبادلے ہوئے  
تھے۔۔۔

ریان ایان کو لیتے انکے قریب پہنچا اور ایان جھٹ داؤد اور حسینہ کے درمیان جہاں نہایت کم فاصلہ تھا وہاں چڑھ کر  
بیٹھ گیا جبکہ ریان داؤد کی دوسری طرف۔۔۔  
داؤد اور وحیرت سے اپنے بچوں کی کارکردگی دیکھ رہے تھے جبکہ حسینہ انکے اس عمل پر کلس کر رہ گئی۔۔۔  
مہروش دل ہی دل میں اپنے سیانے بچوں کی بلائیں لے رہی تھی۔  
جب بچوں نے باپ سے نظر بچا کر اسے آنکھ و نک کی۔۔۔  
مہروش کا منہ صدمے سے کھل گیا مطلب ان شیطان بچوں نے جان بچھ کر ایسا کیا جبکہ وہ سمجھی تھی نادانی میں ایسا کر  
رہے تھے۔۔۔

اب اسکا دل سکون میں تھا جو بھی تھا اسکے بچے اسکے ساتھ تھے۔۔  
داؤد کافی کے بعد چلو تمہاری سٹڈی میں اچھی سی بک کا مطالعہ کرتے ہیں۔۔  
حسینہ نے ایک ادا سے کہا "



مہر بھی وہیں صوفے پر بیٹھی موبائل میں خود کو مصروف ظاہر کر رہی تھی مگر کان وہیں لگے تھے۔۔۔

"نو آنٹی اب تو کافی لیٹ ہو گیا ہے اور بابا ہمیں سلا نے جارہے ہیں کیوں ریان"

ایان نے فوراً حسینہ کے پلین پر پانی پھیرا تھا۔۔۔

"جی آنٹی جب تک بابا ہمیں سٹوریز نہ سنالیں ہمیں نیند نہیں آتی"

اسنے معصوم صورت لٹکا کر ایکٹنگ میں سب اداکاروں کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔۔۔

"ہے نابابا"

ان دونوں نے تائید کے لیے داؤد کو دیکھا جو منہ کھولے دونوں چھوٹے معصوم شیطانوں کا جھوٹ ملاحظہ کر رہا

تھا۔۔۔

"دونوں ماں پر گئے ہیں ڈرامے باز"

اسنے دل ہی دل میں سوچا جب بچوں نے اسے مخاطب کیا۔۔۔

"ہاں حسینہ صبح ملاقات ہوگی یہ بچوں کے سونے کا ٹائم ہے"

داؤد بچوں کو لیے اٹھا۔۔۔

"حسینہ میں نے آپ کا کمرہ نیچے تیار کر دیا ہے اچھولی اوپر کوئی کمرہ خالی نہیں ہے۔

آپ آرام کر لیں بہت رات ہو گئی ہے۔

اچھا ٹھیک ہے میں چلتی ہوں ویسے بھی داؤد کو میرا انتظار کرنا پسند نہیں کہیں وہ مجھے لینے نیچے ہی نہ جائیں"



مہروش نے اسے اسکی اوقات یاد دلاتے اسے جلانے کے لیے کہا اور چلتی بنی۔۔

جبکہ حسینہ نفرت سے

"ہنہ" کر کے رہ گئی۔۔۔

داؤد جو اوپر سے مہر کی باتیں سن رہا تھا مسکرا کے رہ گیا اسکی بیوی کسی سے کم نہیں تھی۔۔۔

"دیکھتی جاؤ مہروش میں تم سے داؤد کو کیسے چھینتی ہوں میں رحمہ نہیں جو اسکے جیسی بھول کر کے داؤد کو چھوڑ دوں گی۔۔۔"

اسنے شاطرانہ نظروں سے اسے اوپر جاتے دیکھ دل ہی دل میں کہا۔۔۔

\*\*\*\*\*

جیسے ہی مہر کمرے میں آئی داؤد نے دروازہ بند کر اسے دروازے کے ساتھ پن کیا اور اس پر جھکا۔۔۔

یہاں تک کے مہروش کا اسکی شدت پر سانس لینا مشکل ہو گیا۔ اسنے زور ست داؤد کے ننگے پاؤں پر اپنا ہیل والا پاؤں رکھا تو وہ اچھل کر رہ گیا۔

"یہ کیا جنگلی بلی اسنے ایک ٹانگ پر لنگڑاتے کہا اور اپنا پاؤں دیکھا جو سرخ پڑ چکا تھا۔۔۔

"وہی جو آپ ڈیزر کرتے ہیں"

اسنے الٹے ہاتھ ست اپنا منہ صاف کرتے اپنی بکھری سانسوں کو اعتدال پر لاتے کہا۔۔۔

اور آگے بڑھی۔۔۔

"تم ایسا کیوں بیسیو کر رہی ہو کہیں تمہیں مجھ پر شک تو نہیں"

داؤد نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا تو مہر نے نظریں ترچھی کر اسے گھورا۔۔۔

"اگر شک ہی کرنا ہوتا تو اس دن کرتی جس دن رسٹارنٹ میں اس جگلی جیلی کے ساتھ دیکھا تھا"

مہر و ش کلس کر بولی تو داؤد اس کے حسینہ کو جگلی جیلی کا لقب دینا پر قہقہہ لگا کر رہ گیا۔۔۔

"جگلی جیلی سیر سیلی مہر یار یو آر ٹو مچ"

اس نے اپنے آنسو صاف کرتے کہا جو ہنسی کے مارے بہ نکلے تھے۔۔۔

"تو مطلب میری بیوی جیلس ہو رہی ہے وہ بھی ایک باہر کی لڑکی سے انٹر سٹنگ"

"جلتی ہے میری جوتی۔ میری جوتی کو بھی پروا نہیں"

اس نے جلتے کباب ہوتے دل کے ساتھ کہا۔۔

داؤد کو خوشی ہوئی تھی کہ اسکی بیوی کو اس پر اعتبار تھا یہاں تک کہ اس نے ایک دفعہ بھی داؤد سے اس کے بارے میں پوچھا

بھی نہیں تھا۔۔۔

"ہم تو پھر مجھے اگنور کیوں کر رہی ہو"

اس نے مہر کو پیچھے سے باہوں میں بھرتے کہا اور چھوڑ بھی فوراً دیا تھا کیونکہ مہر کی کوہنی اسکی کمر کو اچھے سے سیک لگوا چکی

تھی۔۔۔

"Don't you dare Mr Dawood"

انگور آپ نہیں ہوئے بلکہ آپ نے ہمیں کیا ہے میں اور ریان تب سے آپ کا کھانے پرویٹ کر رہے تھے اور آپ نے تو ہمارے بغیر ہی کھانا کھالیا۔ کم از ایک کال کر کے بتاؤ دیتے تاکہ ہم بھوکے تو نہ رہتے " مہر نے افسرگی سے کہا۔۔۔

"کیا تم دونوں نے اب تک کھانا نہیں کھایا چلو نیچے ہم دوبارہ کھا لیتے ہیں " داؤد فوراً اسکی بھوک کا احساس کرتے اٹھا۔۔۔

"کوئی ضرورت نہیں اب اگر آپ ملاحظہ کرتے تو دیکھ لیتے کہ جب آپ اس جنگلی جیلی کے ساتھ کافی تناول فرما رہے۔ میں نے ایان کو تب ہی کھانا کھلا دیا تھا اور خود بھی کھالیا۔ اب کیا میں آپکے لیے اپنے بچے کو بھوکا رکھتی " اسنے لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ ٹکاتے پوچھا تو وہ کھسیا کر رہ گیا۔۔۔

"میں نے ایسا کب کہا "

داؤد منمنایا۔۔۔

"میری ایک بات یاد رکھیے گا داؤد صاحب میں رشتے میں Equal standard کی قائل ہوں اگر عزت ملے گی تو دوں گی محبت ملے گی تو دوں گی مگر جہاں آپ ہم سے لا پرواہ ہوئے تو پرواہ میری جوتی کو بھی نہیں ہوگی

Mind it"

اسنے بر فیلے سرد لہجے میں سنجیدگی سے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کہا۔۔۔

"یار میری بات تو سنو "

داؤد آگے آیا۔۔۔

"اگر آپ اسی طرح کوتاہیاں کرتے رہے تو بہت جل آپ خالی میز پر ہمارا انتظار کیا کریں گے اور شاید آپ کو کمپنی دینے ہم وہاں نہ ہوں"

اسنے سرد مہری سے کہا اور منہ پر بلینکٹ لیے سو گئی۔۔۔

پچھے داؤد تاسف سے اسے دیکھتا رہ گیا مگر وہ یہ بھول رہا تھا کہ وہ پھر غلطی پر ہے مگر اسکے لیے یہ ایک بڑی غلطی نہ تھی۔ لیکن چھوٹی چھوٹی غلطی کرتے کب ہم گناہ کر بیٹھتے ہیں ہمیں علم ہی نہیں ہوتا اور شاید داؤد کے ساتھ بھی ایسا ہی ہونا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

وہ بہت خوبصورت نیلی آنکھوں والا پانچ سالہ بچہ تھا جو اپنے ہم عمر بچوں کو کاغان کی وادیوں میں کھیلتے دیکھ رہا تھا... اس کاشدت سے دل کر رہا تھا کہ وہ بھی ان کے ساتھ جا کر کھیلے مگر ماں کی ہدایت یاد آتے ہیں وہاں بیٹھا رہا۔۔۔ لیکن جب بال اس کے قدموں کے قریب آئے تو اس کا ضبط بھی جواب دے گیا اور وہ اٹھ کر بال کو کک کرتا باقی بچوں کی طرف لے گیا اور ان کے ساتھ کھیلنے لگا۔۔۔

ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اس کا سانس بری طرح پھول چکی تھی اور وہ کھینچ کھینچ کر سانس لینے لگا۔۔۔ اس کی حالت لمحوں میں بگڑ گئی تھی کہ وہ تیور کر نیچے گرا۔۔۔ بچے فوراً جا کر اس کی ماں کو لے آئے تھے۔۔۔

گل مینے بچوں کے بلانے پر انخیلر لیے ننگے پاؤں بھاگی آئی تھی۔۔۔

وادی پر پہنچ کر اسنے پھولتے سانس کے ساتھ دیکھا کے زمرے زمین پر پڑا کھینچ کھینچ کر سانس لے رہا ہے تو اس کے قدموں سے اپنے لخت جگر کو زمین پر گرے دیکھ جان نکل گئی۔۔۔

وہ لمحوں میں اس تک پہنچی تھی اس کا سر گود میں اٹھا کر رکھا۔۔۔

"زارے امارے بچے آنکھیں کو لو (کھولو) اسے (انخیلر) منہ میں ڈالو اس سے سانس لو"

بہت مشکل سے اس نے زمارے کی حالات پر قابو پایا تھا۔۔۔

ان لمحوں میں وہ کتنی بار مری تھی اس سے کون واقف تھا۔۔۔

بہت مشکل ہوتا ہے ایک ماں کے لئے اپنے بچے کو موت کے منہ میں جاتے دیکھنا۔۔۔

"مورے ام نہیں کھیل رہا تھا جب گیند امارے پاؤں میں آیا تو ام سے رہا نہیں گیا مورے ام کیوں نہیں کھیل سکتا

امارا طبیعت کیوں بگڑ جاتا ہے۔ امارا بھی دل کرتا ہے ام کھیلے"

زارے نے شرافت سے شروع میں گل مینے کو سچ بتاتے آخر میں بے بسی سے پوچھا جبکہ آنکھوں میں موٹے

موٹے آنسو چمک رہے تھے۔۔۔۔۔

اس کی یہ بات اس کی ماں کا دل چیر گئی تھی اس سے وہ بے خبر تھا۔۔۔

جب وہ زمارے کے ساتھ گھر پہنچی تو اس کی ساس کی بھانجی وہاں بیٹھی جیسے اسی کی راہ دیکھ رہی تھی۔۔۔

"لو آگئی خانہ خراب سیر سپاٹے کر کے ام بتا را اے مورے زمارے تو بس اک بہانہ اے یہ لڑکی تم کو ایک دن ضرور دغا دے جائے گی۔۔"

نہ اس نے تم کو اتنے سال پوتا دیا جب دیا تو وہ بھی بیمار اور نہ آگے اس کی کوئی اولاد ہوئی۔۔۔

ام تو کہتا ہے اسکی دوسری شادی کرادوا اگر تمہاری نظر میں ام جیسا کوئی اچھا لڑکی او تو"

اسنے شروع میں تیلی لگاتے آخر میں اپنے مخصوص پختون لہجے میں اپنی تعریف کرتے اتر کر کہا۔۔۔

دوسرے لفظوں میں انکی توجہ اپنے پر دلوائی تھی۔۔

جب کہ گل مینے ان کی زبان کے نشتر کو صبر کے گھونٹ پیتی اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی۔۔۔

جہاں زمارے کو گلے لگائے وہ بک بک کر روئی تھی اگر اس کا ساتھ نہ ہوتا تو کبھی وہ یہاں نہ ہوتی۔۔۔

زندگی سب کی ایک سی نہیں ہوتی ہر کسی کی زندگی میں مشکلات ہوتی ہیں یہ ان پر منحصر ہے کہ اپنے برے وقت

میں وہ اللہ کو کتنا یاد کرتے ہیں۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

یہ اگلے روز کی بات ہے جب داؤد نماز پڑھ کے آنے کے بعد جاگنگ پر جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔۔

بلیک جاگنگ سوٹ میں وہ میں نظر لگ جانے کی حد تک پیار الگ رہا تھا۔۔

مہروش نے نماز پڑھ کر میں آیت الکرسی پڑھ کر داؤد کے قریب آتے اس پر پھونکی۔۔

تو وہ بند آنکھوں سے مسکرا دیا اور اسے اپنے بازوؤں کے حلقے میں لیا۔۔۔



"خیریت مس یہ کون سے دم درود پڑھ کر پھونکے جارہے ہیں..."

داؤد نے شریر لہجے میں پوچھا تو محض اسے گھور کر رہ گئی۔۔۔

"دم درود نہیں بلکہ آیت الکرسی پڑھ کر پھونکی ہے وہ بھی اس لئے تاکہ آپ کو کوئی چڑیل ناچپک جائے"

مہروش نے طنزیہ لہجے میں آنکھیں نچاتے کہا تو وہ کھلکھلا کر ہنس دیا۔۔۔

"پھر تو مجھے یہ بہت پہلے پڑھ لینا چاہیے تھا"

اسنے آنکھ میچتے کہا تو مہرا اسکے پیچھے بھاگی وہ ان ڈائریکٹری اسے چڑیل کہ رہا تھا۔

ایسے ہی ہنسی مذاق کرتے وہ نیچے آئے تو حسینہ کو چست بلیک جاگنگ ڈریس (جو اسکا جسم بہت نمایاں کر رہا تھا)۔۔۔

میں دیکھ مہروش کی آنکھیں پھٹنے والی ہو گئیں۔۔۔

جب کہ داؤد کو بھی ذرا سانا گوار گزرا تھا اس کا پہناوا۔۔۔۔۔

"اوہ داؤد تم نے مہروش کو بتایا نہیں کہ ہم جاگنگ کے لیے جارہے ہیں"

حسینہ نے داؤد کا ہاتھ تھامتے کہا جس پر مہرا اسے گھور کر رہے گی۔۔۔

مگر وہ پھر بھی ٹس سے مس نہ ہوئی۔۔۔

"مہر جانتی ہے میں اس وقت جاگنگ پر جاتا ہوں"

اسنے حسنہ کو بتایا۔۔۔



"تو پھر چلو موڈ فریش کر کے آتے ہیں ہاں اور مہر دیہان رہے میرے لیے صرف فریج ٹوسٹ بنانا مجھے اس کے علاوہ کچھ کھانا پسند نہیں"

وہ اسے جلا کر کہتے کب داؤد کے ساتھ چپ کی چلی گئی مہروش کو پتہ نہ چلا وہ بس پیر پٹچ کر رہ گئی۔۔۔  
چونکی تو وہ تب جب ریان اور ایان نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا جو کافی دیر سے حسینہ کا یہ کھیل ناگواری سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

اپنی ماں کو غصے میں دیکھ وہ کافی حد تک سچویشن سمجھ گئے تھے اور کافی غصے میں حسینہ سے بدلہ لینے کا سوچ چکے تھے اور یہ بدلہ حسینہ کو کتنا بھاری پڑنا تھا وہ یہ نہیں جانتی تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

گل مینے تمہاری آنکھیں اتنی سرخ کیوں ہے کیا تم روئی ہو کیا کسی نے کچھ کہا ہے زمارے تو ٹھیک ہے نہ۔۔۔  
اس کے شوہر نے لا تعداد سوال کر لئے تھے اس سے ایک منٹ میں  
"ایسی کوئی بات نہیں ہے خان کسی نے ام سے کچھ نہیں کہا آپ بے فکر رہیں"  
وہ نم آنکھوں سے مسکرا دیں یہی تو اس کا ایک واحد مضبوط سہارا تھا جو ہر خوشی اور غم میں اس کے ساتھ کھڑا رہتا تھا۔۔۔۔

"تو پھر آنکھیں بند کر کے سو جاؤ"

اس نے گل مینے کی آنکھوں پر پیار سے ہاتھ رکھ کر کہا تو وہ مسکرا دی۔۔۔

"خان امار ازمارے ٹھیک تو ہو جائے گا نہ یہ آخری سوال تھا جو اس نے سونے سے پہلے کیا تھا"

"انشاء اللہ" ہمیشہ دیا جانے والا جواب آج پھر اس کے شوہر نے دوہرایا تھا۔۔۔

"کہاں ہو تم مہروش۔۔"

میں تمہیں ڈھونڈ کیوں نہیں پارہا۔۔

تمہارے بھائی بھابی بھی مجھے کچھ تمہارے بارے میں بتانے کو تیار نہیں آخر کس سے پوچھوں تمہارا کہاں ملو گی تم مجھے اس نے دکھ سے سوچتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔۔۔

\*\*\*\*\*

جوں ہی وہ لوگ جاگنگ سے واپس آئے تھے حسینہ تیار ہونے اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔۔ جبکہ داؤد وہیں بیٹھ گیا تھا۔۔۔

مہروش ناشتہ منہ پھلائے ناشتہ لگا رہی تھی جو داؤد کو محفوظ کرنے کا باعث بن رہا تھا۔۔۔ جوہیں حسینی نیچے آنے لگی ساتھ ہی بوا آٹے کا ڈبہ لیے نیچے آرہی تھیں۔۔

جب ریان نے نیچے آتے ایان کو اشارہ کیا تھا اور وہ لڑکھڑانے کا ٹک کرتے ہوئے بوا کے ساتھ جا ٹکرایا۔۔۔ حسینہ جو نیچے پہنچ چکی تھی۔ اوپر سے آتی آٹے کی بھری بالٹی کھل کر اس کے سر پر گری اور وہ پوری آٹے میں نہا گئی۔۔۔۔

یہ سب لمحوں میں ہوا تھا۔ دو لمحوں کے لیے بالکل خاموشی چھا گئی اور پھر قہقہوں کا نارکنے والا طوفان امنڈ آیا تھا۔۔۔

جبکہ غصے اور آٹے سے بھری حسینہ بالکل آٹے سے نکلی ہوئی کوئی چوہی لگ رہی تھی۔۔۔

\*\*\*\*

سب کے قہقروں پر وہ اندر تک جل گئی تھی اور غصہ سوانیزے پر جا پہنچا تھا۔۔۔

"آآآ آکس نے کیا یہ"

وہ غصے سے چیخنی نہانے کے بعد اتنی مشکل سے اتنا وقت لگا کر وہ تیار ہوئی تھی کہ داؤد کو پیاری لگ سکے اسکی اسٹینشن  
گین کر سکے مگر یہاں تو سب الٹا ہو گیا تھا۔۔۔

ایک بار پھر جانے انجانے میں بچے مہروش کا دل خوش کر چکے تھے۔۔۔

وہ غصے سے ان بچوں کو گھورتی پیر پٹختی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی اور دروازہ دھڑام کی آواز سے بند کیا۔۔۔  
کہ وہ لوگ انگلیاں کانوں میں ڈال کر رہ گئے۔۔۔

داؤد جو بچوں کو ڈانٹنے لگا تھا مہروش انہیں لیتی فوراً کچن میں کھسک گئی۔۔۔

"مہروش مجھے ناشتہ کب ملے گا"

اتنی دیر بعد بھی جب ناشتہ نہ ملا تو داؤد تلملا کر کچن میں داخل ہوا۔۔۔

جس پر مہروش ہنہ کر کے رہ گئی۔۔۔

"مہر تم جانتی ہو نہ مجھے تمہارے ہاتھ کا ناشتہ کرنے کی عادت ہے"

داؤد نے اسے سنجیدگی سے یاد دلایا جس پر مہراں سکودیکھ کر رہ گئی لیکن کہ تو وہ سچ ہی رہا تھا۔۔۔۔  
کہہ تو وہ سچ ہی رہا تھا کیونکہ جب سے مہروش اس گھر میں آئی تھی داؤد کو اس کے ہاتھوں کے لذیذ کھانوں کی لت لگ چکی تھی جو اتنی آسانی سے تو جانے والی نہیں تھی....

اب تو بچوں اور داؤد کی پہلی ترجیح گھر کا کھانا ہوتا تھا اب تو وہ باہر سے بھی بہت کم کھاتے تھے...  
مہروش ان کی فرمائش پر روز کچھ نہ کچھ بنا کر رکھتی تھی۔۔۔

مہروش نے دو لمحے سوچا پھر اگلے ہی لمحے داؤد کے لیے پراٹھا بنانے لگی۔۔۔  
" داؤد صاحب یہ آخری بار ہے آئندہ اگر آپ نے ہم میں سے کسی کو بھی انور کیا تو بھول ہے آپ کی کہ آپ کو کبھی گھر کا ناشتہ ملے گا۔۔۔

مہروش نے داؤد کو وارن کرتے لہجے میں کہا۔۔۔  
جس پر داؤد من و عن سے سر ہلا کر رہ گیا۔۔۔  
جیسے اس سے فرما بردار اس دنیا میں کوئی نہ ہو۔۔۔

جس پر مہروش صرف سر جھٹک کر رہ گئی تھی کیونکہ داؤد اور فرماں بردار تو دونوں کا بالکل دور دور تک کوئی ناٹھ نہ تھا

۔۔۔  
"داؤد اگر آپ کو یاد ہو تو کل بچوں کی سالگرہ ہے اور میں اسے بہت اچھے طریقے سے سلبریت کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

اس لئے میں چاہتی ہوں کہ آج آفس سے جلدی آجائیں اور ہم ان کے لیے اکٹھے ہی گفٹ خریدنے جائیں۔۔۔  
"ٹھیک ہے میں جلدی آجاؤں گا" داؤد نے فوراً اس کی بات کی تصدیق کی...  
"لیکن یاد رہے ٹائم پر پہنچ جائیے گا یہ نہ ہو کہ پچھلی بار کی طرح آج بھی آپ بھول جائیں اور میں آپ کا انتظار کرتی رہ جاؤں۔۔۔"

اسنے منہ بصورتے کہا۔۔۔

بالکل میری جان میں ٹائم پر پہنچ جاؤں گا اور کچھ میری ملکہ"  
اس نے شرارت سے کہا تو مہر سر جھٹک کر رہ گئی...

اور پھر داؤد اسے خدا حافظ کہتا ہے اپنے کام کے لئے نکل گیا۔۔۔

"مہر ڈار لنگ آج کی تمہاری پلیننگ تو پوری ہونے سے رہی کیوں کہ یہ تو میں ہونے نہیں دوں گی...  
داؤد کو تو میں آج ایسا الجھاؤں گی کہ اسے گھر کی یاد تک نہیں آئے گی اور بیچاری تم اس کا انتظار کرتی رہ جاؤ گی اور اگر  
داؤد آگیا تو پھر ہمارا پلین کیسے سیکس فل ہو گا۔۔۔۔"

اسنے پریشانی کی ایکٹنگ کرتے کہا۔۔

"اب تم دیکھتی جاؤ میں تمہارے ساتھ کرتی کیا ہوں"

اس نے خود سے دل ہی دل میں عہد کرتے ہوئے کہا اور سٹمس کو کال ملائی.....

\*\*\*\*\*

تین بجے کا انتظار کرتے کرتے مہروش کو پیچھے بچ چکے تھے مگر داؤد کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔  
مہرنے اسے بار بار کال کی مگر فون انگیجڈ آرہا تھا۔ غصے سے اس کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔۔۔  
"یہ کیا سمجھتے ہیں مجھے لے کر نہیں جائیں گے تو کیا میں جانہیں سکوں گی ہر وقت یہ اس جگلی جیلی کے ساتھ رہتے ہیں  
اب بس بہت ہو چکا ہے۔ یہ آپ نے اچھا نہیں کیا داؤد"  
وہ غصے سے ادھر ادھر ٹھہلتی بڑبڑا رہی تھی۔۔۔  
وہ جلدی سے اوپر گئی کپڑے بدلے اور فوراً نیچے آتی باہر کی طرف بڑھی۔۔۔  
"چلیں بھیا مال تک جانا ہے"  
اس نے پیچھلی سیٹ پر بیٹھتے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔۔۔  
گھر کی گاڑی کسی ریپیئرنگ کے لیے گئی تھی۔  
گاڑی چلنے سے پہلے اس نے وایچ مین کو ہاتھ سے قریب بلا یا اور بولی۔۔۔  
"اپنے داؤد صاحب سے کہ دی جیے گا میں انکے بغیر کہیں بھی جاسکتی ہوں اب انکو مجھ پر کوئی احسان کرنے کی  
ضرورت نہیں اپنے کام کو ہی وقت دیں اب وہ"  
وایچ مین سے کہتے اس نے ڈرائیور کو کہتے گاڑی آگے بڑھانے کا کہا۔۔۔  
اور دیکھتے ہی دیکھتے گاڑی دھول اڑاتی چلی گئی تھی اور وایچ مین پیچھے پریشان کھڑا رہ گیا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

داؤد کو ایک دم کل کی پریزنٹیشن تیار کرتے یاد آیا کہ مہر نے اسے جلدی تین بجے آنے کا کہا تھا۔۔۔

اسنے فوراً گھڑی دیکھی جو آٹھ بجارہی تھی۔۔۔

یقیناً آج اسے پھر دیر ہو گئی تھی۔۔۔

"اففف یہ میں نے کیا کر دیا۔

اتنی دیر ہو گئی مجھے۔ مہر تو مجھے نہیں چھوڑے گی"

اسنے فوراً اپنی فائلز سمیٹتے خود کو کوسا۔۔۔

حسینہ مزے سے اسکی کار کار دگی دیکھ رہی تھی۔ کیونکہ اسکا پلین تو سکسیسفل ہو چکا تھا۔ مہر تو مال میں اب تک

بے ہوش بھی ہو چکی ہو گی اور سنس کی رات رنگین بھی ہو چکی ہو گی۔۔۔

اسنے چٹخارے لیتے سوچا۔۔۔

داؤد نے اپنا فون پکڑا جو انگیج موڈ پر لگا تھا۔۔۔

"اسے انگیجڈ موڈ پر کس نے لگایا"

وہ حیرت اور غصے سے بولا اور غیر ارادی نظر حسینہ پر جاٹھری۔۔۔

"سوری داؤد اکیچولی میٹنگ کی وجہ سے میں نے اپنا اور تمہارا فون انگیجنگ پر لگا دیا تمہیں پتہ ہے نہ یہ ڈیل ہمارے

لیے کتنی ضروری ہے"



اسنے معصوم بنتے کہا تو وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا یقیناً مہر اس سے سخت خفا ہو چکی ہوگی مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ مہر گھر ہوگی بھی کہ نہیں یا اس پر کوئی قیامت ٹوٹی ہوگی۔۔۔

\*\*\*\*\*

مہر ریان اور ایان دونوں کے لیے تحائف لے چکی تھی اور انہیں گھر پارسل کروا چکی تھی۔ صبح تک انکی ڈیلیوری ہو جاتی۔۔۔

انکے لیے کچھ سپیشل ڈگونڈ نے میں اسے بہت وقت لگا تھا۔

وہ چاہتی تھی دونوں کو اپنے اپنے تحفے بہت پسند آئیں۔۔۔

اتنی ناراضگی کے باوجود بھی وہ داؤد اور اپنے لیے کل پارٹی میں پہنے جانے والے ڈریسر لے چکی تھی۔۔۔

وہ چاہتی تھی کہ ان چاروں کا کل کا دن یادگار بن جائے۔۔۔

تھک ہار کر اس کی ہمت جواب دے چکی تھی اور اب اس کی وہ شدت پکڑ چکی تھی اس لیے اس نے کیفے ٹیریا سے ہی ڈنر کرنے کا سوچا۔۔۔

رات کے آٹھ بج چکے تھے۔ گھر سے نکلتے وقت وہ فون کو سائلینٹ پر لگاتی بیگ میں ڈال چکی تھی۔۔۔

جیسے ہی کھانا آیا اس نے فوراً کھانا شروع کیا کیونکہ رات بڑھتی جا رہی تھی اور اس کا رات دیر تک گھر سے باہر رہنا

سیف بھی نہیں تھا اور نہ ہی اتنی دیر تک باہر رکنا اسے پسند تھا۔۔۔

اس نے اپنی ڈرنک کو ابھی تک ہاتھ نہیں لگایا تھا۔۔۔

دو ٹیبل چھوڑ کر بیٹھے شخص کی نظریں اس کی ڈرنک پر ہی تھیں۔

جیسے کہ وہ بے تاب ہو کہ کب وہ اپنی ڈرنک کے گھونٹ بھرے اور اس کا منصوبہ کامیاب ہو۔۔۔۔

اور یہ اس کا انتظار بھی جلد ہی ختم ہو جب مہر نے اپنا کھانا ختم کرتے ڈرنک کو اٹھاتے اپنے لبوں سے لگایا اور تین گھونٹ بھر لئے۔۔۔

مگر ذائقہ کچھ عجیب لگنے کے باعث اس نے گلاس ٹیبل پر رکھ دیا اور مینیو میں بل رکھتی وہ جانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

لیکن جوں ہی وہ پارکنگ لاٹ میں پہنچی اسے اپنا سر سن ہوتا محسوس ہوا۔ اس نے اپنا سر جھٹکا۔۔۔  
مگر وہ پھر بھی تیزی سے اپنے قدم باہر کی طرف بڑھانے لگی جب سامنے سے آتے شمس نے تیزی سے اس کا رستہ روکا۔۔۔

"کہاں جناب آپ تو عید کا چاند ہی ہو گئی ہیں اس دن کے بعد نظر ہی نہیں آئیں کسی پارٹی میں"  
اس نے اوپر سے نیچے تک مہروش کو نہارتے ہوئے کہا۔۔۔

تو مہروش نے اسے ناگواری سے دیکھا۔۔۔

جس کی ہوس زدہ نظریں اسے سمجھنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگا تھا۔۔۔

مگر وہ مہروش تھی رحمہ نہیں جو شمس کی چکنی چپڑی باتوں میں آ جاتی۔۔۔

وہ ایسی باتیں اپنے لئے توہین سمجھتی تھی کیونکہ اس کو اپنی عزت اپنی سیلف ریسپیکٹ سب سے زیادہ عزیز تھی اور سب سے بڑھ کر وہ اپنے محرم کی وفادار تھی۔۔۔۔

"مجھے لگتا ہے باتیں کرنے کا یہ وقت مناسب نہیں پھر کبھی ملاقات ہوگی"

مہر نے اس کو ٹکسا جواب دیتے سائیڈ سے نکلنا چاہا۔۔۔

جب وہ پھر ایک مرتبہ اس کی راہ میں حائل ہوا۔۔۔۔

"مہروش آپ ایسے کیوں بات کر رہی ہیں مجھ سے میں تو آپ کا ہمدرد ہوں۔۔۔

کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ آپ کا شوہر آج کل کسی دوسری عورت کی طرف متوجہ ہے"

شمس نے اس کی ہمدردی بڑھاتے اس کے دل میں داؤد کے لیے شک پیدا کرنا چاہا۔۔۔۔

"پہلی بات تو یہ کہ مسٹر شمس مجھے اپنے شوہر کی کردار کی گواہی کسی تیسرے بندے سے نہیں چاہیے۔۔۔

کیونکہ میں خود اپنے شوہر کو اچھی طرح جانتی ہوں اور دوسری بات وہ لڑکی ہماری گیسٹ ہے اور ہمارے ہی گھر میں رکی ہوئی ہے۔۔۔۔

اس لیے اس کا باہر داؤد کے ساتھ نظر آنا ایک عام بات ہے۔۔۔۔

رہی بات لڑکیوں کے ساتھ پھرنے کی تو اس میں آپ بھی پیچھے نہیں۔۔۔۔

بلکہ آپ تو ان کے ساتھ افیئر چلاتے ہیں جن کی بریکنگ نیوز آئے دن ٹی وی پہ ہمیں دیکھنے کو مل جاتی ہے۔۔۔۔

اسنے شمس کو بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ ایسا کراراجواب دیا تھا کہ وہ تمللا کر رہ گیا۔۔۔۔

اب مہر کی آنکھیں بری طرح بند ہونے لگی تھیں اور دماغ غنودگی میں جانے لگا تھا۔ اس کے دماغ نے اسے سائرن دینا شروع کر دیا تھا کہ یہ ضرور شمس کی کوئی چال ہے۔۔۔

اس نے اس سے دھکا دیتے وہاں سے بھاگنا چاہا۔۔۔

جب شمس نے زبردستی اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنے سینے کے ساتھ لگایا۔۔۔

"چھوڑ مجھے کمینے انسان میں تمہارا خون پی جاؤں گی اگر مجھے ہاتھ بھی لگایا تو۔۔۔

میں تمہاری بیوی کی طرح کوئی پراسٹیٹیوٹ نہیں جو ہر ایک کے ساتھ منہ ماری کرتی پھرے"

مہر نے تو بمشکل جتن کرتے اس کے منہ کو ناخنوں سے نوچتے کہا جس کے چہرے پر اچھی خاصی خراشیں پڑ چکی تھیں۔۔۔

"نانا میری جان ایسے تو میں تمہیں جانے نہیں دوں گا بھلا ہاتھ آئی لکشمی کو بھی کوئی یوں خالی ہاتھ جانے دیتا ہے۔۔۔۔

پاگل ہی ہو گا وہ شخص جو اتنے اچھے موقع سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اور میں ان پاگلوں میں سے بالکل نہیں جہو ہاتھ آئی جوانی کو یوں بغیر چکھے چھوڑ دے"

شمس نے اسے بری طرح قابو کرتے کہا۔۔۔

جو نیم بے ہوشی میں بھی اس کا برا حال کرنے سے باز نہیں آرہی تھی۔۔۔

"ایسے ہی تو نہیں میں پاگل ہوا تمہارے پیچھے کچھ تو بات ہے تم میں۔۔۔

تم باقی لڑکیوں کی طرح میری جھولی میں آم کی طرح نہیں گری۔۔۔

بلکہ تم تو وہ لڑکی ہو جسے ہر شخص اپنے پہلو میں رکھنے کی چاہ کرتا ہے "

اس نے بے باکی سے اس کے چہرے پر بکھرے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑیستے کہا۔۔۔۔

کہ وہ جھٹ پٹا کر رہ گئی اس نے صرف تین گھونٹ ڈرنک کے لیے تھے۔۔۔

اس لیے ابھی وہ مکمل بے پوش نہیں ہوئی تھی ورنہ تو اب تک شمس اسے لے کر جا بھی چکا ہوتا۔۔۔۔۔

ارے ضد مت کرو میری جان ابھی تو ہم جا کر اپنی گولڈن نائٹ منائیں گے اور اس کالا ٹوٹیلی کاسٹ میں تمہارے شوہر کو ضرور بھیجوں گا۔۔۔

آخر اسے بھی تو پتہ چلے کہ تنہائی میں تم کس کے ساتھ بیچتی ہو۔۔۔۔

مہروش نے دل ہی دل میں اللہ سے اپنی عزت کی دعا کرتے اللہ کا نام لیتے شمس کے منہ پر رکھ کر اپنا سر مارا۔۔۔۔۔  
کہ وہ درد سے بلبلا تا ہوا پیچھے ہٹ کر گرا کیونکہ مہروش کے سر ٹکرا نے سے اس کی ناک سے خون کا فوارہ پھوٹ اٹھا  
تھا۔۔۔۔۔

اتنا وقت مہروش کے لئے کافی تھا کہ وہ داؤد کو کال کر سکتی۔۔۔

اس نے فٹافٹ بیگ میں سے فون نکالتے ڈائلڈ نمبرز سے داؤد کو کال کی تھی مگر اس کا فون آگے سے انگیجڈ آرہا تھا اس کو اپنی بے بسی پر سخت رونا آیا تھا۔۔۔

آخر کیوں جب بھی مہر کو داؤد کی ضرورت پڑتی تھی وہ اس کے پاس نہ ہوتا تھا۔۔۔

شمس اتنے کرارے وار کے بعد جھپٹ کراٹھا اور اسے بازو سے قید کرتے اپنے کندھے پر ڈالا۔۔۔

"بے بی ایسے تو تم میرے ہاتھ نہیں آؤ گی۔۔

زبردستی ہی کرنی پڑے گی تمہارے ساتھ۔۔ مگر افسوس تمہارے ساتھ زبردستی کرنے میں بھی وہ مزا آئے گا۔۔

جو مجھے اپنی حلال بیوی سے بھی نہیں آتا"

اس نے مہروش کی کمر پر برے طریقے سے ہاتھ پھیر کر کہا۔۔۔

جبکہ مہروش کا شمس کی اتنی غلیظ باتیں سن کر دل کیا تھا کہ وہ چلو بھر پانی میں ڈوب مرے۔۔۔

یا وہ اگلا سانس نہ لے پائے۔۔۔

"چھینا جھپٹی میں اس کا کندھے سے بازو پھٹ چکا تھا۔۔۔

بازو پر بھی بہت بری طرح خراشیں آئی تھیں۔۔۔

جبکہ گلے پر شمس کے ناخنوں کے نشان تھے۔۔۔

"کوئی ہے پلیز میری مدد کرو خدا راجھے اس شخص سے بچاؤ کوئی ہے"

مہروش نے بند ہوتی آنکھوں سے آخری دفعہ پورا زور لگا کر چلا کر کہا۔۔

کہ اسکی آواز ویرانے میں گونج اٹھی۔۔

"ہا ہا ہا ہا بے بی یہاں تو تمہارے اور میرے علاوہ کوئی نہیں آج تو ویسے بھی تمہاری پکار سن کر کوئی نہیں آنے والا۔۔

اب تو تمہاری بس چیخیں اور میرا جنون"



اسنے آنے والے وقت سے انجان لذت لیتے کہا مگر شاید رب کو مہروش پر ترس آگیا تھا۔۔۔  
تبھی وہاں سے گزرتے دو سکیورٹی گارڈ نے اس کی آواز سن لی اور فوراً اس کی طرف بڑھے۔۔۔  
"اے کہاں لے جا رہا ہے لڑکی کو چھوڑ فوراً"

انہوں نے کڑے تیوروں سے کہا۔۔۔

"آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے یہ میری بیوی ہے"

اس نے فوراً کہانی گھڑتے شاطرانہ انداز میں کہا۔۔۔

"نہیں یہ جھوٹ بول رہا ہے پلیز مجھے اس سے بچائیں اور پولیس کو کال کریں"

مہروش نے لڑکھڑاتے لہجے میں کہا۔۔۔

اس کی بات سنتے ہی انہوں نے مہروش کا ایک نظر میں تجزیہ کیا اور دوسرے ہی لمحے وہ پولیس کو کال کر رہے تھے

۔۔۔

اس نے وہاں سے بچ کر نکلنا چاہیے مگر ان دونوں نے اسے پکڑ لیا۔۔۔

مہروش کو وہ ہاسپٹل پہنچا چکے تھے جب کہ شمس کو انہوں نے پولیس کے آنے تک چھوڑا نہیں تھا۔۔۔

شمس منع کرتا رہ گیا مگر پولیس اسے پکڑ کر لے جا چکی تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

دوسری طرف جب داؤد گھر آیا تو مہروش گھر میں نہیں تھی۔۔۔



اور گارڈا سے من و عن سے پوری طرح مہروش کی بات اس تک پہنچا چکا تھا۔۔۔

جسے سن کر وہ اور پریشان ہوا اٹھا۔ اس نے مہروش کو بارہا کال کی مگر اس کا فون سائلنٹ ہونے کی وجہ سے مہروش نے نہ اٹھایا۔۔۔

رات کے گیارہ بج چکے تھے اور داؤد 9 بجے کا گھر واپس آچکا تھا اتنی دیر سے مہر کی غیر حاضری داؤد کو پریشانی میں مبتلا کر رہی تھی۔۔۔

وہ یہاں وہاں ٹہل رہا تھا مگر کوئی سرا اس کے ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔

ابھی وہ باہر جانے ہی والا تھا جب مہر سچی آنکھوں سے اپنے گرد چادر لپیٹے اندر داخل ہوئی۔۔۔

"مہر کہاں چلی گئی تھی تم میرا انتظار تو کرتی تمہیں پتہ بھی ہے کتنا پریشان ہو گیا تھا میں"

وہ غصے سے اسے ڈانٹتے ہوئے بولا جس پر مہر نے ایک نظر اس کو دیکھا اور اس کے پیچھے کھڑی حسینہ پر ایک نظر

ڈالی ....

جو اسے دیکھ کر آنکھ مارتے ہوئے اسے تمسخرانہ انداز میں دیکھ کر مسکرائی۔۔۔

"میں آپ کو جواب دینے کی پابند نہیں"

مہروش نے بھی غصے سے پٹک منہ پر داؤد کے جواب مارا تھا۔۔۔

جو اسے گھور کر رہ گیا۔۔۔

اور مہر تن فن کرتی اوپر اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گئی تھی۔۔۔

کمرے میں دروازہ بند کر کے اس نے گہری سانس لی اور فوراً چادر صوفی پر پھینکتے وہ باتھ روم میں بند ہو گئی۔۔۔  
دروازہ سے ٹیک لگا کر نیچے فرش پر بیٹھتے وہ رونے لگی تھی۔۔۔  
آخر زندگی میں اس کی کیا خطا تھی جو ہر پریشانی اس کے در پر آٹھرتی تھی اس نے اپنے آپ کو اچھی طرح مل کر شمس کا لمس اپنے بازو پر سے اتارنا چاہا۔۔۔  
ایک گھنٹے بعد جب وہ واش روم سے باہر آئی تو ایک نئے لباس میں موجود تھی داؤد باہر کھڑی اس کے آنے کا انتظار میں تھا جیسے ہی وہ باہر آئے اس کا بازو اپنی طرف کھینچتے ہی وہ اس سے گویا ہوا۔۔۔  
"مہر تم کم از کم میرا انتظار تو کر سکتی تھی نہ انتظار کیے بغیر ہی چلی گئی"  
اس کی بات پر مہر نے داؤد کو ایسی نظروں سے دیکھا کہ وہ نظریں چرا کر رہ گیا۔۔۔  
"داؤد انتظار، انتظار لفظ کے معنی کا بھی پتا ہے آپ کو۔۔۔  
کیا میں نے آپ کا انتظار نہیں کیا تھا۔۔۔  
ارے 6 بجے تک میں آپ کا انتظار کرتی رہی مگر آپ نے آنا تو کیا اپنا فون اٹھانا بھی ضروری نہ سمجھا۔۔۔  
اپنے فون کو انگیجڈ کر دیا تھا کہ میں آپ کو بار بار تنگ نہ کر سکوں۔۔۔  
اگر آپ میرے سے اتنا ہی تنگ آچکے ہیں تو آپ مجھے پہلے بتا دیتے ہیں آپ کو کبھی بھی ڈسٹرب نہ کرتی۔۔۔  
اس نے اپنے بازو سے داؤد کے ہاتھ جھٹکتے بہتی آنکھوں سے کہا اور اپنے بستر پر جا کر لیٹ گئی۔۔۔  
"مہر میری بات تو سنو"

داؤد نے التجا کی..

"نہ ہی مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے نہ ہی مجھے آپ سے کچھ سننا ہے میرا دل تو توڑ ہی چکے ہیں۔۔۔

مگر براہ کرم صبح بچوں کا دل مت توڑیے گا وقت پر آجائیے گا۔۔۔

میں تو آپ کو شاید معاف کر دوں مگر بچوں کے دل بہت نازک ہوتے ہیں اگر ٹوٹ جائیں تو جڑنے میں بہت وقت لیتے ہیں۔۔۔۔۔

اور میرے بچے تو ہے بھی حساس ان کا دل کوئی توڑے یہ مجھے ہر گز گوارا نہیں۔۔۔۔۔

یہ آخری بات تھی جو مہرنے اس سے کہیں اور دوسری طرف منہ کیے سو گئی۔۔۔

نہ ہی پھر اس نے داؤد کی کسی بات کا جواب دیا تھا۔۔۔۔۔

داؤد بھی اسے کل منانے کا سوچ کر سو گیا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اسے کل بھی نہیں منا پائے گا۔۔۔

\*\*\*\*\*

اگلے دن مہرنے گھر کو بہت خوبصورت طریقے سے سجایا تھا۔۔۔

بچے بھی ایان اور ریان کی برتھ ڈے پارٹی میں شریک ہوئے تھے۔۔۔

اور انہوں نے مل کر بہت مزا کیا لیکن پھر جب کی کاٹنے کا وقت آیا تو داؤد وہاں موجود نہیں تھا۔

وہ آج پھر کسی میٹنگ میں مصروف تھا اور اس کے ذہن سے بالکل ہی مہو ہو چکا تھا کہ اس کے بچوں کی سالگرہ ہے اور

اس میں پیش پیش ہاتھ حسینہ کا بھی تھا۔۔۔

جس نے جان بوجھ کر اس کے فون کی بیٹری لو کر دی تھی اور واپسی پر گاڑی کا ٹائر پنچر کے داؤد غلطی سے بھی گھر  
وقت پر نہ پہنچ سکے۔۔۔

بچے اس کا انتظار کرتے کرتے تھک گئے تھے مگر نہ ہی اس نے آنا تھا اور نہ ہی وہ آیا بچوں نے بے دلی سے کیک  
کاٹا۔۔۔

مہروش ان کو اس دیکھ بری طرح دکھی ہوئی تھی اور داؤد پر غصہ ایک بار پھر نئے سرے سے چڑھا تھا۔۔۔  
چلو وہ خود سے کی زیادتی تو معاف کر دیتی۔ مگر اس کے بچوں سے اگر کوئی برا کرتا تو وہ اسے بھولے سے بھی نہیں  
معاف کرتی تھی۔۔۔

رات کے دس بجے تک بھی بچے انتظار میں تھے کہ داؤد آئے گا اور ان کے لئے تحفے لائے گا۔۔۔۔  
مگر ان کا انتظار انتظار ہی رہا مہر نے انہیں سلا دیا تھا بچے بے دلی سے داؤد سے ناراض ہو کر سو گئے۔  
یہ بات انکے دل میں گر گئی تھی کہ انکے باپ کے پاس انہیں دینے کے لیے وقت نہیں۔۔۔  
مہر خود انہیں سلا کر داؤد کے انتظار میں وہی کھانے کی ٹیبل پر بیٹھی رہی۔۔۔۔  
بارہ بجے جب داؤد گھر پہنچا تو مہروش کو ڈائنگ ٹیبل پر اپنے انتظار پر پایا۔۔۔  
اسے دلی دکھ ہوا تھا کہ وہ کیوں وقت پر نہ پہنچ سکا۔۔۔

اس نے مہروش کے قریب جھکتے ہوئے سے اٹھانا چاہا جب حسینہ کے گلا کھنکھارنے پر مہروش کی آنکھ کھلی اور داؤد کو  
اپنے نزدیک وہ فوراً اٹھی۔۔۔۔

اور ٹائم دیکھا جہاں رات کے بارہ بج رہے تھے۔۔

اس نے ایک نظر کھانے کو دیکھا جو ٹھنڈا پر چڑھ چکا تھا اور ایک نظر اوپر حسینہ پر ڈالیں۔۔۔

"مہر تم فکر مت کرو ہم لیٹ ہو گئے تھے اس لیے کھانا رستے میں ہی کھا لیا۔۔۔

"پھر تو اس کھانے کا کوئی فائدہ ہی نہیں"

مہر نے ایک نظر اتنی محنت سے بنائے ہوئے اپنے کھانے پر ڈالی جو اپنی بے قدری پر رو رہا تھا۔۔

مہر کے دل میں بھامبر جل رہے تھے مگر ہونٹوں پر خاموشی کا قفل لگا تھا۔۔

مہر نے اس کا جواب سن کر بے دلی سے کھانا اٹھانا شروع کیا اور سنجیدگی سے سارا کھانا اٹھا کر فریج میں رکھ دیا۔۔۔

جیسے آئی تھی ویسے ہی چپ چاپ اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

اور جب وہ اپنے کپڑے بدل کر باہر نکلی تو داؤد معافی مانگنے کے انتظار میں کھڑا تھا۔۔

"مہر یار میرا یقین کرو میں جان بوجھ کر لیٹ نہیں ہوتا میں آنا چاہتا تھا مگر مجبوری کے تحت آنے نہیں پایا"

اس نے پیچھے سے مہر کو پیار سے کہتے اپنی باہوں میں بھرا۔۔۔۔

Dont you dare Dawood shah Dont you dare to touch me...

وہ داؤد کو صوفے پہ دھکا دیتے ہوئے چیخی نہیں بلکہ دھاڑی تھی۔۔

"ہاتھ لگانے کی کوشش بھی مت کرنا کہا تھا نا میرے بچوں کا دل مت دکھانا۔۔

صبح سے لے کر رات تک وہ تمہارے انتظار میں بیٹھے رہے تمہارا انتظار کرتے کرتے تھک گئے مگر انہیں یقین تھا تم آؤ گے۔۔۔

مگر تم نے کیا کیا تم نہیں آئے تم نے ان کے دلوں کے ساتھ کھیلا۔۔۔۔

بہت آسان ہے نہ تمہارے لئے کسی کا دل توڑ دینا۔۔۔

مہر نے آنسو صاف کرتے ایک ایک لفظ بھینچ کر کہا۔۔۔

"فار گاڈ سیک مہر میں وہاں کسی عیاشی کے لئے نہیں بلکہ کام کے لئے جاتا ہوں اتنا اور ری۔ ایکٹ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔۔

میں صبح مل کر بچوں سے ان سے معافی مانگ لوں گا۔ اس ناٹ کا بگ ڈیل"

اس کی ہڈ دھرمی پر مہروش کا دل بری طرح دکھ کیا۔۔۔

"بہت ہو گیا تھا اچھا اب مجھ سے معافی کی امید بھی مت رکھیے گا کہ روشن کہا اور اپنا دکھ اٹھاتے بچوں کے کمرے میں جا کر بند ہو گی داؤد سختی سے اپنے لب بھینچ کر رہ گیا وہ بچوں کے کمرے میں جا کر دروازہ ناک بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

اس نے سر جھٹکا اور سونے کے لئے لیٹ گیا۔۔۔

صبح جب اس نے بچوں سے بات کرنی چاہی تو وہ اسے کسی بات کا جواب دیے بغیر سکول کے لیے چلے گئے تھے۔۔۔



داؤد کو یہ بات بہت چبھی مگر وہ اپنے رویے پر نظر بھی نہیں ڈال رہا تھا جہاں ساری غلطی اسکی اپنی تھی۔۔۔  
ان کا نظر انداز کرنا داؤد کی زیرک نظروں سے مخفی نہ رہا۔۔۔ داؤد اور حسینہ کے جانے کے بعد مہروش نے ایک پختہ فیصلہ لیتے ہوئے نمبر ڈائل کیا۔۔۔

"ہیلو مجھے تمہارا ایک فیور چاہیے کیا میں تمہارے پاس رہنے آسکتی ہوں"  
اس کی بات پر مقابل نے قہقہہ لگایا۔۔۔

"آخر مجھ ناچیز کی یاد آیا ہی گئی"

\*\*\*\*\*



اس کے لہک کر کہنے پر مہروش کو ہنسی آئی تھی۔۔۔۔  
"اور ہاں میں بچوں کے ساتھ آرہی ہوں تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں"  
مہروش نے تشویش سے کہا۔۔۔  
"آؤ آؤ سوار آؤ یہ تو تم ہی بدید ہو جو مجھے بھول بیٹھی تھی ورنہ ہم تو آپ کو دل و جان سے یاد رکھتے ہیں۔۔۔  
ویسے آپس کی بات ہے شوہر سے لڑ کر آرہی ہونہ۔۔۔۔"  
رمشا کے شریر لہجے میں کہنے پر وہ کھسیا کر رہ گئی کیونکہ سچ تو یہی تھا۔۔۔  
"صحیح پہچانا اب کون نہ باقی باتیں آکر کر لی جائیں"



اسنے طنز کیا تو رمشہ دانت نکوستی رہ گئی۔۔۔

"ہاں ہاں میں بھی زرا تمہارے آنے کی تیاری کر لوں اف میں تمہارے شوہر کی پتلی حالت ہوتے دیکھنے چاہتی ہوں  
میری سادگی تو دیکھ میں کیا چستی ہوں"

اسنے ایک بار پھر مہر کی ٹانگ کھینچتے فون فٹ سے بند کیا تھا۔۔۔

کہ کہیں مہر اسے کھری کھری نہ سنا دے اور پیچھے مہر ہنس کر رہ گئی۔۔۔

اب اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ داؤد کو احساس دلا کر رہے گی کہ اس کی اور بچوں کی اہمیت داؤد کی زندگی میں کیا تھی اور  
اس کے لئے اسے داؤد سے دور جانا تھا۔۔۔

وہ بچوں کا سامان پہلے ہی پیک کر چکی تھی اور اب بچوں کا سامان گاڑی میں رکھواتی وہ بچوں کے سکول کی طرف چلی  
گئی۔۔۔

جہاں سے اس نے بچوں کو پک کرتے ڈائریکٹ رمشا کے گھر ہی جانا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

داؤد آفس میں بیٹھا اپنے کل کے رویے کے بارے میں سوچ رہا تھا....

کیا اسے مہروش پر یوں غصہ کرنا چاہیے تھا.. جبکہ غلطی اس کے خود کی تھی...

آخر وہ اپنے بیوی بچوں کی سالگرہ کیسے بھول سکتا تھا... ایک یہی پورا دن تو ہوتا تھا جو وہ اپنے بچوں کے ساتھ گزارتا

تھا اور کل اس نے وہ بھی موقع گنوا دیا تھا۔۔۔

"لیکن مہر میری کوئی بات سنے بغیر ہی مجھ پر الزام لگا رہی تھی کہ جیسے میں آفس انجوائے کرنے آتا ہوں۔  
اسے بھی تو میری سچویشن سمجھنی چاہیے کہ آج کل میرے پر آفس کے کام کا کتنا بوجھ ہے۔۔۔۔  
اس نے سر جھٹکتے ہوئے سوچا۔۔۔

اس بات سے انجان کے حسینہ اسے کام میں الجھائے رکھتی ہے۔۔۔۔  
"آج میں بھی جا کر اس سے بات نہیں کروں گا روز رات کو تو کوشش کرتا ہوں مگر میڈم کے نخرے ہی ختم نہیں  
ہوتے آج میں بھی دیکھتا ہوں یہ مجھے کیسے مناتی ہے"  
اس نے منہ بسورتے سوچا اور کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔۔  
حسینہ جو گلاس ونڈوسے اسی کو دیکھ رہی تھی دل ہی دل میں بولی۔۔۔  
"داؤد اس بار میں اپنے اور تمہارے درمیان کسی دوسرے کو نہیں آنے دوں گی۔۔۔  
تمہارے اور مہر کے درمیان اتنی دوریاں پیدا کر دوں گی کہ علیحدگی کے علاوہ کوئی چارہ نہیں بچے گا۔۔۔  
اس بار تو میرے وار سے وہ بچ چکی ہے مگر اگلے وار سے اس کا گھر توڑنے میں لمحہ نہیں لگاؤں گی۔۔۔  
اس نے شاطرانہ ہنسی ہنستے خود سے کہا۔۔۔

اس کا یہ شیطانی عمل مہر کی زندگی کو طوفانوں کی زد میں لانے والا تھا جس سے وہ بے چاری انجان تھی۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

مہر بچوں کو اسکول سے لے کر رمشہ کے گھر پہنچ چکی تھی۔۔۔ اس نے بہت اچھا استقبال کیا تھا مہر اور اس کے بچوں کا۔

بچے آتے ہی اس سے گھل مل گئے تھے۔۔۔ ریان، ایان جو خود داؤد سے ناراض تھے۔۔۔  
رمشا کے گھر آ کر خود کو ریلیکس فیل کر رہے تھے۔۔۔

بچے باہر لان میں کھیل رہے تھے جبکہ رمشا اور مہر لاؤنج میں بیٹھی کوئی سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔۔۔  
مہر نے آتے ہی ساری کہانی رمشا کے گوش گزار کر دی تھی۔۔۔

جسے وہ دلچسپی سے سن رہی تھی۔۔۔ بچوں کی کارستانی پر تو اس کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا تھا۔۔۔  
سیریلی مہر اگر میں تمہاری جگہ ہوتی تو اس چڑیل کے بال جڑ سے اکھاڑ دیتی ہیں اگر وہ میرے شوہر پر ڈورے ڈالتی۔۔۔۔

رمشانے ناک پھلا کر غصے سے کہا۔۔۔  
تو رمشایار میں اور کیا کروں وہ داؤد کی بزنس پارٹنر ہے۔۔۔

یہی تو مسئلہ ہے ورنہ تو کب کا میں اس کو ناک آؤٹ کر چکی ہوتی۔۔۔

مہر نے دانت پیستے خیالوں میں حسینہ کی گردن مروڑتے ہوئے کہا۔۔۔

"چلو اس کے بارے میں بھی کچھ سوچتے ہیں لیکن مجھے تو ابھی سے یہی سوچ کر مر رہا ہے کہ داؤد صاحب کی کیا  
حالت ہو رہی ہو گی۔۔۔۔"

اس نے تو پورا گھر سر پر اٹھالیا ہو گا اب تک۔ جب اسے پتہ چلا ہو گا کہ تم گھر نہیں ہو اور نہ ہی بچے۔۔۔  
رمشانے اپنی بتیسی کی نمائش کرتے کہا۔۔

جس پر مہر سے سر ہلا کر رہ گئی کہ تو وہ صحیح رہی تھی داؤد اب تک پورا گھر کنگال چکا ہو گا۔۔۔  
تب ہی اس نے اپنا فون سوئچ آف کر کے بیک میں ڈال دیا تھا تاکہ اس سے کوئی رابطہ نہ کر سکے۔۔۔

\*\*\*\*\*

شمس پولیس سٹیشن سے اچھی طرح مار کھا کر اب لنگڑاتے ہوئے گھر آیا تھا جب رحمہ نے اس پر طنز کے تیر  
چلائے۔۔۔

"آج کس لڑکی سے پیٹ کر آرہے ہو"

"شٹ اپ اُس نن آف یور بزنس"

شمس چنگھاڑتے ہوئے بولا اور لنگڑاتے ہوئے اپنے کمرے میں آیا۔۔۔۔

"مہر یہ تم نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا۔ اس دو ٹکے کے بزنس مین کے لئے تم نے مجھ سے پنگالیا شمس سے۔۔۔

آج کتنی قریب تھی تم میرے اور میں پھر بھی تمہیں محسوس نہ کر سکا۔۔۔

اگر وہ گارڈز آج نہ آتے تو میں تمہارے ساتھ اپنی گولڈن نائٹ سینڈ کر رہا ہوتا۔۔۔

"شٹ"

اس نے اپنا ہاتھ دیوار پر مارتے ہوئے کہا۔۔۔

"کوئی بات نہیں بہت جلد تم میرے گھر میں میرے بستر پر میرے ساتھ ہوگی اور پھر بھول کر بھی داؤد شاہ کا نام نہیں لوگی اور تمہیں یاد رہے گا تو صرف شمس۔۔۔۔"

پہلے تو صرف تم میری خواہش تھی اور اب ضد بن چکی ہو"

اس نے جنونی ہوتے ہوئے کہا.....

\*\*\*\*\*

آج پھر گھر پہنچتے پہنچتے داؤد کو گیارہ بج چکے تھے۔۔۔

گھر میں ہو کا عالم تھا۔۔۔

وہ سیدھا آتے ہی اپنے کمرے میں گھسا۔ کمرے میں بھی خاموشی کا راج دیکھ اسے سخت الجھن ہوئی شاید مہر آج پھر ناراضگی کے باعث بیچوں کے کمرے میں سو گئی تھی۔۔۔۔

ناراضگی کے باعث بچوں کے کمرے میں سو گئی تھی۔۔۔

سر جھٹکتے وہ فریش ہونے واثر وم چلا گیا۔۔۔۔۔

ٹھنڈے پانی نے اس کے اعصاب پر سکون کر دیے تھے۔۔

وہ ٹراؤزر شرٹ میں فریش سا باہر نکلا اور بستر پر نیم دراز ہو گیا۔۔۔

ایک نظر مہر کی خالی جگہ کو دیکھا اور دوسری طرف کروٹ لے کر لیٹ گیا۔

ابھی دس منٹ ہی گزرے تھے کہ وہ جھنجھلا کر دوسری طرف رخ کر گیا جہاں پر مہر لیٹا کرتی تھی۔۔۔

کچھ دیر وہ اس جگہ کو گھورتا رہا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہوا اور کمرے میں ادھر ادھر چکر لگانے لگا۔۔۔

"اس کو پتہ بھی ہے مجھے اس کے بغیر نہیں آتی وہ پھر بچوں کے کمرے میں سونے چلی گئی" اس نے غصے سے سوچا...  
"اس نے رات کو مجھ سے اتنی بد تمیزی کی اور نہ سیدھے منہ صبح مجھ سے بات کی۔۔  
اسے مجھ سے معافی مانگنی چاہیے تھی بجائے معافی مانگنے کے وہ مجھے بھاؤ دکھا رہی ہے"۔۔۔  
اسنے کڑھ کر سوچا۔۔

"میں بھی اسے منانے نہیں جاؤں گا"  
اس نے ضدی انداز میں خود کو سمجھایا۔۔  
مگر دوسرے ہی لمحے وہ بے چینی سے بچوں کے کمرے کی طرف جا رہا تھا وہ کب دور رہ سکتا تھا مہر سے۔۔۔  
"یہ کمینہ دل بھی پتا نہیں مجھ سے کیا کیا کروائے گا"  
اس نے اپنے دل کو کوستے ہوئے کہا۔۔۔  
اور دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے بچوں کا کمرہ آہستہ سے کھولا۔۔۔  
مگر اندر اندھیرے کا راج تھا۔۔۔

اسے ایک نظر مہر کو دیکھنا تھا اس لیے کمرے کی لائٹ آن کی۔۔۔۔  
مگر خالی بیڈ اور خالی کمرہ دیکھ کر اسکا اس کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔۔۔  
وہ گیسٹ روم کی طرف گیا مگر وہاں بھی خالی پڑا اسکا منہ چڑا رہا تھا۔۔۔  
"یہ سب کہاں گئے اتنی رات کو"

یہ سوچ کر ہی اسکے پسینے چھوٹ رہے تھے۔۔۔

\*\*\*\*\*

مہر بچوں کے پاس بیٹھی انکے سر پر تھپکی دیتی انہیں سلا رہی تھی۔

رمشانے اسے کہا بھی تھا کہ وہ الگ کمرے میں سو جائے مگر اسکی ایک ہی زد تھی۔۔

یہ بچے کب اسے جان سے زیادہ عزیز ہو گئے تھے۔

اسکو خود بھی پتہ نہ چلا تھا۔

اب تو انکو دیکھ کر جیتی تھی وہ۔

داؤد کی وجہ سے اسے کئی تکلیفیں ملی تھیں۔

مگر خدا کے بعد یہ واحد ذات تھی جسے اس سے کسی قسم کا لاچ نہ تھا۔ جو اسے سچ میں چاہتے تھے۔

بغیر کسی مقصد کے۔۔

انکو سلانے کے بعد مہر کی نظر اپنے بند پڑے فون پر گئی۔۔

اور مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر چھپ دکھلا گئی۔۔

اسے سوچ کر ہی مزا آ رہا تھا کہ داؤد کی کیا حالت ہو رہی تھی۔

ویسے تو وہ داؤد کو ایک شیڈیولڈ ایمیل بھیج چکی تھی تاکہ مسج کے ذریعے وہ اسے ٹریس نہ کر لے۔

"اب پتہ لگے گا آپ کو داؤد صاحب تنہائی کتنی بری چیز ہے اور انتظار کیسے جان نکالتا ہے"



اسنے ہونٹ ترچھے کر کے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔  
اور آرام سے سونے کے لیے لیٹ گئی۔ اب یقیناً اسے میٹھی نیند آنے والی تھی۔  
اتنے دنوں سے وہ داؤد کا انتظار کرتی جاگتی رہتی تھی۔ پر اب باری داؤد کی تھی۔۔۔۔۔  
نیندوں کا اڑنا کسے کہتے ہیں یہ داؤد دو گھنٹے میں اچھی طرح جان گیا تھا 😊 😊۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

داؤد کی آنکھیں رت جگے کے باعث سرخ ہو گئی تھیں۔ سب ہی ملازم قطار میں سر جھکائے کھڑے تھے اور داؤد کے  
قہر کا شکار ہو رہے تھے۔۔۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی کو بھی پتہ نہ ہو کہ بچے اور مہر کہاں ہیں۔۔۔  
اگر وہ گھر سے اتنی دیر سے غائب تھے تو آپ لوگوں نے آکر مجھے اطلاع کیوں نہیں دی۔۔۔ کس چیز کے پیسے دیتا  
ہوں میں آپ لوگوں کو"  
اس کی دھاڑ سے قطار میں کھڑے سب ملازم تھر تھر کانپ رہے تھے۔۔۔۔۔

"داؤد لیکن ان میں ان کی کیا غلطی ہے وہ خود ہی کہیں گئی ہوگی۔۔  
کیا اسے خود تمہاری پریشانی کا اندازہ نہ تھا جو تمہیں یوں بتائے بغیر چلی گئی۔۔  
حسینہ نے پوری آگ لگانے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔۔  
جسے سن کر داؤد کو اور غصہ آیا تھا۔۔۔

"وہ کب سے گھر نہیں آئی"

"بیٹا وہ بچوں کو لینے اسکول گئی تھیں اور تب سے واپس نہیں آئیں جب کہ ڈرائیور اکیلا ہی واپس آیا تھا"۔۔۔

اس کے سر دلہے میں پوچھے جانے والے سوال پر بوہڑ بڑا کر رٹو طوطے کی طرح بولیں۔۔۔۔

اور اب داؤد کی سرخ نظریں خود پر محسوس کرتے ڈرائیور کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی اور وہ کاپٹی ٹانگوں

سمیت داؤد کے سامنے آیا تھا اسے ڈر تھا کہ داؤد کوئی چیز اس کے سر میں نہ اٹھا مارے۔۔۔۔

"ایک دفعہ پوچھو نگاہر کہاں ہے"

اسکے ٹھٹھرتے دلہے میں پوچھنے پر ڈرائیور لڑکھڑاتے ہوئے کچن کی جانب بڑھا۔۔۔۔

سب حیرت سے اس کی کارکردگی دیکھ رہے تھے جبکہ داؤد بھی اچھنبے سے اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

سب کے منہ حیرت سے توتب کھلے جب ڈرائیور ہاتھوں میں ٹھنڈی لسی کا گلاس لئے داؤد کے سامنے آیا اور اسے

لسی پیش کی۔۔۔

داؤد نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔

تو وہ فر فر بولنے لگا۔۔۔

"صاحب جی میڈم نے کہا تھا کہ اگر صاحب میرا پوچھیں تو انہیں یہ لسی کا ٹھنڈا ٹھار گلاس دے دینا تاکہ ان کا پیہ

ہو ادا مغ اور سینے دونوں میں ہی ٹھنڈ پڑ جائے"۔۔۔۔۔

اس کی بات اور مہر کا پیغام سن داؤد کو اپنی نسیں پھٹتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔۔

کیا اس نے داؤد کو اتنا ہی گیا گزرا سمجھ لیا تھا کہ اسے خود بتانا بھی ضروری نہ سمجھا تھا۔۔۔  
اور بغیر بتائے ہیں کہیں چلی گئی تھی اب وہ اس کورات کے اس پہر کہاں ڈھونڈتا۔۔۔  
کتنی دفعہ تو وہ باہر کی خاک چھان چکا تھا۔۔

مگر جہاں پر بھی مہر کے ہونے کے امکانات تھے وہاں وہ نہیں ملی تھی نہ ہی بچے۔۔۔  
کیا وہ نہیں جانتی تھی کہ شہر کے حالات کیسے تھے۔۔۔

چونکا تو وہ تب جب مہر کی طرف سے اسے ایک ای میل موصول ہوئی۔۔۔  
اسنے فوراً ایمیل کھولی۔۔۔

"کیسا لگا داؤد صاحب میرا مزاق۔

آپ کو کیا لگتا ہے آپ ہی صرف لوگوں کو انتظار کی سولی میں ٹانگ سکتے ہیں،

اب یقیناً آپ جان جائیں گے کہ اپنوں کا آپ کے پاس رہنا کتنا ضروری ہے،  
اسکا اندازہ وقت کے ساتھ آپ کو زیادہ ہوگا"

داؤد کو تو ابھی سے اندازہ ہو گیا تھا کہ اسکا گزارا واقعی انکے بغیر نہیں اب پتہ نہیں وہ اسکو کتنی سزا دینا چاہتی تھی۔

وہ جو اس سے ناراض ہو کر بیٹھا تھا۔ ناراضگی تو کہیں دور جاسوئی تھی۔۔۔۔

اسکی یاد تو ابھی سے داؤد پر حملہ آور ہو رہی تھی۔۔۔

"جاؤ یہاں"

داؤد کی آواز پر سب ہی وہاں سے نود و گیارہ ہوئے تھے۔۔۔

"داؤد تم بھی سو جاؤ وہ تو پتہ نہیں کب آئے تم کیوں اپنی نیند خراب کرتے ہو"

حسینہ نے اپنی نیند سے بند ہوتی بوجھل آنکھوں سے اسکے کندھے پر سر رکھتے کہا۔۔۔

"فور گاڈ سیک حسینہ میری بیوی اور بچے لاپتہ ہیں اور تمہیں سونے کی پڑی ہے ریڈ کیولس۔ جاؤ سو جاؤ تم مجھے انہیں

ڈھونڈنے جانا ہے"

داؤد نے اپنا کندھا جھٹک کر باہر کی طرف جاتے کہا۔۔۔

حسینہ ہڑبڑا کر رہ گئی اور پیر پٹچ کر اندر سونے چلی گئی۔۔۔

اسکی طرف سے بھاڑ میں جاتے بچے اور خاص کر مہر۔۔۔۔۔

"مہر میں تمہیں ڈھونڈ لوں گا کیونکہ اب دوری ناگزیر ہے۔ میں تم سے معافی مانگ لوں گا"

اسنے سٹیئرنگ پر سر ٹکاتے کہا۔۔۔۔۔

کیا وہ ایک دوسرے کے لیے بنے بھی تھے

\*\*\*\*\*

مہر میں تنگ آگیا ہوں تم سے مجھے اور کچھ نہیں سننا بس بہت ہو گیا۔۔۔

میں پہلے ہی جانتا تھا کہ تم میرے بچوں سے پیار نہیں کرتی بلکہ پیسے کے لیے آئی ہو۔۔۔

مجھے پہلے ہی سمجھ جانا چاہیے تھا۔۔۔

داؤد نے غصے اور تاسف سے کہا۔۔۔

"داؤد یہ کہا کہ رہے ہیں آپ، جانتے طھی ہیں کتنا گھٹیا الزام لگا رہے ہیں مجھ پر آپ"

مہر چیخی تھی۔۔۔

یہاں تک کہ اسکے گلے میں خراشیں پڑ چکیں تھیں۔۔۔

"لیکن اب کچھ بھی ہو جائے میں تمہیں اس گھر میں برداشت نہیں کر سکتا مجھے اس رشتے سے چھٹکارا چاہیے۔۔۔

اسکا انداز مہر کی جان لینے کے در پر تھا۔ سانس بند ہو رہا تھا مگر وہ پھر بھی بے بسی کی تصویر بنی کھڑی تھی۔۔۔

جبکہ حسینہ پیچھے سے داؤد کے کندھے پر ہاتھ رکھتی اسکو اور بڑھکانے کے در پر تھی۔۔۔

مہر کی آنکھوں میں یہ منظر دیکھ مرچیں بھر گئی تھیں۔۔۔

"داؤد میری بات تو سنیں پلیز مجھے صفائی کا ایک موقع تو دیں"

مہر کے آنسو پر بھی وہ ظالم شخص نہ رکا تھا۔۔۔

"مہر میں تمہیں اپنے پورے ہوش و ہوا اس میں طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں...."

یہ بول اسکی جان لے گئے تھے اور وہ لڑکھڑا کر گھٹنوں کے بل نیچے گری تھی۔۔۔

کیا ملتا تھا اتنا وقت کسی اور کے ساتھ گزارنے کا۔ تنہائی پھر اسکا مقدر ٹھہری تھی۔۔۔

"I hate you dawood"

"آآآآآآآآ"

وہ زور و شور سے روتے ہوئی چیخی جب جھٹکے سے اسکی آنکھ کھلی تھی اور اسنے خود کو رمشہ کے گھر پایا تھا۔۔۔  
شکر ہے یہ ایک خواب تھا ورنہ میں تو مر ہی جاتی۔۔۔

"اوہ میرے خدایا یہ کیسا خواب تھا جو میری جان نکالنے کے در پر تھا"

اسنے سینے ہر ہاتھ رکھتے گہرے سانس بھرتے ہوئے کہا۔۔۔

وقت پر نظر گئی تو صبح کے چار بج رہے تھے۔۔۔

"یا اللہ رحم کرنا صبح کے وقت ایسا برا خواب آنا یقیناً کسی خطرے کی نشاندہی ہی"

مہر نے گھبراتے ہوئے خیریت کی دعا کی اور فوراً فجر کی نماز کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

مہراب نماز پڑھتی باہر لان میں چہل قدمی کے لیے چلے گئی اور اگلا لائحہ عمل سوچنے لگی تھی کیونکہ اب جو جنگ شروع ہونے والی تھی وہ قحط آسان نہیں تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

وہ سب دو دن سے رمشا کے گھر تھے مگر داؤد اب تک انہیں ڈھونڈ نہیں پایا تھا۔۔۔

ریان، ایان رمشہ کے بیٹے کے ساتھ لان میں ریسینگ کی پریکٹس کر رہے تھے۔۔۔

وہ خیالوں میں گم تھی جب ایان نے اسکے پلو کو کھینچتے اسے اپنی طرف متوجہ کرتے جوس کا گلاس دیا۔۔۔

"ماما جوس"

"میں صدقے میرا بچہ ماما کا اتنا خیال ہے"

مہر نے ایان کو چیئر پر بٹھا کر پسینہ اپنے دپٹے سے صاف کیا اور اسکی چھوٹی سی ناک کو شرارت سے کھینچتے پوچھا تو وہ کھلکھلا کر ہنس دیا۔۔۔

"ماما ڈیڈا بھی تک نہیں آئے نہ ہمیں ڈھونڈنے"

اسنے اداسی سے پوچھا۔۔۔

ایان ریان کی نسبت زیادہ حساس تھا جو بہت جلد تلخ رویوں کو محسوس کرتا تھا اور پھر گھنٹوں انکے بارے میں ہی سوچتا رہتا تھا۔۔۔

"ایان کیا آپ ڈیڈ کے لیے اداس ہو گئے ہو۔ میرا بیٹا گھر جانا چاہتے ہو تو آج ہی چلتے ہیں"

مہر نے فوراً اسکا اداس چہرہ دیکھتے کہا۔۔۔

وہ کہاں دیکھ سکتی تھی اپنے بچوں کو اداس۔۔۔۔

"نوماما ہم نہیں جائیں گے جب تک ڈیڈ ہمیں خد لینے نہیں آتے ہم ان سے بالکل بات نہیں کریں گے نہ ہی انکے پاس

جائیں گے"

اسنے ہتھے سے اکھڑتے کہا۔۔۔

مہر اسکے روٹھے انداز پر مسکرا کر رہ گئی۔ اسے یقین تھا کہ اسکے بچے اسپر ہی گئے ہیں۔۔۔

اسنے بے ساختہ اسکے دونوں گال چوم لیے۔



وہ ایسے ہی لاڈ آنے پر اس طرح کرتی۔۔۔  
اور اسکے اس عمل پر ہر بار کی طرح ایان کے گال سرعت سے سرخ ہوئے تھے۔۔۔  
جس پر مہر کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔ زندگی کتنی حسین تھی۔۔۔  
یہ اس نے وہاج کے بعد ان بچوں کے ساتھ رہ کر جانا تھا۔۔۔  
رات کو جب بچے سو گئے تو وہ ایک اہم فیصلہ کرتی رمشہ اور حمزہ کے کمرے کی طرف گئی۔۔۔

\*\*\*\*\*

رات کے پہرہ دروازہ ناک ہونے پر رمشہ اور حمزہ نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔  
رمشہ دروازہ کھولو۔۔۔

مہر کی آواز پر رمشہ نے فوراً دروازہ کھولا۔۔۔

"کہیں میں نے تم لوگوں کی نیند تو خراب نہیں کر دی"  
اسنے کھسیا کر پوچھا تو وہ دونوں اسے دیکھ مسکرا دیے۔۔۔

"ایسی کوئی بات نہیں آپ اندر آئیں مہر"

حمزہ بھی فوراً رات کے اس پہرہ مہر کی موجودگی پر فوراً اٹھ بیٹھا تھا۔۔۔

"حمزہ بھائی مجھے آپ سے ایک فیور چاہیے"

اس کے زرہ نے ہچکچاہٹ سے پوچھنے پر حمزہ فوراً سیدھا ہوا اور بولا۔۔۔۔

"مہر آپ میری بہن جیسی ہیں فیور نہیں بلکہ حکم کریں"

مہر اس کے بڑے پن پر مسکرا دی۔۔۔

"مجھے ان کا پتا ڈھونڈنا ہے یہ ان کا پہلا پتہ ہے مگر اب وہ یہاں نہیں رہتے۔۔۔

میں نے انہیں بہت ڈھونڈا مگر یہ مجھے نہیں ملے میں چاہتی ہوں۔۔۔

کہ آپ انہیں ڈھونڈنے میں میری مدد کریں۔۔۔

کیوں کے آپ کام بھی اسی فیلڈ میں کرتے ہیں اور ہو سکتا ہے آپ آسانی سے انہیں ڈھونڈ لیں"

وہ دونوں مہر کی بات غور سے سن رہے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ اس کے اپنے فیملی سے روابط کچھ اچھے نہ

تھے۔۔۔

"مہر کون ہیں یہ پہلے کبھی تم نے ان کا ذکر نہیں کیا کوئی بہت خاص ہے"

رمشانے دلچسپی سے پوچھا۔۔۔

"کچھ ایسا ہی سمجھ لو رمشاء

میں نہیں چاہتی کہ کچھ غلط ہو مگر میرا دل ڈرتا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ میں ان سے اپنی زندگی میں ایک بار مل

لوں"

اس نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا تو دونوں کو ہی تشویش ہوئی۔۔۔

"مہر میری جان تم جب تک یہاں رہنا چاہو رہ سکتی ہو ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو ہم بھی تو تمہارے اپنے ہی ہے نہ"

اس نے فوراً اس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کے کہا تو وہ زبردستی مسکرا دی۔۔۔

"یہ سچ ہے رمشا کے تم میری بہت مخلص دوست ہو مگر میں تمہاری ذمہ داری تو نہیں ہوں نہ۔۔۔

اور جس کی ہوں انہیں تو شاید پرواہ بھی نہیں۔۔۔

لیکن اب اگر کوئی مجھے دنیا میں اپنا لگتا ہے تو وہ یہ ہیں جن سے میرا ملنا بہت ضروری ہے"

اس نے آنکھوں میں عجیب سا تاثر لیے کہا۔۔۔

"آخر کون ہے یہ"

حمزہ نے تشویش سے پوچھا۔۔۔

"یہ وہ ہیں جب میرے اپنوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔۔۔

تو انہوں نے مجھے سنبھالا تھا یہ میرے۔۔۔۔۔"

اس کی بات پر وہ دونوں حیرت سے اسے تکتے لگے۔۔۔

"مہر"

مہر کے جواب پر وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی اور بس اتنا ہی بولی۔۔۔

وہ ان دونوں کو حیران چھوڑ کر کھڑی ہوئی۔۔۔

"مجھے امید ہے حمزہ بھائی کہ آپ اسے ڈھونڈ لیں گے۔

میری امید مت توڑیے گا۔۔۔

وہ ان دونوں کو حیران چھوڑ باہر نکل گئی تھی۔۔۔

جب کہ وہ پیچھے پریشانی میں گھرے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔۔

\*\*\*\*\*

دودن بیت چکے تھے مگر مہر کا کوئی آتا پتہ نہ تھا صبح کے پانچ بج چکے تھے اور جنید کی اچھی خاصی شامت آئی ہوئی تھی۔۔۔

"دودن ہو گئے ہیں جنید دودن مگر ابھی تک ہم مہر یا بچوں کو ڈھونڈ نہیں پائے۔ تم اتنے سست کیسے ہو سکتے ہو" وہ غصے سے چیخا۔۔۔

سرخ آنکھیں دودن سے جاگنے کی نشاندہی کر رہی تھیں۔۔۔

بکھرے بال، شرٹ کے آدھ کھلے بٹن چہرے سے شکست ٹپک رہی تھی۔ ان دونوں میں اسے مہر اور بچوں کو ڈھونڈنے کے سوا کوئی کام نہ تھا۔۔۔

حسینہ اسے یوں بچوں اور مہر کے پیچھے پاگل ہوئے دیکھ کر ٹھ کے رہ جاتی جب بھی وہ داؤد کو آرام کرنے یا اسکے ساتھ وقت گزارنے کا کہتی تو وہ کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا۔۔۔

اب بھی وہ اپنے بالوں کو مٹھی میں دبوچے ادھر ادھر ٹہلتے مہر کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔۔۔

کھانا تو شاید اسے دودن سے دیکھا بھی نہ تھا۔۔۔

"جنید کچھ کرو ورنہ تمہارا اس نوکری کا آخری دن ہو گا۔۔۔ اور تمہیں پتہ ہے جو میں کہ دوں اس سے پیچھے نہیں ہٹتا"

اسنے ایک ایک لفظ چبا کر کہتے جنید کی جان نکال دی تھی۔۔۔

"کہاں جاسکتی ہے وہ آخر، آخر کہاں اپنے گھر بھی نہیں گئی وہ نہ کسی ہوٹل ہر جگہ ڈھونڈ چکا ہوں میں اسے"

اسنے پریشانی سے گردن سہلاتے کہا۔۔۔

"سر شاید وہ اپنی ان دوست کے گھر گئی ہوں جنہوں نے پیچھلی دفعہ انہیں بچایا تھا"

جنید کے ذہن میں ایک دم رمشہ کا خیال بلنک ہوا اور اسنے ہچکچاتے ہوئے کہا۔۔۔

اور داؤد وہ تو جہاں تھا وہیں رہ گیا آخر اسنے یہ سب کیوں نہ سوچا یقیناً وہ وہیں گئی ہوگی اور یہاں اسکا تھا ہی کون۔۔۔۔

"جنید آخر تن نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا یقیناً وہ وہیں ہوگی۔ مہر دو دن بعد ہی صحیح آخر تم مجھے مل ہی گئی۔ اب میں

تمہیں خود سے کبھی ناراض ہونے نہیں دوں گا"

وہ آنکھوں میں چمک لیے جنید سے گاڑی کی چابی جھپٹتا باہر کو بھاگا۔ اسکو اتنی پھرتی سے جاتے دیکھ جنید اسکے پیچھے

لپکا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

"پلارام یہاں کیوں آئے ہیں" زمارے نے ارد گرد دیکھتے دلچسپی سے اپنی گول گول آنکھیں مٹکاتے ہوئے اپنے

باپ سے پوچھا۔۔۔

"زمارے ہم یہاں تمہارے علاج کے لئے آئے ہیں۔۔۔۔

اس لئے یہاں کوئی بھی ایسی شرارت مت کرنا جس سے تمہیں نقصان ہو"۔۔۔

اس کے باپ نے شروع میں ہی اسے تنبیہ کی تھی۔۔۔

"پلارام کوئی چھوٹا بچہ تھوڑی ہے جو شرارت کرے گا۔ اب بہت سمجھدار ہے۔ تم بے فکر ہو ام کچھ بھی نہیں کرے گا"

اس نے بڑے بوڑھوں کی طرح نصیحت کرتے ایکٹنگ کے تمام ریکارڈ توڑتے آنکھوں میں شرارت لیے کہا۔۔۔ جبکہ اس کا باپ اس کی آنکھوں میں واضح شرارت دیکھتا تاسف سے سر ہلا گیا۔۔۔

ان کی آٹھ بجے ڈاکٹر کے ساتھ اپوائنٹمنٹ تھی۔۔۔

ڈاکٹر سے کنسلٹ کرنے کے بعد وہ ہاسپٹل سے باہر آئے اور خان ادھر ادھر فارمیسی کی تلاش میں نظریں گھمانے لگا۔۔۔

قریب ہی اسے فارمیسی مل گئی تھی۔۔۔

وہ زمارے کو سکول کے باہر ایک بیچ پر بیٹھا کر فارمیسی سے دوائی لینے چلا گیا۔۔۔

مگر جاتے ہوئے بھی اسے ہدایت دینا نہ بولا تھا کہ وہاں سے اٹھ کر کہیں نہ جائے۔۔۔

اس کے جانے کے بعد زمارے سکول بول کے بچوں کو دلچسپی سے دیکھنے لگا اور ان کی کاروائی ملاحظہ کرنے لگا۔۔۔

صبح کے وقت سکول کے باہر بچوں کی بہت گہما گہمی تھی جسے وہ پر شوق نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

پاس ہی آئس کریم والے کو کھڑے دیکھ کر اس کا دل آنسکریم کے لیے مچلنے لگا۔۔۔

مگر نہ اس کے پاس پیسے تھے اور اگر پیسے ہوتے بھی تو خان اسے لینے نہ دیتا۔۔۔

کیونکہ ڈاکٹر نے سختی سے اسے آئسکریم کھانے سے منع کیا تھا۔۔۔

اور جس انداز میں وہ آئس کریم کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

پاس ہی ریان آیان جو سکول کے لیے اندر جانے لگے تھے اس کو اس طرح آئسکریم کی طرف دیکھ کر ان سے رہانہ گیا

اور وہ ایک آئسکریم لے کر اس کے پاس آئے۔۔۔

"یہ لویہ تمہارے لیے"

ریان ایک آئسکریم کو اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔۔۔

"مگر یہ تم ام کو کیوں دے رہا ہے"

اس نے ایک نظر آئسکریم اور ایک نظر ریان آیان پر ڈالتے حیرت سے اپنی گولی آنکھوں کو گھماتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"اور ویسے بھی میری مورے کہتی ہیں کہ کسی اجنبی سے لے کر نہیں کھانا چاہیے"

اس نے نخرے سے اوپر اوپر سے منع کرنا چاہا۔۔۔

مگر اس کے ہر انداز سے جھلک رہا تھا کہ وہ آئسکریم لینے کو کتنا بے تاب ہے۔۔۔۔

ایان نے آنکھیں چھوٹی کرتے اس کا نخرہ ملاحظہ کیا تھا جب کہ ریان اس کی بات باقلا کر ہنس دیا اور اسکے نرم نرم سرخ

وسفید گال کھینچ کر بولا۔۔۔

"کیونکہ چھوٹو ہمیں تم بہت پسند آئے اور ہماری ماما کہتی ہیں کہ ہمیں ہر چیز مل بانٹ کر کھانی چاہیے اور ویسے بھی اگر

تم ہمارے دوست بن جاؤ تو یہ آئسکریم آسانی سے لے سکتے ہو"



زمارے نے دوپل کو سوچا اور فوراً دوستی کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔۔۔

اب وہ انجان ہونے کے چکر میں اپنی آنسکریم تو نہیں گنوا سکتا تھا نہ۔۔۔

اس نے ان دونوں سے ہاتھ ملایا اور اس طرح ان تینوں کی دوستی کا آغاز ہوا تھا۔۔۔

تینوں ایک ایک آنس کریم لئے کھانے لگے۔۔۔

مہر جو رمشاء کی پرسنل گاڑی ڈرائیو کر کے بچوں کو سکول چھوڑنے آئی تھی۔۔۔

جب بچوں کو اسکول چھوڑ کر وہ کافی دور آگئی تو اس نے دیکھا کہ ریان اپنی واٹر باٹل گاڑی میں ہی چھوڑ گیا ہے۔۔۔

"اف یہ بچے بھی نہ"

اس نے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا اور گاڑی ریورس کرتے سپیڈ سے اسکول کی طرف بڑھا دی۔۔۔

جوں ہی وہ باہر نکلی تو اس نے اسکول کے باہر بنے بیچ پر ریان ایان کو ایک بچے کے ساتھ بیٹھے دیکھا۔۔۔

وہ حیرت سے ان کی طرف بڑھی۔۔۔

کیونکہ آج سے پہلے ریان اور ایان نے کبھی اسکول بنک نہیں کیا تھا۔۔۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں"

وہ تینوں جو بڑے مزے سے باتوں میں مگن تھے مہر کی آواز پر ہڑبڑا کر پلٹے۔۔۔

"ماما آپ یہاں"

ایان نے حیرت سے کہا....

"یہ پیارا سا بچہ کون ہے"

اس نے زمارے کی نیلی آنکھوں کو فدا ہوتی نظروں سے دیکھ کر کہا۔۔۔

ریان ایان نے اسے شروع سے لے کر آخر تک ساری کہانی سنا دی۔۔۔

جسے اس نے دلچسپی سے سنا اور لگے ہاتھوں زمارے سے بھی دوستی کر ڈالی۔۔۔

اسے اس میں کسی بہت اپنے کی تصویر دکھی تھی یہ گمان تھا یا حقیقت یہ تو بس قدرت جانتی تھی۔۔۔

ریان اور ایان کو سکول میں چھوڑنے کے بعد وہ زمارے کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ دیر اور اس کے ساتھ بیٹھتی یا اس کے ماں باپ کے بارے میں پوچھتی رمشاء کی کال نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔

"مہر کہاں ہو فوراً گھر پہنچو مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔"

حمزہ کو لگتا ہے اس کا پتہ مل چکا ہے

اور یہ سننا تھا کہ وہ حیرت سے کھڑی ہوئی لیکن وہ زمارے کو بھی اکیلی نہیں چھوڑنا چاہ رہی تھی۔۔۔

زمارے نے اس کی مشکل آسان کرتے اسے جانے کا کہا۔۔۔

"بچے کیا آپ واقعی کیلئے رہ لو گے"

اس نے پریشانی سے پوچھا جس کا باپ ابھی تک نہیں آیا تھا...

"جی آنٹی امارا پلار آتا ہی ہو گا آپ جاؤ"

زمارے کے بار بار اصرار کرنے پر وہ نہ چاہتے ہوئے بھی گاڑی میں بیٹھی اور تیزی سے گاڑی آگے بڑھادی۔۔۔  
اسے جاننے کی جلدی تھی کہ اب وہ شخص ہے کہاں جس کا خیال ہر وقت اسکے ساتھ تھا دن رات کی طرح۔۔۔  
خان جو سڑک کر اس کر کے آ رہا تھا مہروش کو اپنی آنکھوں کے سامنے گاڑی میں بیٹھا دیکھ اس کی سانسیں تھم گئی تھیں۔۔

کیا یہ واقعی اس کی وش تھی۔۔۔

جسے اس نے کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا اور ملی بھی وہ اسے اسی شہر میں۔۔۔

مہر کو تیزی سے گاڑی میں بیٹھتے دیکھ وہ ہوش میں آتا اس کے پیچھے لپکا تھا۔۔۔

"وش وش رکو میری بات سنو وش خدار رک جاؤ"

وہ گاڑی کے پیچھے بھاگتے ہوئے چلا رہا تھا اور آخر ایک ٹھوکر لگتے ہی وہ منہ کے بل نیچے گرا تھا۔۔۔

"وش زندہ ہے میری وش زندہ ہے"

اسنے اسکے دور ہونے کا غم جھٹکتے خوش ہوتے سوچا۔۔۔

وہ جانتا تھا اس کے بھائی بھابھی جھوٹ بول رہے ہیں کہ وہ دوسری شادی کے بعد مر چکی ہے....

"اب میں تمہیں ڈھونڈ لوں گا وش اس نے اپنے کپڑوں سے مٹی جھاڑتے ہوئے کھڑے ہوتے ایک عظم سے کہا

تھا"

\*\*\*\*\*

مہر افرا تفری میں گھر پہنچی تھی یہاں تک کہ گاڑی سے نکل کر رمشاء کے گھر تک آتے اس کا سانس بری طرح پھول چکا تھا۔۔۔

اسے جاننے کی جلدی تھی کہ وہ شخص کہاں ہیں اب۔۔۔ کس حال میں ہیں۔۔۔ جس کے ساتھ اس کا رابطہ کی پہلے ختم ہو چکا تھا۔۔۔

کیا وہ اس کو بھول چکا تھا یا اب بھی وہ اسے یاد تھی اب تک تو وہ کسی سے شادی بھی کر چکا ہو گا۔۔۔  
"مہر آرام سے"

اس کو یوں تیری سے بھاگ کر آتا دیکھ رمشاء نے فوراً کہا کہ کہیں وہ گرنہ جائے۔۔۔  
"بتاؤ رمشاء کیسا ہے وہ کہاں ہے وہ۔۔۔"

کیا حمزہ کو اس کا پتہ ملا۔۔۔ اس کے حواس تو اس کا ساتھ ہی نہیں دے رہے تھے۔۔۔  
"مہر بیٹھ جاؤ آرام سے میں تمہیں سب بتاتی ہوں"۔۔۔

رمشاء شروع سے لے کر آخر تک مہر کو سب بتاتی چلی گئی اور وہ ساکت بیٹھی سب کچھ سن رہی تھی۔۔۔

تو آخر اس کا پتا مہر کو مل ہی گیا تھا۔۔۔

کیا اب وقت آ گیا تھا دوبارہ ملنے کا۔۔۔

\*\*\*\*\*

خان اپنے کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا اور زمارے کے پاس گیا۔۔۔

جو اسے پریشانی سے دیکھ رہا تھا۔۔

"پلار تم ٹھیک ہے تم اس کے پیچھے کیوں بھاگا"

اس نے اپنی ننھی پیشانی پر سلوٹیں لاتے پوچھا۔۔۔

"مجھے چھوڑو تم بتاؤ تم اس کے ساتھ کیا کر رہے تھے"

اسے جاننے کی جلدی تھی کہ وش زمارے سے کیا کہہ رہی تھی۔۔۔

"کچھ بھی تو نہیں وہ بس یہ پوچھ رہا تھا کہ تم کب آئے گا اور تم ام کو اکیلا چھوڑ کر کیوں چلا گیا"

"ہم وش تم ابھی تک نہیں بدلی۔۔"

وہ نہیں جانتا تھا کہ اب وہ مہر سے مل پائے گا یا نہیں۔۔۔

لیکن اتنا تو وہ جان گیا تھا کہ مہر کس شہر میں ہے۔ اب اسے مہر کو ڈھونڈنے میں مشکل نہیں ہونی تھی۔۔۔

زمارے کی صحت کا خیال کرتے وہ اسے لئے واپس چلا گیا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

رمشاء اور مہر لان میں ٹہلتے ہوئے باتیں کر رہی تھیں۔۔۔

"ویسے حیرت کی بات ہے کہ مہر داؤد تم سے محبت کے دم بھرتا ہے اور اب تک وہ تمہیں ڈھونڈ نہیں پایا یہ کیسی

محبت ہے اس کی"

ر مشاء غصے سے بولی۔۔۔

" صحیح کہا آپ نے ر مشا لیکن میرا کہنا یہ ہے کہ جب انسان محبت میں پڑ جائے تو محبت اس کے حواس گم کر دیتی ہے۔۔۔۔ اور یہی سب کچھ میرے ساتھ ہوا۔۔۔

یہاں تک کہ میں اسے ہر جگہ تلاش کرتا رہا مگر مجھے یہاں کا خیال ہی نہیں آیا۔۔۔

مہر کی گمشدگی نے میرے دل و دماغ دونوں بند کر دیے تھے اس سے دور جانے کے بعد مجھے پتا چلا تھا کہ وہ میرا دل اپنے ساتھ لے گئی ہے "

اس سے پہلے کہ مہر ر مشاء کو جواب دیتی گیٹ سے اندر داخل ہوتا ہوا داؤد۔۔۔۔۔  
ر مشائی اور مہر سے اکٹھے مخاطب ہوا۔۔۔

اس کے تیزی سے بڑھتے قدم مہر کی طرف بڑھ رہے تھے اور وہ ر مشاء کا لحاظ کئے بغیر مہر کو سینے سے لگا چکا تھا اور کافی دیر اس نے مہر کو سینے میں بھیچے رکھا۔۔۔

جیسے پتہ نہیں کون سی قیمتی چیز اسے کافی دیر بعد ملی ہو جیسے کسی قیمتی چیز کے چھن جانے کا ڈر ہو۔۔۔۔۔  
مہر اور ر مشاء دونوں ہی حیرت سے داؤد کو تک رہی تھیں۔۔۔

جو مہر کو سینے میں چھپائے دنیا جہاں بھلائے کھڑا تھا۔۔۔

اسکی اتنی شدت پر مہر کی سسکی نکلی تھی۔۔۔

"سسس"

اس کی یہاں موجودگی کا گمان ان دونوں میں سے ہی کسی نے نہیں کیا تھا۔۔۔  
"داؤد"

مہر نے داؤد سے خود کو چھڑانے کی کوشش کی۔۔۔ رمشاء کے سامنے اتنی بے باکی پر اس کے کان تک سرخ پڑ چکے تھے۔۔۔

رمشا ان دونوں کو قریب دیکھتی شرم سے خود ہی وہاں سے چائے لینے کے لیے کھسک چکی تھی۔۔۔  
"توبہ توبہ یہ داؤد کتنا ٹھہر کی بندہ ہے" رمشہ نے اندر آتے شرم سے دونوں کانوں کو ہاتھ لگاتے کہا۔۔۔  
مہر نے خود کو لاکھ داؤد کی مضبوط گرفت سے آزاد کرانا چاہا۔۔۔

مگر نہیں کرا پائی۔۔۔ بلکہ داؤد  
اس کی زلفوں میں گہری سانسیں بھرنے لگا۔۔۔

کتنی دیر بعد اسے یہ خوشبو نصیب ہوئی تھی۔۔۔ جسے پا کر آج وہ اپنے آپ کو خوش قسمت تصور کر رہا تھا۔۔۔  
"ششش کچھ دیر ایسے ہی رہو مجھے خود کو محسوس تو کرنے دو تم جانتی ہو کتنا ڈر گیا تھا میں کہ اب تمہیں نہیں دیکھ پاؤں گا۔۔۔"

جان نکال کے رکھ دی تھی تم نے میری آئندہ کہیں اگر مجھ سے پوچھے بغیر گئی اس طرح تو مجھ سے برا کوئی بھی نہیں ہوگا۔۔۔

داؤد نے مہر کو اپنے سامنے کرتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مضبوط لہجے میں کہا۔۔۔



اور شدت سے اس کے لبوں پر جھکا۔۔۔

یہاں تک مہر کا دم گٹھنے لگا اور وہ اس کے سینے پر مکے برسائے لگی۔۔۔

یہ اس کا اپنا گھر تھوڑی تھا جہاں وہ کھلم کھلا عاشقی موشوقی کر رہا تھا۔۔۔

کافی دیر بعد جب داؤد نے مہر کی جان بخشی کی تو وہ گہرے سانس بھرتی ہوئی۔۔۔

زور سے اس کے پہلو میں کوہنی رسید کر کے رہ گئی۔۔۔

"شرم کریں آپ اپنے گھر نہیں ہیں"

اس نے شرم سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ داؤد کو گرکھتے رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

جس پر وہ اپنی گردن سہلا کر رہ گیا۔۔۔

"تو اس کا مطلب گھر جا کر اجازت ہے"

اس نے شریں لہجے میں پوچھا تو وہ اسے تیز نگاہوں سے گھور کر رہ گئی۔۔۔

"سالی صاحبہ اب چائے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ میں اپنی زوجہ کو آج قید کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔۔۔

امید ہے آج تھوڑی دیر کے لئے آپ میرے بچوں کو سنبھال لیں گی"

یہ کہتے ہی داؤد مہر کو اپنی باہوں میں اٹھاتا باہر کی طرف چل دیا۔۔۔

پیچھے سے رشاء بس سر ہلا کر رہ گئی۔۔۔

اور سوچنے لگی کہ ایسے لوگ کہاں سے آتے ہیں دنیا میں۔۔۔

داؤد یقیناً ایک شریف بندہ نہیں ہو سکتا اسنے سر جھٹکتے سوچا اور اندر بڑھ گئی۔۔۔  
جو بھی تھا وہ مہر کے لیے خوش تھی کہ داؤد کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔۔۔

\*\*\*\*\*

جیسے ہی داؤد نے مہر کو گاڑی میں لا کر پٹخا تو وہ خونخار بلی کی طرح اس پر جھپٹی کہ وہ ارے ارے کرتا رہ گیا۔۔۔  
"ارے میری جان ابھی تو رات باقی ہے ابھی تو بات باقی ہے۔ گھر چل کر حساب بے باک کرتے ہیں"  
اسنے مہر کو آنکھ مارتے کہا تو وہ شرم و غصے سے صرف "ہنہ"  
کر کے رہ گئی۔ داؤد اور اسکی سو کالڈر و مینٹک باتیں۔۔۔  
"مزاق کے علاوہ مہر میں تم سے معافی چاہتا ہوں جو اتنے دن تمہیں نظر انداز کیا میں مانتا ہوں میری غلطی تھی۔ جسکا مجھے برابر احساس ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا۔۔۔  
مہر نے فوراً اس کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر مذاق کا شبہ تک نہ تھا وہ بھرپور سنجیدگی سے سامنے دیکھتا مہر سے مخاطب تھا۔۔۔

"داؤد آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہے میرے لئے یہی کافی ہے لیکن میں آپ سے ایک بات کہنا چاہوں گی۔۔۔  
کہ اگر آپ آج اپنی اولاد کو وقت نہیں دیں گے تو کل کو وہ بھی آپ کو وقت نہیں دیں گے"۔۔۔  
مہر لیکن میں کس کے لئے کماتا ہوں ان کے لیے ہی تو کماتا ہوں تاکہ ان کی ہر خواہش پوری کر سکوں"۔۔۔  
اس نے مہر کو اپنا پوائنٹ آف ویو سمجھانا چاہا جس پر مہر سر ہلا کر رہ گئی اور بولی۔۔۔

"داود بات پیسوں ہی کی تو نہیں ہے یہ تو آج ہیں کل نہیں۔۔۔۔۔"

بات تو ساری وقت کی ہے جو ایک بار چلا جائے تو واپس نہیں آتا۔۔۔

جب بچے بڑے ہو جائیں گے اور اپنا کمائیں گے تو کل کو ان کے پاس بھی جواز ہو گا کہ وہ ہمیں اس لیے وقت نہیں دیتے کیونکہ ہمارے لئے کامار ہے ہیں۔۔۔

تو کیوں نہ ہم انہیں سرمائے کے طور پر وقت دیں جو وہ کبھی نہ بھلا سکیں اور آگے چل کر ہمیں بھی وقت دیں جسکی سب سے زیادہ ضرورت ہمیں تب ہوگی جب ہماری عمر ہو جائے گی۔۔۔

بمشکل ہی سہی مگر داؤد اس کی بات سمجھ چکا تھا بات مشکل سہی مگر گہری تھی۔۔۔

"ٹھیک ہے اب میں تم دونوں کو وقت دیا کروں گا تاکہ تم لوگ مجھ سے بدگمان مت ہوں"

اس نے مہروش کو اپنی بانہوں کے گھیرے میں لیتے ہوئے کہا۔۔۔

جس پر مہروش بھڑک کر رہ گئی۔۔۔

"زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے جو وقت آپ حسینہ کے ساتھ باہر گزارتے ہیں اس کو میں بھولی نہیں

ہوں"

اس نے آنکھیں نچاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

تو داؤد گہری سانس بھر کر اسے اپنی صفائیاں پیش کرنے لگا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

مہر اور داؤد جب گھر پہنچے تو گھر مکمل تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔

مہر اتنی صبح پورے گھر کو تاریکی میں ڈوبا دیکھ حیران پریشان سی داؤد سے استفسار کرنے لگی۔۔۔

"داؤد صبح کے وقت میں اتنا اندھیرا کیوں ہے اور کھڑکیاں بھی بند ہیں"

"کیونکہ میں جانتا ہوں میری قربت اور میرے گستاخیاں یقیناً تمہیں چہرہ چھپانے پر مجبور کر دیں گی اور تب یہی

اندھیرا تمہارے کام آئے گا"

داؤد کی نرم گرم سی بے باک معنی خیز سرگوشی پر مہر کے اوسان خطا ہوئے تھے۔۔۔

جب کہ کمر کے گرد سرکتی ہوئی انگلیوں نے اس کی جان نکال کر رکھ دی تھی۔۔۔

"داؤد"

اس کے منہ سے داؤد کا نام بکھر کر نکلا تھا کیوں کہ اس کی بے باک گستاخیوں سے اس کی زبان تالو سے جا چکی

تھی۔۔۔

"شششش آج بس محسوس کرو مجھے اور اپنے ان حسین لمحات کو"۔۔۔

وہ اسے بانہوں میں بھر کر سیڑھیاں چڑھنے لگا اور اپنے کمرے کی طرف گیا۔۔۔

جہاں وہ پہلے ہی جنید سے ساری تیاریاں کروا چکا تھا۔۔۔

کمرے میں پہنچتے ہی انہیں سرخ گلابوں کی مہک اپنے اندر بستی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

جبکہ مہر کمرے کو اتنی خوبصورت طریقے سے سجاد دیکھ اندر تک سرشار ہو گئی۔۔۔

مگر داؤد کے خطرناک ارادے اس کی جان لینے کے درپے تھے۔۔۔  
داؤد نے اسے نیچے اتارا اور خوبصورت لال رنگ کا ہارٹ شپ باکس دیا۔۔۔  
جس میں چمچماتا ہوا نائٹ ڈریس اپنی مثال آپ پیش کر رہا تھا۔۔۔  
داؤد کا تو نہیں پتہ کیونکہ اس میں تو شاید شرم ہی ناپید تھی۔۔۔  
لیکن مہر کی گردن کانناک سب کچھ سرخ پڑ چکا تھا۔۔۔  
اب تو بس بے ہوش ہونے کی کسر باقی تھی۔۔۔  
داؤد کے زبردستی کرنے پر وہ واش روم میں جا کر ڈریس چینج تو کر چکی تھی۔۔۔  
مگر اب اسے داؤد کے سامنے جاتے ہوئے شرم آرہی تھی۔۔۔  
"مہر تم باہر آرہی ہو یا پھر میں اندر آؤں"  
اس کے وارننگ دیتے انداز پر مہر کو صاف پتہ چل گیا تھا کہ اب اس کی خیر نہیں۔۔۔  
اس نے کانپتے ہاتھوں سے لاک کھولا اور باہر کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔  
داؤد منہ پیچھے کیے کھڑا تھا۔۔۔  
اس کے آنے پر وہ اس کی طرف پلٹا تو سانس جیسے سینے میں اٹک چکا تھا۔۔۔  
"کیا کوئی اتنا پیارا بھی لگ سکتا ہے"  
اس نے ایک پل کو سوچا اور دوسرے ہی لمحے وہ اسے اپنے قریب کر چکا تھا۔۔۔

آج مہر کے لاکھ نہ چاہنے کے باوجود بھی داؤد نے اپنی من مانیاں کی تھیں اور اسے شرم سے اپنے سینے میں چھپنے کی جگہ بھی نہیں دی تھی۔۔۔

آج داؤد مہر کو اپنے سنگ ایک نئی دنیا میں لے گیا تھا۔۔۔

جہاں وہ دونوں بہت خوش تھے غموں سے انجان خوشی میں مستی اور اٹکیلیاں کرتے وہ آنے والی آزمائش سے بے خبر تھے۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

حسینہ رات دیر سے گھر آئی تھی لیکن جوں ہی اسے خبر ملی کہ داؤد مہر کے ساتھ آچکا ہے۔۔۔۔۔

اور صبح سے اپنے کمرے میں ہی بند ہے تب سے وہ جلتے انگاروں پر لوٹ رہی تھی۔۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ مہر کو ختم کر کے رکھ دیتی۔۔۔

اب بھی وہ کمرے میں جلے پیر کی بلی کی طرح پھرتی شمس کو کال ملا رہی تھی اور اس پر اپنا غصہ نکال رہی تھی۔۔۔

"نہایت کم ظرف اور ناکام شخص نکلے تو شمس ایک چھٹانک بھر کی لڑکی کو نا اپنے قابو میں کر سکے کیا فائدہ تمہارے

اتنے بڑے بزنس مین ہونے کا۔۔۔

اب مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں رہی اب جو کرنا ہے وہ میں خود کروں گی۔۔۔

تم تو اس دن کچھ نہیں کر پائے نامرد مگر اب میں مہر کا قصہ تمام کر کے رہوں گی۔۔۔

اس نے شمس پر چلاتے فون کاٹ کر بیڈ پر پھینکتے ہوئے کہا۔۔۔



اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے بال نوچنے لگی مہر اور داؤد کو ساتھ تصور کرتے وہ ہوش کھو بیٹھی تھی۔۔۔۔۔  
"سچ سچ بہت برا ہوا تمہارے ساتھ۔۔۔"

مگر تم نے یہ کیوں نہیں سوچا کہ جو برا کرتا ہے اس کے ساتھ برا ہی ہوتا ہے۔۔۔  
مجھے پہلے ہی سمجھ جانا چاہیے تھا کہ ان سب کے پیچھے تم ہو مگر میں ہی نہ جان پائی۔۔۔  
مہر کی آواز پر اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا جو دروازے میں نائٹی پہنے کھڑی تھی۔۔۔  
اس کو دیکھ کر حسینہ کا دل جل کر اور کوئلہ ہوا تھا۔۔۔

"سچ سچ بتاؤ کیا مقصد ہے تمہارا اور تم شمس کے ساتھ کیوں ملی ہوئی ہو اور کب سے اس سازش میں شریک ہو۔۔۔۔۔  
مہر نے اس کا گلا دبوچ کر اسے دیوار سے لگاتے کہا۔۔۔  
جس پر وہ اسے تمسخرانہ انداز میں دیکھتی ہوئی ہنس دی۔۔۔"

جہاں تک اپنے شوہر کو بچا سکتی ہو بچا لو کیوں کہ بہت جلد تم دونوں الگ ہونے والے ہو۔۔۔۔۔  
اور تم دونوں کے بیچ کا کٹنا میں یعنی حسینہ ہوں گی۔۔۔۔۔ جس سے کوئی چاہے بھی تو نہیں نکال سکتا۔۔۔

"ہمت ہے تو لگا لو سوراخ کے میری سازش کا مقصد کیا ہے۔۔۔۔۔  
حسینہ نے اس کے ہاتھ جھٹکتے اسے چڑاتی ہوئی مسکراہٹ سے کہا۔۔۔  
تو مہر اسے خونخوار نظروں سے گھورتی ہوئی واپس نکلتی چلی گئی۔۔۔  
اس کے ذہن میں بس یہی گردش کر رہا تھا کہ آخر حسینہ کا مقصد کیا ہے۔۔۔"



\*\*\*\*\*

"اب وقت آگیا ہے ان تصویروں کا داؤد تک پہنچنے کا"

شمس نے اپنے اور مہر کی قریب ترین تصویروں کو دیکھتے ہوئے شاطر مسکراہٹ سے کہا۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ داؤد دیکھی ہوئی باتوں پر یقین کرتا ہے۔۔۔ کانوں سنی باتوں کے بجائے اور یہ ثبوت اسے مہر سے بدگمان کرنے کے لیے کافی تھے۔۔۔

"اب مہر تمہیں میرا ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔۔۔"

داؤد کو چھوڑنے کے علاوہ تمہارے پاس کوئی راستہ نہیں بچے گا"

"lllll"

کمرے میں صرف وہ تھا اور اس کے بے ہنگم دل دہلا دینے والے مکر و قہقے۔۔۔

\*\*\*\*\*

آخر کار آج وہ دن آہی گیا تھا جب وہ لوگ آمنے سامنے آنے والے تھے۔۔۔

آج ریان ایان کا سپورٹس ڈے تھا اور ان دونوں نے ہی پارٹیسپیٹ کیا تھا۔۔

ایان نے ریسنگ کمپٹیشن میں حصہ لیا تھا۔۔۔

جب کہ ریان نے کسی اور گیم میں پارٹیسپیٹ کیا تھا تا کہ اگر ان میں سے ایک بھی جیت جائے تو دوسرا اس کو بھرپور

طریقے سے اپریشیٹ کر سکے۔۔۔

مہر باہر سے جتنی مضبوط دکھ رہی تھی۔۔

اندر سے اس کا دل اتنا ہی ڈر رہا تھا بظاہر تو وہ اپنے دونوں بچوں کو ہمت دے رہی تھی۔۔ مگر اندر سے اس کا دل سہم رہا تھا۔۔

جیسے آج پھر کچھ برا ہونے والا ہو۔۔

ان سب نے داؤد کو نہیں بتایا تھا کہ ایان کا پاؤں ٹھیک ہو چکا ہے۔۔

وہ آج ٹرافی جیت کر ہی اسے سرپرائز کرنے کا ارادہ کرتے تھے۔۔

مگر یہ سرپرائز انہیں کتنا بھاری پڑنے والا ہے اس سے وہ سب انجان تھے۔۔

\*\*\*\*\*

اب وقت آگیا ہے مہر آمنے سامنے آنے کا"

رحمہ نے تیار ہوتے ہوئے سوچا۔۔۔

"تم نہیں جانتی آج تم کن کن چیزوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گی۔

رحمہ سے تو مجھے کوئی امید نہیں وہ تو خود مجھے دھوکا دے کر داؤد کے سپنے دیکھنے لگی ہے۔۔۔

اور رہی بات میری تو شاید تم بھول گئی ہو کہ میں کیسی ناگن ہوں۔

خاندان تو کیا اولاد تک کو نہیں چھوڑتی"

اسنے شاطرانہ ہنسی ہنستے ہوئے اپنی تیاری پر ایک نظر ڈالی۔۔

آج وہ مہر کی تباہ ہوتی زندگی اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔

"سچ سچ مہر تمہیں برباد ہونے سے اب کوئی نہیں بچا سکتا کیوں آج تمہاری بربادی کے پیچھے تمہارا اپنا پیار ہو گا"۔۔۔۔

کالے بادلوں نے آسمان پر بسیرہ کر لیا تھا۔۔۔

ان دیکھے کئی طوفان اکٹھے ہی مہر کے آشیانے کی جانب بڑھ رہے تھے اسکو تباہ کرنے۔

اس بات سے انجان کے اسکی زندگی کن طوفانوں کی زد میں آنے والی ہے۔۔۔۔

آگ پر سے دھونیں کے مرغولے اٹھ رہے تھے۔۔۔  
آگ چاروں سو پھیل چکی تھی۔۔۔ دھونیں کے باعث سانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔۔۔  
جبکہ مہر کسی بھی چیز کی پرواہ کیے بغیر آگ کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔  
اس کی آنکھوں میں کچھ کھودینے کا خوف تھا۔۔۔

"وش"

اس کی پکار پر ایک دفعہ مہروش نے پیچھے پلٹ کر دیکھا اور وہ بے بسی سے مسکرا کر واپس آگ کی جانب چل دی۔۔۔  
جو اسے لپیٹ میں لے لینے کے در پر تھی۔۔۔  
پیچھے خان بیچارہ اس کو آوازیں دیتا رہ گیا۔۔۔  
مگر مہروش نے اس کی ایک نہ سنی۔۔۔  
ایسا لگتا تھا جیسے آگ کے اس پر اس کی دنیا بسی ہے۔۔۔  
جسے وہ کسی قیمت پر بھی کھونا نہیں چاہتی تھی۔ تبھی اسکی ایک نہ سنی۔۔۔  
خان بے بس تھا وہ بس چیخ اور چلا رہا تھا۔۔۔  
کیونکہ وہ اس کے پاس نہیں جاسکتا تھا۔۔۔  
ایک اندیکھی طاقت نے اسے روک رکھا تھا۔۔۔  
"وش، مہروش نہیں وہاں مت جاؤ ششششش"  
اور وہ پکارتا پکارتا ایک دم نیند سے اٹھ بیٹھا۔۔۔  
"خان کیا ہوا آپ کو آپ ٹھیک تو ہیں نہ"  
گل بی نے خان کے چیخنے پر فوراً بھاگ کر اندر آئی تھی اور اسے وش وش پکارتے دیکھ پریشانی سے پوچھنے لگی۔۔۔  
"گل میں نے ابھی مہروش کو آگ کی طرف جاتے دیکھا اور میں اسے بچا بھی نہ سکا۔۔۔  
وہ ضرور کسی مصیبت میں ہے۔۔۔"

میں کیا کروں میں اس تک نہیں پہنچ پارہا ہوں۔۔۔  
وہ بے بسی سے بولا۔۔۔

اپنے خان کو یوں پریشان دیکھ گل مینے بھی پریشان ہوا اٹھی تھی۔۔۔  
"خان آپ فکر مت کریں مہروش جہاں بھی ہوگی یقیناً ٹھیک ہوگی۔۔۔  
آپ بس اس کے لیے دعا کریں کہ وہ جہاں بھی رہے اللہ کی امان میں رہے"۔۔۔  
گل مینے نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسے دلا سہ دیا۔۔۔  
خان کچھ پل گم سم سا اسے دیکھتا رہا اور پھر اس کی بات کا مطلب سمجھ وہ فوراً اٹھا اور اللہ کے حضور جھک گیا۔۔۔  
نماز پڑھنے کے فوراً بعد اس نے مہروش کے لئے دعا کی تھی۔۔۔  
کہ وہ جہاں بھی رہے ٹھیک رہے۔۔۔  
اور ہر آنے والی مصیبت اور آفات سے بچی رہے۔۔۔  
مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اب تک وہ اس مشکل میں پھنس چکی ہے جس سے نکلنا ممکن تھا۔۔۔  
خان سب حالات سے انجان اس سے ملنے کی دعا کر رہا تھا۔۔۔  
جسے قدرت خود اس کے درپر لانے والی تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

آج اسکول میں کافی گہما گہمی تھی...

سپورٹس ڈے کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔۔۔  
بچے اپنے والدین کے ساتھ گراؤنڈ میں موجود تھے۔۔۔  
جہاں والدین اپنے بچوں کی پشت پناہی کرتے نظر آرہے تھے۔۔۔  
کچھ بچے ریس کے لیے میدان میں آچکے تھے۔۔۔  
وہیں مہریان ایان کو حوصلہ دے رہی تھی۔۔۔  
"بچا جیت ضروری نہیں۔۔۔ ضروری ہے کہ آپ حصہ لو اور کچھ سیکھو۔۔۔ اگر کبھی آپ کو لگے کہ آپ نہیں کر  
سکتے تو دل میں اللہ کو مدد کے لیے پکارنا وہ آپ کی مدد ضرور کرے گا۔۔۔"  
مہر نے اپنے دونوں بچوں کو باری باری سمجھاتے ہوئے کہا۔۔۔  
جو اس کی بات سن کر سیانوں کی طرح سر ہلارہے تھے۔۔۔  
"جی ماما ہم سمجھ گئے لیکن آپ فکر مت کریں ہم ضرور جیت کر آئیں گے"  
ریان نے ایان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا تو اس نے بھی ریان کی بات پر ہامی بھرتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔  
"چچ چچ تم لوگوں کی بھی خوش فہمیوں کے کیا کہنے ہیں۔۔۔"  
رحمہ کی طنزیہ آواز پر وہ بے ساختہ پیچھے پلٹنے پر مجبور ہوئے تھے۔۔۔  
ریان اور ایان اپنی ننھی سی مٹھیاں بھینچے اسے غصے کے ساتھ کھا جانے والی نظروں سے گھور رہے تھے۔۔۔  
جوان کی ماں سے بد تمیزی سے مخاطب تھی۔۔۔

"تم سے مطلب"

اس کو دیکھتے ہی یکایک مہر کی آنکھوں میں سرد مہری امنڈ آئی تھی۔۔۔

"او آئی سی بہت غرور نہیں آگیا تم میں مگر کوئی بات نہیں۔۔

آج تمہیں تمہاری اوقات واضح ہو جائے گی۔۔

جب تمہارے بچے تمہیں پورے گراؤنڈ میں شرمندہ کروائیں گے۔۔۔

رحمہ نے ریان ایان کو حقارت سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

جس پر مہر دو قدم اس کے قریب بڑھی تھی۔۔۔

اسے یوں خطرناک تیوروں سے اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر وہ بے ساختہ پیچھے کو کھسکی تھی۔۔۔

اسے پچھلی بار کا واقعہ اچھی طرح یاد تھا جو بھلائے نہیں بھولتا تھا۔۔۔

"رحمہ پوچھنا یہ تھا کہ اب تمہارا ہاتھ تو ٹھیک ہو چکا ہو گا۔۔

اور اگر نہیں ہوا تو تم مجھے بتا سکتی ہو۔۔۔

مجھے دوبارہ تمہارے ہاتھ کو واپس اس حالت میں لانے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔۔۔

مہر نے اپنی آستین چڑھاتے ہوئے رحمہ کے بازو کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے طنز کیا۔۔۔

جوا بھی بھی پلاسٹر میں لپٹا تھا۔۔۔

رحمہ اسکے ارادے سمجھ فوراً اپنا ہاتھ اپنے پیچھے چھپاتے ڈر کر پیچھے کو بھاگی۔۔۔



"میں تمہیں دیکھ لوں گی مہر تم زیادہ دیر میرے آگے ٹک نہیں پاؤں گی"  
وہ بغیر مڑے کہتی ہوئی اپنی جگہ سے نود و گیارہ ہو گئی تھی۔۔۔  
جبکہ اس کے یوں دم دبا کر بھاگنے پر ریان اور ایان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔  
اور وہ اپنی ماں کے گلے لگ کر بیسٹ ویشیز لیتے گراؤنڈ کی جانب ریس کی تیاری کے لیے چل دیئے۔۔۔  
اور ان دونوں کو دیکھتے ہوئے مہر کے دل سے شدت سے دعا نکلی تھی۔۔۔  
کہ اللہ ان کا حامی و ناصر ہو اور پھر اللہ جس کے ساتھ ہو۔۔۔  
توجیت خود ہی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔۔۔

\*\*\*\*\*

مہر دلچسپی سے بچوں کی کارکردگی دیکھ رہی تھی۔ جب پونے گھنٹے کی بریک کا اعلان ہوا۔۔۔  
ریان اور ایان کو انکی ٹیچر اپنے ساتھ پریکٹس کے لیے لے گئی تھیں۔۔۔  
ایک دم مہر کے فون پر ان ناؤں نمبر سے فوٹوز آنے لگیں اور آتی چلی گئیں۔۔۔  
مہر نے جب وہ نمبر کھولا تو اس پر اپنی اور شمس کی نازیبا تصاویر دیکھ کر اس کا خون جل اٹھا۔۔۔  
وہ سب جانتی تھی کہ یہ شمس نے غلط انداز میں لی تھیں۔ لیکن دیکھنے والے کو لگتا کہ وہ اپنی مرضی سے اس کے ساتھ اس  
بد فعلی میں شامل تھی۔۔۔  
نیچے ایک میسج فوراً پوپ ہوا تھا۔۔۔

"اگر تم نہیں چاہتی کہ یہ حسین لمحات میں داؤد شاہ کو بھیجوں تو۔۔۔ کنگز مال میں مجھ سے ملنے آ جاؤ۔۔۔  
شاید اسکے بعد میں انہیں ختم کرنے کا سوچ سکتا ہوں"

شمس نے اسے اچھی طرح بلیک میل کر کے آخر پر واہیات آنکھ مارتا ایموجی بھیجا تھا۔۔۔  
کہ مہروش غصے و شدت کے گھونٹ بھرتی رہ گئی۔۔۔

ابھی بریک ختم ہونے میں کافی وقت تھا اور مال یہاں سے دس منٹ کی دوری پر تھا۔ وہ آسانی سے شمس سے دو دو ہاتھ کر کے واپس آ سکتی تھی۔۔۔

اسنے دو لمحے کو سوچا اور پھر فیصلہ کرتی اٹھی تھی۔ جانے سے پہلے وہ ریان اور ایان کو بتا کر گئی۔۔۔  
تاکہ اسکی غیر موجودگی میں اسکے بچے پریشان نہ جائیں۔۔۔

دس منٹ میں وہ مال کے سامنے کھڑی تھی اور گہری سانس بھرتی شمس کی بتائی ہوئی جگہ پر گئی۔۔۔  
جہاں وہ غرور سے اکڑ کر بیٹھا تھا کیونکہ بازی آج اسکے ہاتھ میں تھی اور وہ مہر سے اچھی طرح فائدہ اٹھانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

"کیا کہنا چاہتے ہو تم جلدی بولو میرے پاس وقت نہیں ہے تمہارے لیے"  
مہروش نے اس کے قریب آ کر کھڑے ہوتے بغیر بیٹھے اسے کڑے تیوروں سے دیکھتے کہا۔۔۔  
"آپ آئے بہار آئی"

شمس نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے۔۔۔

لہک کر کہا تھا یقیناً اس کو مہروش کے غصے سے بھرے تاثرات مزہ دے رہے تھے۔۔۔

"میں آخری دفعہ کہہ رہی ہوں شمس مدعے پر آؤ۔۔۔

ورنہ میں کیا کروں گی تمہارے ساتھ یہ میں خود بھی نہیں جانتی۔۔۔

مہروش کی اب بس ہوئی تھی۔۔۔

اسے کسی بھی طرح واپس آیان ریان کے پاس پہنچنا تھا۔۔۔

لیکن وہ یہ بھی نہیں چاہتی تھی کہ شمس کی تصویروں کو دیکھ کر داؤد کوئی غلط فہمی پالے۔۔۔

تبھی یہاں شمس سے ساری تصویریں ڈیلیٹ کروانے آئی تھی۔۔۔

"After you"

شمس نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

اس بات سے صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ جب تک وہ بیٹھ نہیں جاتی شمس آگے کچھ بھی نہیں بولنے والا تھا۔۔۔

اس کے ڈیٹ پن پر مہروش کلس کر رہ گئی۔۔۔۔

تمہارے کہنے پر میں ان سب تصویروں کو ضائع کر دوں گا۔۔۔۔۔

مگر میری صرف ایک شرط ہے ان کے بدلے تم میرے ساتھ ہاتھ ملا لو اور داؤد شاہ کو چھوڑ دو۔۔۔

"ہنہ کھلی آنکھوں سے خواب دیکھنے کے بارے میں سنا تھا اور آج دیکھ بھی لیا۔۔۔۔

آخر تم اتنے خوش فہم کیوں ہو شمس تمہیں کیوں کر لگا کہ میں داؤ شاہ جیسے شخص کو چھوڑ کر تمہارے ساتھ زندگی بسر کرنے پر تیار ہو جاؤ گی۔۔۔۔

تم تو بس ایک پست ذہنیت کے غلیظ شخص ہو جسے کسی دوسرے کی عزت کی پرواہ نہیں ہے۔۔۔  
بلکہ صرف اپنا نام اور شہرت پیاری ہے پھر میں تمہارے لئے اپنے محبت کرنے والے شوہر کو کیونکر چھوڑوں گی۔۔۔۔

مہر نے تمسخرانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے اسے کہا۔۔۔

تو شمس اتنی عزت افزائی پر دانت بھیج کر رہ گیا اور جب بولا تو لہجے سے آگ اگل رہی تھی۔۔۔  
"کیونکہ وہ کھرا شخص نہیں ہے اگر تم سے محبت کرتا تو تمہیں اس راریوں تنہا نہ چھوڑتا"  
مہر اس کی بات پر دنگ رہ گئی بھلا شمس کو اس بات کا کیسے پتہ چلا۔۔۔

"اوہ حیران ہو کہ مجھے کیسے پتہ چلا اس بات کا۔۔۔ کوئی نہیں اس دنیا میں بس پیسہ بولتا ہے دو چار پیسے پھینکو اور لوگوں کے بارے میں سب جان لو"

"تمہاری کوئی وضاحت مجھے داؤد سے دور نہیں کر سکتی اور حسینہ کو بھی جتنا جلدی ہو سکے اپنے پاس واہس بلوالو میں اس چوہے بلی کے کھیل سے تنگ آگئی ہوں۔ اگر اب تم نے اس کے ساتھ مل کر کوئی بھی غلط قدم اٹھایا تو نتیجے کے ذمے دار تم خود ہو گے"

اب حیران ہونے کی باری شمس کی تھی۔ اسے امید نہیں تھی کہ مہر اتنی جلدی حسینہ کے بارے میں جان جائے گی۔۔۔

"ٹھیک ہے بہت ہوا یہ کھیل چلو اب اس کھیل کو ختم کرتے ہیں۔ میں بارہا تمہارے پاس آیا اور تمہیں خود کو چننے کا موقع دیا مگر تم نے اپنے شوہر کے ساتھ وفانہاتے مجھے دھتکار دیا۔۔۔"

مگر اب تم خود چل کر میرے پاس آؤ گی میرے ساتھ کے لیے۔ آج تمہیں پتہ چل جائے گا کہ تم کس غلط شخص سے دل لگا بیٹھی ہو۔۔۔

تم نے تو با وفا بیوی ہونے اور اپنے شوہر پر یقین ہونے کا ثبوت دے دیا مگر کیا تمہارا شوہر بھی تم پر اتنا یقین کرتا ہے۔۔۔

شمس نے طنزیہ انداز میں پوچھا تو اس نے بے ساختہ تھوک نگلا۔۔۔

مہر خود نہیں جانتی تھی کہ داؤد کو اس پر یقین ہے کہ نہیں لیکن پر سورات کے بعد سے ان کے بیچ سب ٹھیک ہو چکا تھا اور داؤد نے ہمیشہ اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا تبھی وہ پر یقین لہجے میں بولی۔۔۔

"نہ ہی میں تمہارے پاس آؤں گی نہ ہی داؤد مجھ پر ایسی نوبت لائے گا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ داؤد کو مجھ پر پورا

بھروسہ ہے۔ اگر تم دیکھنا چاہتے ہو یہ تصاویر اس کو تو بصد شوق دکھاؤ۔۔۔

میں تم سے نہیں ڈرتی اور نہ ہی تمہارے بلانے پر اب کبھی آؤں گی۔۔۔

بہتر ہے پیچھے ہٹ جاؤ"

اسکی بات پر شمس ایسے مسکرایا جیسے کسی بچے کی بات پر بڑا مسکراتا ہے۔۔۔  
مہرا سے غصے سے وارن کرتی سر جھٹک کر وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔۔  
مگر شمس کی آخری معنی خیز مسکراہٹ اس کے زہن سے چپک کر رہ گئی تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

جب وہ واپس آئی کافی گیمز ہو چکی تھیں۔۔۔

ریان ایک ریس میں جیتا تھا جبکہ دوسری میں سیکنڈ آیا تھا۔۔۔

اب باری تھی ایان کی کلاس کی اور رہی بات مہر کی تو اس کا دل زور و شور سے دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔

جیسے ابھی سینہ چیر کر باہر آ جائے گا۔۔۔

سب بچے ایک قطار میں کھڑے ہو چکے تھے۔۔۔

اب انتظار تھا تو بس ویسل بجنے کا جسکی آواز پر ریس شروع ہونی تھی۔۔۔

ایان نے ایک نظر آڈینس میں بیٹھی اپنی ماں کو دیکھا جو اس کو پریشانی اور فکر مندی کے زیر اثر ملے جلے اثرات سے دیکھ

رہی تھی۔۔۔

ایان نے اس کو دیکھتے تھمبز اپ کا اشارہ کیا۔۔۔۔

کہاں دیکھ سکتا تھا وہ اپنی ماں کو اتنا پریشان وہ بھی اس کے خود کی وجہ سے۔۔۔

اسکی اس اد پر مہر دل کھول کر مسکرائی اور اسے فلائنگ کس دی جو اس نے ہاتھ کے اشارے سے کیچ کی تھی۔۔۔



مہر نم آنکھوں سے مسکرا دی یہی تو قیمتی اثاثہ تھے اسکا۔۔۔

بھلا انکے بغیر وہ کیا کرتی۔۔۔

رحمہ تمسخر سے انکا یہ پیار بھر انداز دیکھ رہی تھی۔۔۔

"چاہے جو بھی کر لو مہر جیت تو میری ہوگی اور ہار تمہاری بھلا یہ لنگڑا بچہ کیسے ریس جیتے گا جبکہ اسکے مقابل کتنے پھر تیلے بچے ہیں"

اسنے طنزیہ انداز میں اسے دیکھتے دل میں کہا۔۔۔

وہاں سب اس بچے کو دیکھ حیران تھے جو ڈاکٹر زکی پر سکرپشنز کو جھٹلائے آج وہاں اپنی قسمت آزمانے چلا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

داؤد آفس میں سیریس فائلز ایک دفعہ سٹڈی کر رہا تھا کیونکہ پندرہ منٹ بعد انکی بہت اہم میٹنگ تھی۔۔۔ اور حسینی پاس ہی بیٹھی اسکو نہار رہی تھی ساتھ ہی ساتھ داؤد کے دیکھنے پر فوراً نظریں جھکا کر فائل سٹڈی کرنے لگتی جیسے اس سے اہم کوئی کام نہ ہو۔۔۔

"حسینہ تمام پوائنٹس اچھے سے نوٹ ڈاؤن کر لو تمہیں پتہ ہے نہ یہ میٹنگ ہمارے لیے کتنی ضروری ہے"

داؤد نے اسے پروجیکٹ کی اہمیت کا احساس دلاتے کہا۔۔۔

"مجھ پر یقین رکھو داؤد تمہارے لیے تو میں کچھ بھی کر سکتی ہوں اور پھر یہ تو بس ایک میٹنگ کی ہریز نٹیشن ہے"

اسنے نہایت دلربائی کے انداز سے کہا۔۔۔



وہ دونوں ابھی یہی بات کر رہے تھے کہ جنید ایک پارسل لے کر اندر آیا۔۔۔  
اس سے پہلے کے وہ داؤد کو پارسل پکڑاتا اسکے فون پر کال آئی جسے سن کر جنید کے قدموں تلے زمین نکل گئی۔۔۔  
اور وہ پارسل ٹیبل پر رکھتے داؤد سے معازرت کرتا باہر کو بھاگا۔۔۔  
داؤد نے اسے اچھنبے سے یوں جاتے دیکھا اور پھر سر جھٹک کر پارسل کھولا جسے دیکھتے ہی وہ بیٹھانہ رہ سکا۔۔۔  
اور حیرت کے مارے کھڑا ہو گیا۔۔۔ الفاظ تو کہیں گم گئے تھے۔ سامنے اسکی بیوی کی نازیبہ تصاویر تھیں۔۔۔  
وہ ان پر کبھی یقین نہ کرتا لیکن ان میں سے پانچ تصاویر تو مہر کی آج کی تھیں۔ داؤد کو اچھی طرح یاد تھا کہ مہر نے آج  
یہی کپڑے پہنے تھے۔۔۔  
حسینہ بھی اسے کن آنکھیوں سے دیکھ رہی تھی۔ اسے اپنا پلین کامیاب ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ وہ دلچسپی سے داؤد کا  
سرخ چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔۔  
جو ضبط کی آخری حد پر کھڑا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے لمحوں میں اسنے آفس کا ہسٹر نشر کر دیا تھا۔۔۔  
\*\*\*\*\*

گیم تین گننے کے بعد ویسل پر شروع ہوئی تھی۔ جہاں بچے ویسل کی آواز سنتے ہی تیزی سے بھاگے تھے۔ ایان نے  
آہستہ سے بھاگنا شروع کیا تھا۔۔۔  
ریان اور مہر کا دل پوری شدت سے دھڑک رہا تھا اور آنکھیں لمحے کو بھی نہیں جھپک رہی تھیں۔۔۔

ابھی وہ تھوڑا ہی آگے گیا تھا کہ ایک ٹھوکر لگتے وہ منہ سے بل زمین پر گرا تھا اور اسکی ایک ٹانگ پر بندھی سٹک ٹوٹ گئی تھی۔

"ایان"

مہر ایک چیخ کے ساتھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

ایان کی کمنیوں اور گٹھنے سے خون بہتا دیکھ اسکو اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ بھاگتی ریان نے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔ جبکہ ساری آڈینس جو پہلے

ہوٹنگ کر رہی تھی۔ آیان کے گرنے سے وہاں سناٹہ چھا گیا تھا۔۔

اور یہاں رحمہ فاتحانہ انداز میں مسکرائی تھی۔۔۔

"تمہیں کیسے لگا مہر کے میں تمہاری راہ میں رکاوٹ نہیں ڈالوں گی۔ میں جیتنے کے لیے کسی بھی حد تک جاسکتی

ہوں۔۔۔

یہاں تک کے اپنے ہی بچوں کو نقصان بھی پہنچا سکتی ہوں"

وہ زہریلی مسکراہٹ سے مہر کو آنکھوں ہی آنکھوں میں کہتی مسکرائی جبکہ مہر کی آنکھیں خون رنگ ہوئی تھیں۔۔۔

اسے لمحہ لگا تھا سمجھنے میں کہ رحمہ نے ہی کچھ کیا ہے۔۔۔

\*\*\*\*\*

مہر کی کوشش تھی کہ وہ گراؤنڈ میں پہنچ جائے۔۔۔  
اسکی آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھ ایان کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھیں۔  
وہ کبھی بھی اپنی ماں کے لیے شرمندگی کا باعث نہیں بننا چاہتا تھا۔۔۔  
اپنی ماں کو روتے دیکھ اسکی اپنی آنکھیں بھی سرخ ہو چکی تھیں اور وہ درد برداشت کرتے اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

اسے ہر حال میں فتح آج اپنے نام کرنی تھی۔۔۔  
اور رحمہ اسکی خوشی کا تو کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔  
اسنے جو ایان کی راہ میں پتھر چھپائے تھے انہوں نے اپنا کام کر ڈالا تھا۔۔۔  
اسنے فوراً اپنا فون نکالتے ایان کی ویڈیو ریکارڈ کے جہاں وہ اپنے خون کو دیکھتا کر رہا تھا اور اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

یہاں سے جانے کے بعد وہ یقیناً رحمہ کا بہت برا حال کرنے والی تھی۔۔۔  
"رحمہ یہ تم نے اچھا نہیں کیا تمہیں اس کی بہت بری سزا ملے گی"  
اس نے نم آنکھوں سے ایان کو دیکھتے ہوئے کہا اور سختی سے مٹھیاں بھینچیں۔۔۔  
یہاں تک کہ اس کے اسکے نازک ہاتھ سرخ پڑ چکے تھے۔  
اس سے پہلے کہ وہ ضبط کا بندھن توڑتے ہوئے گراؤنڈ میں جا پہنچتی۔۔۔

ایان بمشکل دونوں ہتھیلیاں زمین پر ٹکا کے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کے اٹھتے ہی چاروں اطراف تالیوں کا شور گونج اٹھا تھا۔۔۔۔

وہ بھاگ رہا تھا اپنے درد کی پرواہ کیے بغیر بھاگ رہا تھا۔۔۔ اس پر آج جیتنے کا جنون سوار تھا۔۔۔  
بھاگتے بھاگتے اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ اب وہ لڑکھڑا نہیں رہا اور نہ ہی اسکے پیر میں رکاوٹ آرہی ہے۔۔۔  
بلکہ بالکل تیزی سے بھاگ رہا ہے۔۔۔۔

اتنی دیر کی محنت رنگ لائی تھی اور وہ جو بچے پہلے تیز بھاگ رہے تھے۔۔۔  
اب ان کی رفتار دھوپ کے باعث کافی کم ہو چکی تھی۔۔۔

اور ایان جو ابھی پورے زور و شور سے بھاگنا شروع ہوا تھا پلک جھپتے ان کو بہت پیچھے چھوڑتا چلا گیا۔۔۔  
اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ لال ربن سے ٹکراتا ونگ لائن کر اس کر چکا تھا۔۔۔

مہر اور ریان جو دم سادھے ایان کو دیکھ رہے تھے لوگوں کے تالیاں پیٹنے پر ہوش میں آئے اور ریان بھاگ کر ایان کے پاس گیا اور اسے اٹھا کر گول گول گھمانے لگا۔۔۔

ایان جو گٹھنے کے بل جھکے گہرے گہرے سانس بھر رہا تھا۔ اچانک آنے والی افتاد پر بوکھلا گیا تھا۔۔۔

جہاں ایان اور اسکے باقی کلاس میٹس اسے کندھوں پر اٹھا کر ہوٹنگ کر رہے تھے۔۔۔

اور رہی بات مہر کی تو اس کے شکر کے آنسو بہہ رہے تھے۔

آخر کار اس کی اتنے ماہ کی محنت رنگ لائی تھی۔ جو آیان آج اپنی دونوں ٹانگوں پر بغیر لڑکھڑائے کھڑا تھا۔۔۔۔

کتنا انتظار کیا تھا مہر نے اس دن کا کہ اس کا بچہ جلد ٹھیک ہو جائے۔۔۔

کتنی دعائیں مانگی تھیں جو آج قبولیت کا درجہ پاگئی تھیں۔۔۔ شاید ہی آج مہر سے زیادہ کوئی خوش ہوتا اور اسے یقین تھا

کہ داؤد بھی جب ان کو دیکھے گا تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوگا۔۔۔

ایان اور ریان نے اپنی ماں کی طرف دیکھا جو آنسو صاف کرتے مسکرا کر انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔

رحمہ کے غصے کا تو کوئی ٹھکانہ نہیں تھا اسے اتنی بڑی شکست ملے گی اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے وہ کیسے جیت سکتا ہے یہ تو چل ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔

پھر یہ کیسے جیت گیا"

وہ جتنا حیران ہوتی اتنا کم تھا مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ جس چیز میں اللہ کی مرضی ہو۔۔۔

وہ چیز ہو کر ہی رہتی ہے چاہے وہ کوئی انہونی ہی کیوں نہ ہو۔۔۔۔

جب آیان کو سیٹھ پر انعام لینے کے لیے بلایا گیا تو اس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔

اس نے کب سوچا تھا کہ وہ بھی کبھی یہاں کھڑا ہو کر پہلا انعام جیت رہا ہو گا اور یہ سب اللہ کے بعد اس کی ماں کی

وجہ سے ہوا تھا۔۔۔

پہلا انعام جیتے ہوئے اس کے ہاتھ خوشی سے کانپ رہے تھے۔۔۔۔

جب کہ آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔۔۔

جب اسے مائیک میں آکر اسپیچ کے لیے کہا گیا تو اس نے سب سے پہلے اللہ کا شکر یہ ادا کیا۔۔۔۔

"مجھے بہت خوشی ہے کہ آج مجھے فرسٹ پرائز ملا اس کے لئے میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کو تھینکس کرنا چاہوں گا۔۔۔ کیونکہ میری مام کہتی ہیں کہ ہمیشہ اپنی خوشی میں بھی اللہ کو یاد رکھنا چاہیے۔۔۔"

اس کے بعد میں اپنی ماما کو تھینکس کرنا چاہوں گا تھینکس ماما کیونکہ مجھے پتا ہے اللہ تعالیٰ کے بعد یہ سب آپ کی محنت کا نتیجہ ہے کہ میں یہاں کھڑا ہوں۔۔۔

میری ماما نے میرے لیے بہت کچھ کیا ہے مجھ پر بہت محنت کی ہے۔۔۔

ڈاکٹر انکل نے کہا تھا کہ میں کبھی چل نہیں پاؤں گا۔۔۔

مگر میری ماما نے کہا تھا کہ اگر ہم اللہ سے دعا کریں تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔

اسکی بات پر سب والدین اور ٹیچرز مسکرا دیے۔۔۔

"سارے کہتے ہیں کہ نئی ماما پیار نہیں کرتی۔۔۔ مگر میرے اور

ریان کی ماما ہمارے لئے فیری ہیں۔۔۔

جو ہم سے بہت پیار کرتی ہیں ہمیں ہر چیز دیتی ہیں۔۔۔

ماما آئی لو یو ویری مچ، آئی ریٹلی لو یو"

وہ شدت جذبات سے سرخ چہرہ لیے روت ہوئے مائیک میں زور سے کہتے مہر کی جانب بھاگا تھا۔۔۔

جو اپنی باہیں کھولے اس کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

اور وہ بھاگ کر اسکی نرم آغوش میں آسما یا تھا۔۔۔



دونوں ہی ایک دوسرے سے لگے آنسو بہا رہے تھے مہرنے بھی اسے کس کر گلے لگایا ہوا تھا کہ کہیں وہ اسے کھونا  
دے۔۔۔۔۔

ریان سے بھی رہا نہ گیا تو وہ بھی دیکھا دیکھی اس کے گلے لگ گیا تھا۔۔۔  
ایان نے اپنی ٹرائی خوشی خوشی مہروش کو تھمائی تھی۔۔۔

جبکہ یہ خوبصورت منظر کیمرہ پین نے کیمرے کی آنکھ میں ایک خوبصورت یاد کے طور پر قید کیا تھا۔۔۔  
سبھی کی آنکھیں ان ماں بیٹوں کے پیار کو دیکھ کر نم ہوئی تھیں اور وہ انہیں دیکھ کر تالیاں بجانے لگے تھے۔۔۔  
کسی کو بھی افسوس نہیں تھا کہ ان کا بچہ نہیں جیتا۔۔۔

ایک ماں جیت گئی تھی ان کے لئے یہی کافی تھا۔۔۔  
پر بس ایک رحمہ ہی تھی جو حسد اور جلن کا شکار ہو رہی تھی۔۔۔

"اتنی جلدی نہیں مہر میں تمہیں کبھی خوش نہیں رہنے دوں گی۔۔۔"  
اب تم دیکھو میں تمہارے ساتھ کیا کرتی ہوں۔۔۔

آج کی رات میں نے تمہاری زندگی نہ پلٹ دی تو پھر کہنا۔۔۔

اس نے اپنے موبائل میں چلتی ویڈیو کو دیکھ شاطرانہ انداز میں مسکراتے کہا۔۔۔

\*\*\*\*\*



مہریان اور ایان کو لیے واپسی پر مال آئی تھی انہیں گفٹ دلانے مگر یہاں کچھ لڑکوں کو ایک لڑکی کو پکڑتے کنسٹرکشن ایریہ میں لے جاتے اسکی چھٹی حس بیدار ہوئی۔۔۔

"ریان ایان آپ دونوں یہ برگر ختم کرو میں تھوڑی دیر میں آتی ہوں"

اسنے دونوں کا دیہاں بھٹکاتے کہا ساتھ نظریں وہیں تھیں جہاں سے وہ لڑکی کو لے کر گئے تھے۔۔۔

"پر ماما آپ جا کہاں رہی ہیں بچوں نے بے تابی سے پوچھا"

بچے اسے چھوڑنے پر کسی طور راضی نہیں تھے۔۔۔

"دیکھو میری جان ماما کو آپ کے لیے گفٹ لینا ہے سو بیسکلی اس آسر پر انرجو میں آپ کو نہیں بتا سکتی۔۔۔

سو یہاں بیٹھو اچھے بچوں کی طرح میں ابھی آئی مگر آپ دونوں کہیں نہیں جاؤ گے گاٹاٹ"

اسکی بات سنتے دونوں ایکساٹڈ ہوئے اور اچھے بچوں کی طرح سر ہلا کر شرافت سے بیٹھ گئے۔۔۔

"ماما ابھی آتی ہیں"

وہ ان دونوں کو اپنا دیہان رکھنے کا کہہ کر فوراً اس طرف بھاگی تھی جہاں اس نے ان لڑکوں کو جاتے دیکھا تھا۔۔۔۔

وہ اوپر والے پورشن کا نہایت سنسان ایریہ تھا۔ جہاں بورڈ پر لال نشان سے رکنے کا کہا گیا تھا۔۔۔

مطلب وہاں جانا صاف منع تھا۔۔۔۔

اور اسی بات کا وہ سب فائدہ اٹھا رہے تھے۔۔۔

مہر نے لگے ہاتھ پولیس کو کال بھی ملائی تھی۔ جبکہ خود ادھر ادھر دیکھتی وہاں بڑھنے لگی۔۔۔

جب ایک سمیت سے اسے کسی لڑکی کی گھٹی گھٹی چیخوں کی آواز آئی۔۔۔

"خدا راحم کرو مجھ پر چھوڑ دو مجھے جانے دو"

وہ لڑکی سسک رہی تھی مگر وہ حیوان بنے ہوئے تھے۔ اس بے بس لڑکی کی آواز سن کر مہر کو شدت سے غصہ آیا اور وہ اندر آدھمکی۔۔۔

جہاں وہ چاروں طرف سے اسے پکڑے ہوئے تھے۔ اسکے دونوں بازو اور دونوں پاؤں انہوں نے پکڑ رکھے تھے۔۔۔

اس کے ایک دم اندر آنے سے وہ سب ہڑبڑا گئے تھے۔ مگر دروازے میں ایک لڑکی کو کھڑے دیکھ ان کے چہرے پر شاعرانہ مسکراہٹ کھلی تھی۔۔۔

مہر انہیں کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"یک نہ شد دوشدا یک سے بھلے دو"

ان لڑکوں نے اس کو لپٹائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

لیکن مہر کی نظر صرف اس بے بس لڑکی پر تھی جس کے آنسو اس کا چہرہ بھر چکے تھے۔۔۔

ایک لڑکا اس کی طرف غلط ارادے سے بڑھ رہا تھا جب مہر نے رکھ کر اس کے منہ پر ایک تھپڑ مارا۔۔۔

جس سے اس کا دماغ پوری طرح گھوم چکا تھا اگر یہ کہیں کہ اس کو دن میں تارے نظر آگئے۔۔۔ تو بھی غلط نہ ہوگا۔۔۔

باقی تینوں لڑکے ششدر کھڑے اس کی ہمت دیکھ رہے تھے۔ جو اکیلی ان سب کو مقابلہ کرنے کے لئے اکسار ہی تھی۔۔۔

"اسے چھوڑ دو"

اس نے غرا کر کہا تو اس کے بات پر سب قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔۔۔  
مہر نے انہیں نظر انداز کرتے نیچے گری لڑکی کو جھٹکے سے ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا اور اپنے پیچھے چھپا لیا۔۔۔  
وہ بھی کسی سہمے ہوئے بچے کی طرح اس کے پیچھے چھپنے لگی جیسے مہر اسے ہر مشکل سے بچالے گی۔۔۔  
مہر نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چادر اس کے کندھوں پر دی تھی۔۔۔  
کیونکہ اس کا آستین زور زبردستی سے پھٹ چکا تھا جو کہ مہر کو زیادہ غصہ دلانے کا باعث بن رہا تھا۔۔۔  
اس سے پہلے کہ وہ چاروں ان کا شکار کرتے پولیس ایک دم دھاوا بولتی ہوئی اندر آئی تھی۔۔۔  
اور ان چاروں کو گدیوں سے پکڑا اور رکھ کر دو ہتھڑے سید کیے۔۔۔  
ان چاروں کے چہرے کی ہوائیاں اڑی تھیں اور وہ بری طرح ڈر چکے تھے۔۔۔  
وہ چیختے چلاتے رہے مگر پولیس انہیں وہاں سے پکڑ کر لے جا چکی تھی۔۔۔  
جاتے ہوئے ہیڈ نے مہر کا شکریہ ادا کیا تھا کہ اس نے وقت پر انہیں اطلاع دے کر کسی بڑے نقصان سے بچا لیا تھا۔۔۔  
اور یہ سب منظر دور سے بھاگ کر آتے جنید نے بخوبی دیکھا تھا۔۔۔

وہ لڑکی اب روتے ہوئے مہر کا شکریہ ادا کر رہی تھی جس نے آج اس کی عزت بچالی تھی...  
"دیکھو لڑکی تم اپنا خیال رکھنا خود سیکھو تم جب تک اس دنیا سے ڈرو گی یہ دنیا والے تمہیں اور ڈرائیں گے...  
لیکن جب تم مضبوط بنو گی تو کوئی تمہیں ڈرانا تو کیا نظر اٹھا کر دیکھ تک نہیں پائے گا۔۔۔  
کچھ سال پہلے میں بھی تم جیسی تھی مگر اب میرے پاس میرے مضبوط سہارے ہیں۔۔۔ جنہوں نے مجھے اعتماد دیا  
ہے۔۔۔۔۔

تمہارے لئے بھی ضروری ہے کہ تنہا کہیں مت جاؤ بہتر ہے کہ اپنے ہمراہ کسی محرم کے ساتھ آؤ۔۔۔  
کیونکہ یہ دنیا بھیڑیوں سے بھری پڑی ہے ہر کوئی شکار کی تاک لگائے بیٹھا ہے۔۔۔  
بہتر ہے اب تم سمجھ گئی ہو گی۔۔۔  
مہر نے اس لڑکی کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر سمجھاتے ہوئے کہا۔۔۔  
جو شرمندگی سے سر جھکائے ہوئے اس کی باتیں اپنے دل میں اترتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔  
مہر چونکی تو تب تک جب جنید پیچھے سے بوکھلاتے ہوئے بھاگ کر آیا۔۔۔  
اور وہ حیرت سے اس کی طرف پلٹی۔۔۔

"جنید تم یہاں کیا کر رہے ہو"

اس نے حیرت سے استفسار کیا....

جنید کے آنے پر وہ لڑکی بھاگ کر اس کے سینے سے لگ گئی تھی جسے مہر حیرت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"بھیا آئی ایم سوری میں آئندہ کبھی بھی باہر اکیلی نہیں نکلوں گی۔۔

اگر آج یہ نہ ہوتیں تو شاید میں آپ کی عزت کی حفاظت نہ کر پاتی۔۔

مجھے۔۔۔ مجھے۔۔۔ لگا آپ آج بھی باہر لے کر نہیں جائیں گے۔۔

اس لیے میں غصے سے خود ہی آگئی۔۔

لیکن اب مجھے سمجھ آچکا ہے باہر اکیلے نکلنا کتنا خطرناک ہے۔۔۔

پلیز بھئی آپ مجھے معاف کر دیں۔۔۔"

اس لڑکی میں روتے ہوئے کہا تو مہرنے اس کی طرف ترحم سے دیکھا۔۔

کیونکہ مہر جانتی تھی کہ جنید داؤد کے کام میں کتنا بڑی رہتا ہے۔۔۔

اس لیے وہ اپنے گھر والوں کو زیادہ ٹائم نہیں دے پاتا۔ مہرنے آج گھر جا کر داؤد سے اس بارے میں بات کرنے کا

سوچا۔۔۔

جنید اپنی بہن کو گھر جا کر ڈانٹنے کا سوچ پہلے مہر کی طرف پلٹا۔۔۔

"تھینک یو میڈم اگر آج آپ یہاں نہ ہوتی تو میں نہیں جانتا کہ کیا ہوتا آج آپ نے میری بہن کی عزت بچا کر مجھ پر

بہت بڑا احسان کیا ہے۔۔۔

جسے میں زندگی بھر نہیں بھلا سکتا آپ نے مجھے زندگی بھر کے لئے اپنا مقروض کر لیا ہے۔۔۔

میرے پاس آپ کو دینے لائے تو کچھ نہیں مگر آپ میرے سے کچھ بھی مانگ سکتی ہیں۔۔۔ چاہے تو جان مانگ لیں  
میں اف تک نہیں کروں گا"

جنید نے اس کے آگے سر جھکاتے کہا تو وہ شریرا انداز میں مسکرا دی۔۔۔  
"خیر جان تو بہت قیمتی ہے جنید لیکن مجھے کبھی بھی تم سے کوئی بھی فیور چاہیے ہو داؤد سے چھپ کر تو مجھے امید ہے  
تم میری مدد کرو گے۔۔۔

داؤد کو بتائے بغیر اس بات کا وعدہ کر لو تو سمجھو تم نے مجھ سے حساب برابر کر لیا۔۔۔  
جنید اس کے بعد سن کر دل سے مسکرا دیا۔۔۔  
کیونکہ وہ جانتا تھا مہر اور داؤد میں ہمیشہ 36 کا آکرڑا رہتا تھا۔۔۔  
اس لیے اس نے آرام سے اس کی مدد کرنے کی حامی بھر لی تھی۔۔۔  
لیکن یہ مدد مہر اتنی جلدی اس سے مانگنے والی تھی۔ ان دونوں کو ہی اس بات کا بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔۔۔  
\*\*\*\*\*

"مہر میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہے۔ داؤد نے اپنی فائلز، ٹیبیل، گلدان سب چیزوں کو درہم برہم کرتے ہوئے  
حسینہ کو کن آنکھوں سے دیکھتے چیخ کر کہا۔۔۔۔۔۔۔۔  
جسے سن کر دو لمحے کے لیے حسینہ بھی ڈر گئی تھی۔۔۔  
"میں تمہیں شروع سے ہی کہتی تھی داؤد کہ وہ بھروسے کے لائق نہیں۔۔۔



تم ہی اس پر بھروسہ کیا رکھتے تھے اب تو تم نے اس کا اصل رنگ دیکھ لیا نہ بہتر ہے کہ تم اسے اب چھوڑ دو"۔۔۔  
حسینہ نے اپنا اگلا پتا پھینکتے ہوئے کہا۔۔۔

"مجھے کچھ نہیں سنا مجھے ابھی اور اسی وقت مہر سے حساب چاہیے"  
اس نے آفس سے نکلتے ہوئے کہا جب کہ حسینہ بھی اس کے پیچھے لپکی تھی۔۔۔  
بھلا وہ اتنا مزیدار شو کیسے مس کر سکتی تھی۔۔۔

جیسے ہی وہ دونوں گھر پہنچے داؤد اسے دیکھے بغیر اندر کی طرف بڑھا تھا اور مہر کو آواز دینے لگا۔۔۔  
مگر مہر گھر ہوتی تو اسے ملتی نہ اس کی غیر موجودگی نے داؤد کو اور غصے میں مبتلا کر دیا تھا اور وہ غصے سے یہاں وہاں ٹہلنے لگا۔۔۔

ابھی وہ اسی کا انتظار کر رہا تھا جب اس کے فون پر ایک ویڈیو موصول ہوئی۔۔۔  
پہلے تو اس نے سوچا کہ وہ فون نہ ہی دیکھے مگر ان نون نمبر نے اس کی توجہ کھینچ لی تھی۔۔۔  
جیسے ہی اس نے وہ ویڈیو دیکھی پیروں سے زمین نکلنا کہتے ہیں وہ آج داؤد کو سمجھ آیا تھا۔۔۔  
اس کی گرفت اپنے فون پر سخت ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ فون توڑتا ان ناؤن نمبر سے اسے کال آنا شروع ہو گئی۔۔۔  
جسے اس نے لمحے کی بھی تاخیر کیے بغیر اٹھا لیا تھا اور دوسری طرف سے رحمہ کی آواز سنتے اس کے اندر بھامبر جلنے لگے تھے۔۔۔



\*\*\*\*\*

آج بچوں نے مہر کے ساتھ بہت مزا کیا تھا۔ ایان کوپٹی کروانے کے بعد انہوں نے مال میں شاپنگ کی ،  
اچھا سا کھانا کھایا اور خوب مزے مزے کی سلفیز کلک کی تھیں۔۔۔۔۔  
اب وہ سب تھکے ٹوٹے آئے تھے لیکن گھر میں داؤد کو غصے سے ٹہلتے اور حسینہ کی طنزیہ مسکراہٹ دیکھ اسے بہت کچھ  
غلط ہونے احساس ہوا۔۔۔  
جیسے ہی وہ اندر آئی داؤد نے تابڑ توڑ سوالات کی بوچھاڑ کر دی تھی۔۔۔  
"کہاں تھی تم مہر بتاؤ مجھے، اور میرے بچے کو میرے سے پوچھے بغیر تم نے سپورٹس میں حصہ کیسے لینے دیا۔۔۔۔۔  
تم اچھی طرح جانتی تھی کہ ایان چل نہیں سکتا پھر بھی تم نے اسے ریس میں حصہ لینے دیا۔۔۔۔۔  
کس نے حق دیا تمہیں مجھ سے پوچھے بغیر میرے بیٹے کی زندگی کا فیصلہ کرنے کا"۔۔۔۔۔  
"داؤد"  
وہ حیرت اور رنج سے بس اتنا ہی بولی۔۔۔  
بچے ڈر کر مارے اسکے پیچھے چھپ رہے تھے۔۔۔  
"بس مہر تم نے جو غلطی کی ہے اسے مانو بھی بہانے مت بناؤ"۔۔۔  
مہر نے ایک نظر حسینہ کی طرف دیکھا جو اسے تمسخرانہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"داؤد یہ بات ہم اکیلے میں بھی کر سکتی ہیں"

اسنے اپنی مٹھیاں بھینچتے کہا۔۔۔

"بات ابھی ہوگی اسی وقت۔۔۔"

کیا تمہیں زرہ بھی احساس نہیں ہوا مہر کیا تم ان کو واقعی اپنی اولاد نہیں مانتی۔۔۔

مہر اسکی بات پر ششدر رہی تو رہ گئی تھی۔۔۔

"داؤد"

وہ حیرت سے بس یہی کہ پائی۔۔۔۔

اسے بالکل امید نہیں تھی کہ داؤد اسے ایسے سب کے سامنے سکے سو تیلے کا تانا دے گا۔۔۔۔

گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹکنے لگا تھا۔۔۔ آنکھوں میں پانی کی دھند چھا گئی تھی۔

اسنے دپٹے کا پلو ہاتھ میں دبوچ رکھا تھا۔۔۔

"اوہ میں کیسے بھول گیا کہ ریان اور اریان تو تمہاری اصلی اولاد ہے ہی نہیں بھلا تمہیں ان کی پرواہ کیوں ہونے لگی"

اسنے طنزیہ انداز میں کہا۔۔۔۔

یہ آخری بات تھی جسکی مہر نے داؤد سے امید نہیں کی تھی۔۔۔۔

یہ بات مہر کا دل خون کر گئی تھی کہ وہ اسکے لفظوں کے تیروں سے لہو لہان ہو کر رہ گئی تھی۔۔۔

اب اسکی بس ہوئی تھی۔۔۔

ابھی داؤد کچھ اور کہتا کہ مہربولی نہیں دھاڑی تھی۔۔۔

"بس داؤد صاحب بس جانتی تھی میں کہ آپ مجھے کبھی اپنا مان ہی نہیں سکے تو پھر مجھ پر یقین کیسے کرتے۔۔۔  
جب میں آپ پر یقین کرتی ہوں اس سے اگلی بار ہی آپ اس برے طریقے سے میرا یقین توڑتے ہیں کہ میں خود  
پوری ٹوٹ جاتی ہوں۔۔۔

میں نے ہر طرح سے آپ کو یقین دلایا کہ میں ایک اچھی ماں ہوں۔۔۔

میری محنت، میری ریاضت آپ کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی۔۔۔

میں نے نیندیں تک قربان کر دیں اور آپ کہتے ہیں میں نے کیا ہی کیا ہے۔۔۔

میں نے اپنی پسند کو آپ کی پسند میں ڈھال لیا کیا یہ کم تھا۔۔۔

جو آپ مجھے سوتیلے کا طعنہ دے رہے ہیں آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں نے ریان ایان کو اپنی سگی اولاد سے

بڑھ کر چاہا ہے۔۔۔

میں نے کبھی دوسری اولاد کا نہیں سوچا اور اب آخر میں مجھے یہ سننے کو مل رہا ہے کہ یہ میری سگی اولاد نہیں "

مہر درد کی شدت سے گلا پھاڑ کر کہتی ریان، ایان کو اپنی بازوؤں میں بھینچتے ہوئے بولی۔۔۔۔

آنسو اس کا چہرہ بھیگوتے چلے گئے تھے۔۔۔

جبکہ ریان ایان سہمے کھڑے تھے انہوں نے داؤد کو کبھی بھی اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔۔۔

مگر جو آج انہوں نے اپنے باپ کے روپ دیکھا تھا وہ داؤد سے بری طرح ڈر گئے تھے۔۔۔

"مہر"

داؤد نے اسے اسے جھنجھوڑتے ہوئے اس کی بات کا ٹنی چاہی مگر اس نے داؤد کو دھکا دیتے ہوئے اس کے ہاتھ جھٹکے اور چیخ کر بولی۔۔۔

"Dont cross your limits dawood shah

اب میں بولوں گی اور تم سنو گے۔۔

میں اپنے گھر والوں تک سے دور رہی کس کے لئے۔۔۔

وہاج کو بھلا دیا کس کے لیے۔۔۔ صرف تمہارے لیے۔۔۔

تمہیں اتنی بار موقع دیا مگر تم ان سب موقعوں کو گنواتے چلے گئے۔۔۔

اور پھر مجھ سے ایک نیا موقع مانگنے کے در پر آتے رہے اور میں پاگلوں کی طرح تمہیں موقع دیتی رہی۔۔۔

مگر اب بس بہت ہو گیا میں تمہیں ایک بار بھی دوسرا موقع نہیں دوں گی۔۔۔

کیا مجھ سے بڑا بھی کوئی پاگل ہی ہو گا جو ایسے شخص پر یقین کرے جس سے تو کوئی دوسری بار محبت تک نہ

کرے۔۔۔

ایسے مطلبی انسان کے ساتھ تو رہنا بھی میں اپنی توہین سمجھتی ہوں۔۔۔

آج تم نے سگے سوتیلے کو بیچ میں لا کر میری نظروں میں خود کو گرا لیا ہے اور شاید ہی تم کبھی میری نظروں میں اٹھ

پاؤ گے۔۔۔

آخر کس بات پر کس کے کہنے پر تم مجھے اتنی باتیں سنارہے ہو کیا تم نے آنکھوں سے نہیں دیکھا کہ میں نے بچوں کا کتنا خیال رکھا ہے۔۔۔۔

اوہ آخر میں یہ کیسے بھول گئی کہ تم گھر میں ہوتے تو تمہیں پتہ ہوتا نا۔۔۔

جو شخص اپنے بزنس سے اتنا لگاؤ رکھتا ہوں کہ اسے گھر میں اپنے بچوں تک کی طبیعت کا معلوم نہ ہو وہ بھلا اپنے بچوں کی حفاظت یا پیار کیسے کر سکتا ہے۔۔۔۔

مہر نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا تو داؤد اس کی بات سن کر بھناٹھا۔۔۔

"بے شک میں گھر پر نہیں رہتا مگر میں آفس میں بھی گھر کی ساری معلومات رکھتا ہوں.....

تم لوگ جہاں ہوتے ہو میرا دیہان تم سب پر ہی ہوتا ہے۔۔۔۔۔

تم نے کیسے سوچ لیا کہ میں گھر سے لاعلم رہوں گا اور رہی بات ایان کو چوٹ لگنے کی تو۔۔۔

اس کی ماں نے مجھے فون کر کے بتایا ہے اگر مجھے وہ نہ بتاتی تو شاید تم مجھے کبھی بتانے کا ارادہ ہی نہیں رکھتی تھی۔۔۔  
چھپا لینا چاہتی تھی نا تم یہ بات مجھ سے۔۔۔۔

آخر کو سگی ماں جو ٹھہری وہ تکلیف تو اسے ہی ہونی تھی اور وہ ایان کی تکلیف نہیں دیکھ سکی۔۔۔

اس لیے تو اس نے مجھے کال کر کے تمہارے بارے میں بتا دیا۔۔۔

داؤد کا لہجہ تو آج آگ برسا رہا تھا جس سے مہر پور پور سلگ رہی تھی۔۔۔

"کیا کہا تم نے رحمہ رحمہ نے بتایا تمہیں میرے بارے میں"۔۔۔

اسنے پر سوچ انداز میں اٹکتے اٹکتے غمگیں لہجے میں کہا۔۔۔

اسکی ایک بات پر وہ سو سو بار مری تھی۔۔۔

"تو تمہیں رحمہ کی بات پر یقین ہے مجھ پر نہیں کیونکہ وہ بچوں کی سگی ماں ہے میں نہیں ٹھیک ہے۔۔۔

صحیح کہا تم نے میں بھلا کہاں بچوں سے پیار کرتی ہوں میں تو تمہاری دولت کے لیے تمہارے پیچھے آئی تھی یہی کہنا چاہ

رہے ہونہ۔۔۔۔

مہراب تم بات کو غلط انداز میں لے رہی ہو"۔۔۔

داؤد جھنجھلا کر بولا ساتھ کن انکھیوں سے حسینہ کو بھی دیکھا جو انہی کی طرف دلچسپی سے متوجہ تھی۔۔۔

داؤد جان گیا تھا کہ اس کی باتیں مہر کا دل بری طرح دکھی کر گئی ہیں۔۔۔

مگر وہ بھی کیا کرتا اس کی بھی مجبوری تھی۔۔۔

"میں بات کو غلط انداز میں لے رہی ہوں آریو کڈنگ میں داؤد تم کہہ رہے ہو کہ مجھے بچوں کے کوئی بھی فیصلے لینے کا

حق نہیں تو پھر میں کس حق سے ان کے ساتھ ہوں یہ بتانا پسند کرو گے مجھے۔۔۔

کیا تمہیں میں ایسی لگتی ہوں کہ تمہیں سب باتوں سے انجان رکھتی میں۔۔

مجھے افسوس ہے تو صرف اس بات کا کہ میں نے اتنے سال تمہارے ساتھ ضائع کر دیے اور تم نے کیا کیا میرے

ساتھ۔۔۔۔

تم نے تو میری ممتا کو ہی دو کوڑی کے بھاؤ بیچ دیا۔۔۔

آنسو ٹپک کر بے مول ہوتے جا رہے تھے۔۔۔

مگر اس کے لہجے کی افیت گھر کے چاروں اطراف پھیل چکی تھی کہ وہاں کھڑے ہر ایک ملازم کی آنکھ سے آنسو لگتا رہنے لگے تھے۔۔۔

ہر کوئی مہر کے درد کو دل سے محسوس کر رہا تھا کیونکہ وہ سب ہی جانتے تھے کہ مہر جیسی محبت تو داؤد بھی بچوں سے نہیں کر سکتا۔۔۔

جب کہ بچے بھی رو رہے تھے اپنی ماں کو یوں روتا دیکھ ان کا بھی دل دکھ رہا تھا۔۔۔

"داؤد ان تصویروں کا بھی تو بتاؤ اسے جس سے اس نے تم سے انجان رکھا"

حسینہ نخرے سے کہتی آگے آئی تھی اس کے قریب آکر برابر میں کھڑی ہوئی اور مہر کو طنزیہ نظروں سے دیکھ کر بولی۔۔۔

مہر کی نظر حسینہ سے ہوتے ہوئے داؤد تک گی جو اسے ہی گھور رہا تھا۔۔۔

وہ بس اس کے بولنے کے انتظار میں تھی۔۔۔

داؤد پیچھے گیا اور میز سے تصویروں کا پلندہ اٹھاتا مہر تک آیا اور ہوا میں تصویریں اچھال دیں۔۔۔

جس میں شمس اور مہر کی نازیبا تصویریں تھیں۔۔۔

مہر تلخی سے ان تصویروں کو دیکھ رہی تھی اور پھر داؤد کو دیکھا۔۔۔

اسے بس داؤد کا رویہ جاننا تھا کہ وہ اس کے بارے میں کیا سوچتا ہے۔۔۔



کیا وہ اس پر شک کرے گا یا بھروسہ۔

رشتے میں کسی واپسی کی گنجائش ہے یا نہیں۔۔۔

اب رشتے کی بنیاد صرف داؤد کے اگلے لفظوں پر ٹکی تھی۔۔۔

مہر نے اپنے آپ کو ہر فیصلے کے لیے تیار کر لیا تھا۔۔۔

اگر اب فیصلہ اس کے حق میں نہ آتا تو وہ داؤد کو یقیناً بہت بڑی سزا دینے والی تھی۔۔۔

جس سے وہ ایرٹیاں رگڑتا رہ جاتا مگر مہر اسے معاف نہ کرتی۔۔۔

\*\*\*\*\*

"ان تصویریں کے بارے میں کیا وضاحت دینا چاہو گی"

داؤد نے اب اپنا الگا پانسہ چلا۔۔۔

مہر اسے اندر تک اترتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

دونوں ہی ایک دوسرے پر بھاری پڑ رہے تھے کوئی ایک بھی لمحے کے لیے بھی نہیں چوک رہا تھا۔۔۔

"بس ایک دفعہ پوچھوں گی تم سے کہ تمہیں میرا ساتھ چاہیے یا وضاحت۔

اب یہ تم پر منحصر ہے بعد میں مجھ سے کوئی کلامت کرنا"۔۔۔

مہر بھی ایک ایک بات سوچ کر کر رہی تھی کیونکہ ان ہی باتوں پر تو اس کی پوری زندگی کی خوشیاں منحصر تھیں۔۔۔

داؤد نے ایک نظر حسینہ کو دیکھا جو اسہی کو دیکھ رہی تھی کہ اب داؤد کیا کہے گا۔۔۔  
داؤد نے گہرا سانس لیا اور اپنے آپ کو بولنے پر آمادہ کرتے کہا۔۔۔  
"مجھے حقیقت جانی ہے"  
مہر کے ہاتھ پہلو میں جا گرے تھے۔ آخری امید بھی ٹوٹ گئی تھی۔  
ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اندر سے مر گئی ہے۔۔۔۔۔  
اور اس پوری بھری دنیا میں اکیلی تن تنہا رہ گئی ہے جسا کوئی بھی نہیں۔  
جس کے سہارے وہ زندگی گزار پاتی۔۔۔  
اسنے ایک نم نظر اپنے پہلو سے چپکے ہوئے دونوں بچوں پر ڈالی۔۔۔  
جو نم نگاہوں سے اسہی کو دیکھتے نفی میں سر ہلا رہے تھے۔۔۔۔۔  
مہر ایسا کرنا تو نہیں چاہتی تھی پر اسے یہ سب کرنے کے لیے اسکے خود کے شوہر نے مجبور کیا تھا۔۔۔۔۔  
وہ تو ہمیشہ اپنے بچوں کو اپنی چھاؤں میں چھپا کر رکھنا چاہتی تھی۔۔۔  
چاہے ان سے اسکا کوئی خون کا رشتہ نہ تھا مگر احساس کا تو تھا نہ۔۔۔  
جو خون کے رشتے سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ مگر آج داؤد نے اسکے پیار،  
اسکی ممتا اسکی محبت پر انگلی اٹھائی تھی۔۔۔  
جو قطعی برداشت نہیں کر پائی تھی وہ۔۔۔

اسنے بچوں سے اپنے ہاتھ چھڑائے اور نیچے جھک کر تصویریں اٹھائیں۔۔۔۔  
ایک ایک قدم بڑھ کر وہ داؤد کے قریب آرہی تھی۔  
جبکہ داؤد کو اسکے خطرناک ارادے دیکھ پسینے آرہے تھے۔۔۔  
بلکل مقابل آکر اسنے داؤد کے آگے تصویریں لہرائیں اور اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جب بولی۔۔۔۔  
تو اسکا لہجہ برف سے بھی زیادہ سرد جبکہ اسکی بات آگ سے بھی زیادہ جلتی ہوئی تھی۔۔۔۔  
جو داؤد کو سینے کے اندر تک جلا گئی تھی۔۔۔۔  
"ان سب تصویروں میں جو دکھ رہا ہے وہی حقیقت ہے۔  
یہ سب سچ ہے کیونکہ میں تمہیں چاہتی ہی نہیں محبت تو میں شمس سے کرتی ہوں۔۔۔۔  
تمہارے ساتھ تو وقت گزاری کر رہی تھی میں۔۔۔۔  
یہی سننا چاہتے تھے نہ تم۔۔۔۔  
سن لیا میرے منہ سے قرار آگیا۔۔۔۔"

وہ سلگتے لہجے میں کہا تو داؤد کو اپنی نسیں پھٹتی ہوئی محسوس ہوئیں۔۔۔۔  
"وہ کہنا کیا چاہتی تھی۔۔۔۔  
اسے بلکل بھی مہر سے اس جواب کی امید نہیں تھی۔  
وہ تو سمجھا تھا مہر ان تصاویر کو جھٹلا دے گی۔

اس پر چیخے گی ،

چلائے گی مگر یہاں تو سارا معاملہ ہی الٹ ہو گیا تھا۔۔۔

اسنے سب الزامات کی تصدیق کر لی تھی۔۔۔

"اب بولو کیا کرو گے ،

مارو گے مجھے یا گھر سے نکالو گے۔

کیونکہ زندگی سے تو تم مجھے کب کے نکال چکے ہو۔

یا شاید کبھی اپنی زندگی میں جگہ دی ہی نہیں۔۔۔"

مہر نے جیسے سمجھتے سر ہلایا۔۔۔

"تم جانتی بھی ہو کہ کیا کہ رہی ہو تم۔ اسکے انجام سے واقف ہو تم"

داؤد دانت پیس کر غصے سے بولا۔۔۔

وہ جانتا تھا یہ سب سچ نہیں ہے مگر پھر بھی مہر کی باتیں اس پر تیزاب کا کام کر رہی تھیں۔۔۔۔

بھلا وہ کیسے اپنے ساتھ اس شمس کا نام بھی لے سکتی تھی۔

وہ تو اس سے پیار کرتی تھی۔ اسکی محبت تھی تو پھر اسنے یہ بات کی بھی کیسے۔۔۔

داؤد نے غصے سے سوچا۔۔۔

مگر وہ یہ بھول گیا تھا کہ پہل تو اسنے کی تھی۔

اب جو بھی تھا نتیجہ بھی تو اسے بھگتنا ہی تھا۔  
مہر پر الزام لگانے والا وہ خود تھا۔ پھر اگر وہ خود تسلیم کر رہی تھی تو اسے کیوں اتنی تکلیف ہو رہی تھی۔۔۔  
"دیکھو کتنے اچھے لگ رہے ہیں نہ ہم ساتھ"  
مہر نے اس کے تاثرات دیکھ اسے اور جلاتے ہوئے کہا۔۔۔  
"مہر بس کرو اب ایک اور لفظ بھی نہیں"  
داؤد سختی سے بولا۔۔۔  
"کیوں برا لگ رہا ہے۔"  
درد ہو رہا ہے اس سوری تمہیں تو مجھ سے پیار ہی نہیں پھر کا ہے کا درد کیسی جلن۔۔۔  
صحیح کہتا تھا شمس کہ تم جیسا شخص کبھی وفا نبھا ہی نہیں سکتا۔۔۔  
کبھی محبت پر یقین کر ہی نہیں سکتا اور میں پاگل تمہارے فریب کو سچ سمجھتی رہی۔۔۔  
تمہارے اشارے پر کٹھپتلی کی طرح ناچتی رہی۔  
تم نے کہا مجھ سے محبت ہے۔  
میں نے مان لیا اور تمہیں اپنا آپ اپنا دل سونپ دیا۔۔۔  
مگر تم نے میرے دل سے کھیل کر اسے یوز کر کے پھینک دیا۔۔۔  
شاید صرف جنسی خواہشات کے لیے ہی تو تم نے مجھے اپنے جال میں پھنسا یا تھا۔۔۔

مہر نے درد سے کہتے اسکے سینے پر دستک دیتے آخر میں پاگلوں کی طرح ہنستے کہا۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے الفاظ داؤد شاہ کے منہ پر طمانچہ مار گئے تھے۔۔۔

” ”

اسکا ہاتھ اٹھا تھا مگر ہوا میں ہی رک گیا تھا۔۔۔

مہر پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی اور داؤد دکھ سے اسے۔

اسنے یہ سوچا بھی کیسے کہ داؤد اسے استعمال کرے گا۔۔۔

"کیوں مر چیں لگ رہی ہیں..."

تم کہو تو سہی میں کہوں تو غلط۔

واہ کیا بات ہے ہمارے معاشرے کی۔۔

بے شک مردوں کو اللہ نے ہم سے زیادہ درجہ دیا ہے۔۔۔

مگر کبھی بھی کسی پر بہتان لگانے کا نہیں کہا اللہ نے مگر آپ تو ہر حد سے گزرتے چلے گئے۔

اور اگر اب جب میں یہ سب مان رہی ہوں تو آپ یقین کیوں نہیں کر رہے۔۔۔

اتنادرد کیوں ہو رہا ہے آپ کو غصہ آرہا ہے۔۔۔

ہاتھ اٹھانا چاہتے ہیں مجھ پر تو اٹھائیں نہ روکا کس نے ہے۔۔۔

اب بھی کیوں ر کے اس حد سے بھی گزر جائیے جہاں اتنا کچھ کیا ہے وہاں ایک اور سہی۔۔۔"

مہر نے طنزیہ انداز میں داؤد کو دیکھ کے کہا۔۔۔

جس کا غصہ اس کی باتیں سن کر لمحہ بہ لمحہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔۔۔

"اور تم تو بہت خوش ہو گئی نہ کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔۔۔"

ایک کامیاب بزنس مین تمہارے حصے میں آ گیا۔۔۔

لیکن تمہیں بھی ایک بات بتا دوں کہ کسی کی خوشیوں کو مار کر اپنے گھر کی عمارت اس پر تعمیر کبھی نہیں کی جاسکتی۔۔۔

کیونکہ وہ عمارت نہایت عارضی ہوتی ہے۔۔۔ پتہ ہے کیوں کیونکہ اس کا مسکن قبرستان ہوتا ہے۔۔۔۔۔"

اس نے حسینہ کے ارد گرد چکر کاٹتے کہا اور عین اس کے سامنے کھڑے ہو کر رکھ کر اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔۔۔

"چٹاخ"

تھپڑ اتنا شدید تھا کہ اس کی آواز پورے گھر میں گونج اٹھی تھی۔۔۔

جبکہ حسین کا گال سرخ ہوتا سن سنا اٹھا تھا۔۔۔

اور وہ ایک طرف کو درد سے جھک گئی تھی۔۔۔

حیران تو داؤد بھی رہ گیا تھا مہر کو اتنے غصے میں دیکھ کر۔۔۔۔۔

اور یہی حال اس کے بچوں کا بھی تھا۔۔۔



جنہوں نے کبھی بھی اپنی ماں کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔۔۔

اور اب اگر وہ اتنے غصے میں تھی تو یقیناً اس کی وجہ ان کا باپ ہی تھا۔۔۔

"اے تو نے مجھے مارا بھی کیسے داؤد تم دیکھ رہے ہو تمہاری بیوی نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے۔۔۔

مجھ پر حسینہ انڈسٹریز کی اونر پر۔۔۔"

حسینہ تو غصے سے پاگل ہوتی چیخ اٹھی تھی۔۔۔

"آواز نیچے رکھو یہاں میرے بچے موجود ہیں۔ تمہاری طرح گنواروں کا ڈا نہیں یہ۔۔۔

اور اونر ہوگی تم اپنے گھر میں یہاں کی اونر میں ہوں۔۔۔

اور جب تک میں اس گھر میں ہوں۔۔۔۔

تم جیسی کریکٹر لیس عورت کو تو تمہارے بالوں کی چوٹی سے پکڑ کے اس گھر سے باہر کر سکتی ہوں۔۔۔

اپنی اوقات مت بھولو تم۔۔۔"

حسینہ کے چیخنے کے انداز میں کہہ کر اس کے بچوں کی طرف آنے پر مہرنے اسے گردن سے دبوچ کر پیچھے کیا تھا اور

آہستہ آواز میں پھنکاری تھی۔۔۔۔۔۔

کہ حسینہ کے جسم میں ٹھنڈی لہریں پیدا ہونے لگی تھیں خوف کے مارے۔۔۔

حسینہ کے لئے تو جیسے سانس لینا مشکل ہو گیا تھا۔۔۔

اس نے چیخ کر داؤد کو اپنی مدد کے لیے بلایا جو کہ اس کی چیخ سن کر ہوش میں آیا تھا۔۔۔

اور مہروش کو جھٹک کر پیچھے کیا۔۔۔

"کیا پاگل ہو گئی ہو تم مہر گھر آئے مہمان کے ساتھ کوئی ایسا کرتا ہے۔ دور رہو تم حسینہ سے"۔۔۔۔۔

داؤد اس پر چیخ کر بولا تو حسینہ معصوم صورت بنائی داؤد کے پیچھے چھپ کر مہر کو طنزیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

کہ جیسے دیکھو میں نے تمہارے شوہر پر پورا قبضہ کر لیا ہے۔۔۔

جو کہ صرف میری سنتا ہے اور میری ہی کہتا ہے۔۔۔

مہر نے ایک نظر داؤد کو دیکھا اور آہستہ آہستہ قدم پیچھے لینے لگی۔۔۔

"او آئی سی۔۔۔

میں یہ کیسے بھول گئی کہ تمہارے لئے تو میں کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتی۔۔۔

جبکہ یہ باہر والی لڑکی تمہارے لیے بے حد عزیز ہے معاف کرنا بھول گئی تھی میں۔۔۔

تمہاری زندگی میں میری کوئی حیثیت ہی نہیں۔۔۔

آئندہ تمہارے معاملے میں کبھی عمل دخل نہیں کروں گی۔۔۔

کیونکہ میں تو شمس کے ساتھ بہت خوش ہوں اور تمہارے ساتھ تو صرف میں وقت گزاری کر رہی تھی۔۔۔

ان تصویروں کے مطابق۔۔۔

مہر نے اپنا سردائیں بائیں ہلاتے سمجھتے ہوئے انداز میں کہا۔۔۔

تو داؤد نے اس کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر جھنجوڑ ڈالے۔۔۔

یہاں تک کہ اس کی انگلیاں مہر کے گداز بازوؤں میں دھنستی چلی گئیں۔۔۔  
"سس"

درد سے مہر کی ایک سسکی نکلی تھی۔۔

آنسو ٹپک کر اس کے چہرے پر آئے تھے۔۔

کیا اب بھی کچھ اور ہونا باقی تھا وہ مر پر کیوں نہیں گئی۔۔

کیا یہ سب دیکھنے کے لیے ہی وہ زندہ تھی۔۔

"خبردار جواب ایک بھی لفظ اپنے منہ سے نکالا۔۔۔"

زمین میں زندہ گاڑ کر رکھ دوں گا کوشش کرنا میرے سامنے نہ آؤ تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا میں۔۔

ورنہ تمہاری جان میں اپنے ان دونوں ہاتھوں سے خود نکالوں گا۔۔

اس نے مہر کو پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا۔۔

جو گھٹنوں کے بل زمین پر گری تھی۔۔

جب کہ خود تن فن کرتا گاڑی لے کر غصے سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔

پیچھے حسینہ اسے ہنستے ہوئے دیکھتی اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔

اس کا مشن جو کامیاب ہو گیا تھا۔۔

اب اسے جلد سے جلد رحمہ کو اپنی کامیابی کی اطلاع دینی تھی۔۔

اس لیے وہ جلدی سے جا کر اپنے کمرے میں بند ہو گئی اور رحمہ کو کال ملا کر۔۔۔

اسے یہاں کے حالات سے آگاہ کرنے لگی۔۔۔

دوسری طرف داؤد باہر نکلتے ہی ایک شدید ٹینشن کا شکار ہو چکا تھا۔۔۔

گاڑی چلاتے ہوئے بھی اس کے اعصاب چٹخ رہے تھے۔۔۔

اسٹیئرنگ ویل پر مکے برساتا وہ اپنا غصہ کم کرنے کی کوشش میں لگا تھا آخر کیسے مہر نے اپنا نام کسی دوسرے شخص کے ساتھ جوڑ دیا۔۔۔

سے رہ رہ کر خود پر غصہ آرہا تھا کہ اس نے تصویروں کے بابت مہر سے پوچھا ہی کیوں نہ وہ ان تصویروں کا پوچھنا تھا اور نہ ہی مہر اس سے اس طریقے سے بات کرتی۔۔۔

سب کچھ درہم برہم ہو چکا تھا اس کا بنا بنایا کھیل زیادہ ہی پیچیدہ ہو چکا تھا۔۔۔

اسے اب بھی یاد تھا وہ دو ہفتے پہلے کا دن تھا۔۔۔ جب اسے معلوم ہوا تھا کہ حسینہ نے دھوکے سے اس کے سائن پر اپرٹی کے کاغذات پر لے لئے ہیں۔۔۔

جس سے داؤد کی ساری پر اپرٹی حسینہ کے نام ہو چکی ہے اس بات نے داؤد کو بہت بری حد تک پریشان کر دیا تھا۔۔۔

اور اسی لئے ہی تو وہ حسینہ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارتا تھا۔۔۔

کہ کسی طریقے سے وہ اس سے دوبارہ اپنی پر اپرٹی حاصل کر سکے۔۔۔

کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے بچے بغیر کسی آسائش کے پیدا ہوں۔۔۔

اور آج جو یہ سب ہوا وہ بھی اس کے پلین کا ہی حصہ تھا۔۔۔  
وہ حسینہ کو یہ دکھانا چاہتا تھا۔۔۔  
کہ وہ اس کے ساتھ ہی رہنا چاہتا ہے نہ کہ مہر کے ساتھ۔۔۔  
کیونکہ اس نے رحمہ اور حسینہ کی باتیں سن لیں تھیں اور اب وہ ان کو انہی کی چال میں پھنسانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔  
لیکن براہو اس وقت کا جب رحمہ کی کال دوپہر میں آگئی۔۔۔۔۔  
اور اس نے ایان کی زخمی ویڈیو دکھا کر داؤد کا دماغ خراب کر دیا۔۔۔  
وہ کبھی بھی اس کی بات پر یقین نہ کرتا مگر اس ویڈیو میں سب منظر اصل تھا۔۔۔  
وہ کیسے اپنے بیٹے کو ایسی بری حالت میں دیکھ سکتا تھا اور پھر جیسے ہی مہر گھر آئی۔۔۔۔۔  
اس نے اپنا غصہ مہر پر اتار دیا تھا مگر جو نہی اس نے سوتیلے اور سکے کی بات کی تو مہر کا سفید پڑتا چہرہ دیکھ اسے اندازہ ہوا  
کہ۔۔۔۔۔  
اس نے نہایت غلط وقت پر نہایت ہی غلط بات کہہ کر بری طرح مہر کا دل دکھا دیا ہے۔۔۔  
وہ بھی کیا کرتا۔۔۔  
وہ خود پر کنٹرول ہی نہیں کر پایا تھا۔۔۔  
لیکن جیسے ہی اسے حالات کا اندازہ ہوا۔۔۔  
اس نے خود پر قابو پا لیا۔۔۔

لیکن حسینہ کو اس حد تک ان کی لڑائی میں انوالو ہوتا دیکھ اس نے مہر سے لڑائی جاری رکھنے کا سوچا۔۔۔  
(مہر میں تمہیں آج رات خود سب سچ بتا دوں گا بس آج کی رات) داؤد نے دل میں کہا۔۔۔  
مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ آج کی رات بھی وہ مہر سے یہ بات نہیں کر پائے گا۔۔۔  
بلکہ وہ اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کھودے گا۔۔۔  
وہ آج مہر کے سامنے اپنے دل کو کھول کر رکھ دینا چاہتا تھا۔۔۔  
مگر کیا اس کی قسمت میں اس کا ساتھ تھا بھی یا وہ اسے کھو چکا تھا۔۔۔  
وہ اپنے آپ کو جتنا کوستا تھا آخر اس نے مہر سے زیادہ ہی سخت لہجے میں بات کیوں کی۔۔۔  
تھا تو سب یہ ڈرامہ ہی نہ بس اسے مہر سے ایک بات کا گلہ تھا کہ اسنے ایان کی بات اس سے چھپائی۔  
اس بات سے وہ واقعی مہر سے غصہ تھا۔۔۔  
ابھی وہ کم از کم اتنی جلدی گھر نہیں جانا چاہتا تھا۔۔۔  
وہ مہر کو تھوڑی دیر تنہائی فراہم کرنا چاہتا تھا۔۔۔  
تاکہ وہ ٹھنڈے دماغ سے سوچے۔۔۔  
جیسے ہی اس کا غصہ ٹھنڈا ہوتا۔۔۔  
داؤد نے گھر کی راہ لی تھی تاکہ وہ اسے مناسکے۔۔۔  
مگر آج اسے گھر پہنچ کر کتنے بڑے نقصان کا حقدار ٹھہرنا تھا یہ وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

داؤد اور رحمہ کے جانے کے بعد صرف مہر اور ریان، ایان کی لاؤنج میں بچے تھے۔۔۔  
جبکہ سب ملازم ترحم بھری نگاہوں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔  
داؤد نے تو غصے میں یہ تک نہ دیکھنا ضروری سمجھا تھا کہ ایان اپنے قدموں پر بغیر کسی سہارے کے کھڑا ہے۔۔۔  
وہ تو بس آتے ہی مہر پر اپنا غصہ نکال چکا تھا۔ بچے الگ اس سے ڈر گئے تھے تبھی کچھ نہ بولے۔۔۔  
مہر گم سم سی اپنے آپ کو اس اتنے بڑے علیشان گھر میں تنہا محسوس کر رہی تھی۔۔۔  
"کیا یہی سب تھی میری زندگی"  
اس نے کرب سے آنکھیں میچتے سوچا۔۔۔  
اور آہستہ آہستی شکستہ قدموں سے اوپر کی طرف اپنے کمرے میں بڑھنے لگی۔۔۔  
بچوں کا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھوٹ چکا تھا۔۔۔  
بچے اسے بلاتے رہ گئے مگر اس کا دماغ اتنا سن تھا کہ وہ انکی آواز تک نہ سن پائی۔۔۔  
اسے لگا سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے اسکی جان بھی ساتھ ہی نکل رہی ہے۔۔۔  
اب تو اس میں کسی غم کو سہنے کی ہمت نہ بچی تھی۔۔۔  
اللہ اللہ کر کے وہ اوپر پہنچی اور کمرے میں پہنچ کر دروازہ لاک کیا۔۔۔



کمرے میں نظر پڑی تو چاروں اطراف داؤد اور اسکی پیار بھری یادوں کی تصویریں تھیں۔۔  
ایک ایک تصویر پر نظر پڑتے اسے نئے سرے سے رونا آیا تھا۔۔  
وہ تھکے قدموں سے باتھ روم کی طرف بڑھ گئی اور شاہر آن کر کے اس کے نیچے بیٹھ گئی۔۔  
اور پھر کیا تھا روتے روتے اسکی ہچکیاں بندھ گئیں تھیں۔ آخر کس کس چیز کو روتی وہ سوتیلی ماں ہونے کے طنز کو  
---

محبت کی بے اعتباری پر یا پھر پوری دنیا میں تنہا رہ جانے پر۔۔  
کوئی بھی تو نہیں تھا اسکا اپنا جن پر پیار جتا یا وہ اسکے تھے ہی نہیں۔۔  
اور جنہوں نے اس سے سچ میں پیار کیا وہ اس دنیا میں نہیں تھے۔۔  
"آآآآآآ"

"آخر میں ہی کیوں، میرا بھی تو خوشیوں پر کوئی حق ہے پھر کیوں ہمیشہ میری خوشیوں کی مدت اتنی مختصر ہوتی  
ہے۔۔۔۔"

تھک گئی ہوں میں اپنے پیار کی دلیلیں دیتے دیتے۔

اب بس بہت ہو گیا۔ میں چاہ کر بھی اب اور اپنی عزتِ نفس پر کمپروماز نہیں کر سکتی۔۔  
اپنی جتنی بے عزتی کروانی تھی میں کروا چکی ہوں۔ اگر اب میں زرا بھی یہاں رکی تو یقیناً مر جاؤں گی۔۔  
وہ خود سے تہیا کرتی بمشکل ٹوٹے قدموں سے اٹھی اور ایک نظر اپنے گیلے لباس کو دیکھا۔۔

جلدی سے لباس تبدیل کر کے وہ باہر آئی تھی۔ اب اسے جو بھی کرنا تھا جلدی کرنا تھا۔ یقیناً گرداؤد کو اسکے ارادوں کا پتہ چل جاتا تو وہ کبھی اسے اس چیز کی اجازت نہ دیتا۔۔۔

کمرے میں آتے ہی اسنے خالی بیگ میں اپنے کپڑے ڈالنا شروع کیے۔۔

کپڑے ڈالتے ڈالتے اسکی نظر سائڈ ٹیبل پر پڑی اپنی اور ریان ایان پر گئی۔۔

اسنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے وہ ایک تصویر اپنے بیگ میں رکھ لی۔۔

بیگ بند کرتے اسنے ایک بار پھر اپنے چاروں اطراف میں دیکھا جہاں اسکی چھوٹی سی دنیا کی خوشیوں سے بھرپور تصویریں تھیں۔۔۔

یک دم ہی اسے احساس ہوا کہ یہ تو مصنوعی دنیا ہے۔۔۔۔

اور سب کچھ نئے سرے سے یاد آتے اسکا دماغ بری طرح گھوم گیا۔۔

اگر اسکا شوہر اسے چاہتا ہی نہیں تھا تو پھر ان جھوٹی یادوں کا فائدہ۔۔

لمحہ لگا تھا اسے تیش میں آنے میں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ان خوبصورت فریب دیتی یادوں کو چکنا چور کر چکی تھی۔۔

تصویروں کے فریم ٹوٹ کر بکھر گئے تھے۔ چاروں اطراف اب صرف کانچ کی کرچیاں تھیں۔۔۔

اور بچیں ان میں تصویریں تو انہیں بھی مہر نے پھاڑ کر چور اچور کر دیا تھا۔۔۔

یہاں تک کے اسکے اپنے ہاتھوں سے خون بہنے لگا تھا۔۔

یہ سب کرتے وہ سہ بار مری تھی۔  
مگر اب وہ واپسی کا کوئی طریقہ نہیں رکھنا چاہتی تھی۔۔۔  
جاتے ہوئے صرف اور صرف اسے حق مہر کی رقم لی تھی۔  
ایک نظر اس کمرے کی تباہی کو دیکھتے وہ آنکھیں پونچھتی بیگ لیتی باہر نکلی تھی۔۔۔  
اسکے ہاتھ میں بیگ دیکھ سارے ملازمین اور بوپریشان ہو چکے تھے۔۔۔  
"مہر بیٹا یہ کیا کر رہی ہو کہاں جا رہی ہو"  
بوپریشانی سے اسے باہر جاتا دیکھ اسکے پاس آتے بولیں۔۔۔  
"بو مجھے بتانے کی ضرورت تو نہیں کہ میں کیوں جا رہی ہوں۔۔۔  
جو ہو اسب آپ کے سامنے ہے۔  
اگر اب شاید کچھ دیر بھی یہاں رکی تو یقیناً میرا دم گھٹ جائے گا"  
یہ کہتے ہی اسنے آگے قدم بڑھائے تھے۔۔۔  
"ماما آپ ہمیں چھوڑ کر جا رہی ہیں مت جائیں"  
یہ وہ آخری آواز تھی جو وہ اس وقت سننا نہیں چاہتی تھی۔  
یہ آواز اسکا دل چیر گئی تھی۔  
اسکے بچے کی معصوم آواز۔۔۔

ریان اسکا ہاتھ تھام کر روتے ہوئے بولا۔

یہ اسکا سب سے صابر بیٹا تھا۔

جسے آج تک اسنے کبھی سخت پریشانی میں بھی روتے نہیں دیکھا تھا اور آج اسے روکنے کی لیے وہ منت کر رہا تھا۔۔۔

"ماما پلیز مت جائیں ڈیڈ بہت گندے ہیں انہوں نے آپ کو ڈانٹا۔

میں ان سے کبھی بات نہیں کروں گا"

وہ روتے ہوئے بولا۔۔۔

یہ آوازیں اسکے قدم زنجیر کر رہی تھیں۔۔۔

مگر آج اسے رکنا نہیں تھا۔

وہ آنسو زبردستی صاف کرتی گہرا سانس لیتے انکی طرف پلٹی اور انکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھی۔۔۔۔

"میرے بچوں ایک بات یاد رکھنا ماما آپ سے بہت بہت بہت پیار کرتی ہیں"

اسنے دونوں کے چہرے پر ہاتھ رکھتے پیار سے کہا۔۔۔

آنسو بے ربط ہوتے اسکے چہرے پر بکھرتے چلے گئے تھے۔۔۔

"پھر آپ ہمیں چھوڑ کر کیوں جا رہی ہیں"

ایاں سوں سوں کرتے بولا۔۔۔

"کیونکہ بچہ ماما کی مجبوری ہے۔

اور ویسے بھی ڈیڈ کو آپ کی ماما پسند نہیں انہیں لگتا ہے ماما آپ کا خیال نہیں رکھتیں۔  
فکر مت کرو ماما تھوڑی دیر کے لیے جارہی ہیں جلد آجائیں گی"  
اسکا دل اس جھوٹ پر کر لایا تھا مگر وہ کیا کرتی۔  
اسے جانا تھا ہمیشہ کے لیے مگر کہاں یہ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔  
اپنے گھر کے دروازے تو خود بند کیے تھے اسنے خود پر۔۔۔  
"نہیں ماما آپ کہیں نہیں جائیں گی۔  
آپ جھوٹ بول رہی ہیں آپ واپس نہیں آئیں گی میں جانتا ہوں"  
ریان اسکی ٹانگ سے لپٹ کر روتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔  
وہ جو پلٹ رہی تھی۔  
ریان کے لپٹنے پر اسکی جان جسم سے نکلنے لگی تھی۔  
بھلا اسکے بچوں کا کیا قصور تھا اس سب میں۔۔۔۔۔  
داؤد نے انہیں بھی اس آزمائش میں لا کھڑا کیا تھا۔  
وہ تو انکو ساتھ بھی نہیں لے جاسکتی تھی۔  
بھلا کس رشتے سے لے کر جاتی۔  
سو تیلی ماں ہی تو تھی وہ انکی۔۔۔

وہ دل پر پتھر رکھ کر پلٹی پیچھے بچے اسکی طرف روتے بلکتے لپکے تھے۔

مگر اسنے کان بند کر لیے تھے اپنے دل کو مار لیا تھا۔

بوانے انہیں روتے ہوئے راستے میں ہی روک لیا تھا۔۔

"نہیں بوا چھوڑے ہمیں ماما جا رہی ہیں وہ واپس نہیں آئیں گی ہمیں بھی ماما کے ساتھ جانا ہے"

ریان ایان دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ یتیم کسے کہتے ہیں۔

انہیں اس بات کا احساس تو صحیح طریقے سے آج ہوا تھا۔۔

ماں نہ ہونا کسے کہتے ہیں۔

بچوں کی حالت رو رو کر بگڑ چکی تھی اور باقی ملازموں کی انہیں دیکھ کر۔۔۔

داؤد بھی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔۔

اور حسینہ اسنے یہ سارا ماجرا سیڑھیوں پر کھڑے دلچسپی سے پاپ کارن کھاتے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔

"چچ چچ مہر تم سے تو جان چھوٹ گئی پر اب تمہارے بچوں سے جان چھڑانے کی باری ہے۔۔۔

مگر افسوس اپنے بچوں کو بچانے کے لیے تم یہاں موجود نہیں ہو گی۔۔۔

اسکے خطرناک ارادے آنے والے طوفان کا پتہ دے رہے تھے۔۔۔

\*\*\*\*\*

مہر کو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کہاں جائے۔ اب رو اسکا یہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔

وہ ریلوے سٹیشن پر کھڑی کسی منزل کی طرف بڑھنے کا سوچ رہی تھی۔۔۔  
اور آخر کار وہ ٹکٹ لینے سٹیشن کے انٹیریر کی طرف گئی۔۔۔  
اندر پہنچ کر جیسے ہی وہ ٹکٹ لینے لگی فون کال نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔  
بوا کا نمبر دیکھ پہلے تو وہ فون کاٹنے لگی۔۔۔۔۔  
مگر یوں آدھی رات کے پہرا نہیں یوں فون کرتا دیکھ اسکا دل انہونی کے خوف سے کانپنے لگا۔۔۔۔  
ایان اور ریان تو ٹھیک ہوں گے نہ۔۔۔۔  
اسنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے آخر کار فون اٹھایا مگر جو خبر اسے ملی تھی۔۔۔  
وہ اسکے پیروں تلے سے زمین بری طرح کھینچ چکی تھی۔۔۔ اسے لگا تھا اسکا دل پھٹ چکا ہے۔۔  
"آگ"  
یہ وہ آخری لفظ تھا جو اسکے ششدر زدہ وجود سے برآمد ہوا تھا۔۔۔  
\*\*\*\*\*  
"کیسے"  
"میرے بچے"  
مہر کے منہ سے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں اپنے بچوں کا نام نکلا۔۔۔  
"بوا یہ کیا کہ رہی ہیں آپ آگ کیسے لگ سکتی ہے اور ریان اور ایان کہاں ہیں"



اسنے اپنی آواز کو پھٹتا ہوا محسوس کیا۔

"آپ رو کیوں رہی ہیں جواب کیوں نہیں دے رہیں خدا رکھو آپ بولیں میرے بچیں کہاں ہیں بوامیر اذل بند ہو جائے گا۔"

اسے لگا وہ اپنے قدموں پر کھڑی نہیں رہ پائے گی۔۔۔

"مہربٹیا بچے اندر ہیں"

بو اروتے روتے کہتے اسکی جان با آسانی اپنے لفظوں سے اسکی جان نکال گئیں تھیں۔۔۔

ایک دم سانس آنا بند ہوا تھا اسے اور وہ الٹے پیروں وہاں سے بھاگنے لگی۔۔۔

ٹکٹ چیکر نے اسے راہ میں روکا۔۔۔

میڈم آپ کہاں جارہی ہیں آپ کی ٹکٹ کنفرم ہو گئی ہے۔۔۔

"انکل پلیز میرے بچے مصیبت میں ہیں بس ایک کام کی جیے گا میرے سامان کا دیہان رکھیے گا جب بھی لوٹ آئی آپ سے لے لوں گی"

بزرگ سے ٹکٹ چیکر کو کہتی وہ باہر کو بھاگ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

اور وہ بزرگ تاسف سے اسے جاتا دیکھتا رہا کل رات سے وہ اس لڑکی کو سٹیشن پر پریشان حال دیکھ رہا تھا۔۔۔

اور اب اسے یوں افراتفری میں جاتا دیکھ وہ سمجھ گیا تھا کہ کچھ ٹھیک نہیں ہے۔

اسنے مہر کا سامان اٹھایا اور سٹیشن پر ہی بنے اپنے ایک چھوٹے کمرے میں رکھ دیا۔۔۔

اس امید میں کہ شاید وہ واپس آجائے۔۔۔

\*\*\*\*\*

مہر جب واپس آئی تو گھر کے باہر ملازموں کا جھمگٹا دیکھ اسکی دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔۔۔  
بے قرار نظریں ریان ایان کی تلاش میں گھومیں تھیں۔ مگر ناکام لوٹ آئیں تھیں۔ داؤد بھی اسے کہیں نظر نہیں  
آیا۔۔۔

"بوریان ایان کہاں ہیں"

وہ بھاگ کر ان تک پہنچی اور انہیں جھنجوڑ کر پوچھا۔۔۔

"سیٹیا ہم تو سرورینٹ کو اڑ میں تھے جب آگ لگی ریان ایان تو اندر ہی ہیں۔ آگ اتنی زیادہ لگ گئی ہے کہ بجھ ہی نہیں  
رہی"

بوروتے ہوئے بولیں۔۔۔

"کیا مطلب وہ اندر ہی ہیں ابھی تک ان کو کسی نے نکالا کیوں نہیں"

وہ غصے سے چیخی۔۔۔

"مہر چیخ کیوں رہی ہو تمہیں تو شکر کرنا چاہیے کہ تم اس وقت باہر ہو اندر نہیں ورنہ انکے ساتھ تم بھی جل رہی ہوتی"

حسینہ نے اسے دیکھتے مطلب پرستی سے کہا تو وہ اسے دھکا دیتی گھر کی طرف بھاگی۔۔۔

سارے اسکے پیچھے بھاگے تھے اسے پکڑنے مگر وہ ان سے پہلے آگ میں کود چکی تھی۔۔۔

آگ اسکا دپٹہ پکڑ چکی تھی۔

جسے اسنے فوراً اپنے جسم سے اتار کر پھینک دیا تھا۔۔۔

اور کھانستے ہوئے ہاتھ سے دھواں ہٹاتے اوپر بچوں کے کمرے کی طرف بھاگی۔۔۔

"دروازہ بھی بری طرح آگ پکڑ چکا تھا۔۔۔"

مہرنے دھکادے کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی مگر اسکا ہاتھ گرم دروازے کی وجہ سے سرخ پڑ چکا تھا۔۔۔

مگر وہ لگاتار کوشش کرتی رہی اور آخر کار دروازہ کھل چکا تھا۔۔۔

وہ بھاگ کر اندر آئی دھواں ہر طرف پھیل چکا تھا۔ ریان ایان وہاں کہیں نہیں تھے۔۔۔

"ریان ایان کہاں ہو"

وہ جواب نہ ملنے پر بھاگ کر باتھ روم کی طرف گئی جہاں وہ لوگ پانی سے بھرے باتھ ٹب میں بیٹھے رو رہے تھے۔

انکی یہ عقلمندی کام کر گئی تھی۔ جسکی وجہ سے وہ آگ سے بچ گئے تھے۔۔۔

"اسکو اندر آتے دیکھ وہ چیخ کر بولے ماما"

"میرے بچے"

وہ بھاگ کر ان تک پہنچی اور انہیں ٹب سے باہر نکالا۔۔۔

وہ تو مہر سے چپک ہی گئے تھے کہ کہیں وہ انہیں دوبارہ نہ چھوڑ کر چلی گئی۔۔۔

"ماما ماما"

وہ دونوں روتے ہوئے ماما ماما کی گردان کر رہے تھے۔ بچے آگ سے بری طرح ڈر چکے تھے مہر کو انہیں کسی بھی حالت میں باہر نکالنا تھا۔۔۔

وہ ان دونوں پر الماری سے چادر نکال کر لپیٹتی انہیں لیے نیچے کی طرف بڑھی جہاں آگ ہی آگ تھی۔۔۔  
بچے بری طرح کھانس رہے تھے۔۔۔

مہر نے دونوں بازوؤں میں انہیں تھام رکھا تھا۔ اس کا خود کا چلنا مشکل ہو چکا تھا۔۔۔  
اس سے پہلے کے وہ انکو لے کر سیڑھیوں سے اترتی اسے محسوس ہوا ایاں کا سر اس کے کندھے سے ڈھلک کر نیچے گر چکا تھا۔۔۔

"ایاں ایاں میری جان آنکھیں کھولو کیا ہوا ہے تمہیں"

مہر ویش نے اسے ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔ مگر جواب نہ ارد۔۔۔

وہ ہوش میں ہوتا تو کوئی جواب دیتا نہ۔۔۔

اس کی طرف دیکھ کر ریاں بھی ڈر چکا تھا۔۔۔

مہر ش کہ اپنا دل بھی رک رک کر چلنے لگا تھا وہ مشکل ان کو لیتی سے بچ جاتی ہوئی سیڑھیاں اتر رہی تھی اس کا بازو آگ پکڑ چکا تھا۔۔۔

اور اب آگ کا دروازہ اس کے لئے آگ کا دریا بنا کھڑا تھا جسے مہر کو ہر حال میں اپنے بچوں کی جان بچانے کے لیے پار کرنا تھا۔۔۔

دھواں بری طرح اس کے سینے میں اتر چکا تھا۔  
جس سے اسے سانس لینے میں دشواری آرہی تھی۔۔

\*\*\*\*\*

داؤد نے واپسی پر آتے ہوئے سیل فون آن کیا تو گھر سے لاتعداد کالز آئی دیکھ کر وہ پریشان ہو چکا تھا۔۔  
اس نے کال بیک کی مگر کسی نے بھی جواب نہیں دیا وہ پریشان ہو چکا تھا اور گاڑی تیز چلاتے اپنے گھر جلدی پہنچنے کی  
کوشش کرنے لگا۔۔

جوں ہی وہ گھر کے قریب پہنچا تو اسے اپنے گھر کے قریب سے دھواں اٹھتا ہوا محسوس ہوا۔۔  
جب اس کی گاڑی گیٹ کے آگے آکر رکی تو اس کا دل بری طرح حلق کو آچکا تھا۔۔  
کیونکہ سامنے ہی تو اس کے پیارے آشیانے کو آگ لگ چکی تھی۔۔  
"داؤد بیٹا داؤد بیٹا شکر ہے تم آگئے گھر کو پوری طرح آگ لگ چکی ہے۔  
ریان اور اریان اندر رہ گئے تھے جب کہ مہروش اپنی جان پر کھیل کر اندر چلی گئی ہے اور ابھی تک باہر نہیں آئی بیٹا مجھے  
ڈر لگ رہا ہے ان تینوں کو کچھ ہونہ جائے کچھ کرو"

بواروتے ہوئے بولیں تو داؤد کا دل دھڑکنا بند ہوا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ آگ میں کودتا حسینہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر تھاما۔۔

"داؤد کیا تم پاگل ہو چکے ہو کیا کر رہے ہو تم کیا تم خود بھی جل کر مرنا چاہتے ہو"

داؤد کو حسینہ کی مطلب پرستی پر تیش آیا۔۔۔

"تو کیا تمہاری طرح بے حس بن کر کھڑا رہا ہوں..."

اپنے جان سے پیارے بچوں کو نہ بچاؤں اور یہاں کھڑا رہ کر تماشا دیکھوان کے مرنے کا۔۔۔

جب وہ بولا تو اس کی دھاڑ حسینہ کو اندر تک ہلا گئی کہ وہ ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی۔۔۔

داؤد نے پھر اس آگ میں جانا چاہا مگر آگ اتنی تیش زدہ تھی کہ اس کا کوٹ بری طرح آگ پکڑ چکا تھا۔۔۔

جسے اس نے فوری طور پر اتار کر دور پھینک دیا اور گھر کے دروازے کو دیکھنے لگا جہاں دھواں ہی دھواں تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ ایک مرتبہ پھر کوشش کرتا اسے دھوئیں میں ہیولا نظر آیا۔۔۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے آگ کے اس دروازے میں سے مہر اپنے دونوں ہاتھوں میں بچوں کو چھپائے نکلی تھی۔۔۔

بازوؤں پر ابھی بھی آگ لگی ہوئی تھی جبکہ دامن بھی بری طرح جل چکا تھا۔۔۔

اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس کے قدموں میں زمین بوس ہوئی تھی۔۔۔

جبکہ اپنی تینوں متاع کو یوں زمین پر زندگی ہارتا دیکھ داؤد گھٹنوں کے بل زمین پر گرا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

"مہر اٹھو ریان ایان مہرے بچوں بیٹا اٹھو مہر آنکھیں کھولو"

داؤد ہوش میں آتا کھسک کر مہر کے پاس جاتا اسکا منہ تھپتھپا کر اسے جگانے لگا۔۔۔

کبھی وہ ریان کو اٹھاتا تو کبھی ایان کو مگر وہ معصوم تو ہوش میں ہی نہیں تھے۔

اسنے انکا ہاتھ اٹھا کر اپنے منہ پر رکھنا چاہا مگر ننھا ہاتھ بے جان ہوتا لڑکھڑا کر واپس گر چکا تھا۔۔

داؤد روتے ہوئے پہلے مہر کو اٹھا کر گاڑی کی طرف بھاگا پیچھے جنید ریان ایان کو لیے گاڑی تک گیا۔۔

انہوں نے فوراً سب کو گاڑی میں ڈالا اور جنید نے گاڑی فل سپیڈ پر ہسپتال کی طرف بڑھادی۔۔

ریان ایان کو چلڈر نر زوارڈ میں جبکہ مہر کو سیدھا ایمر جنسی میں لے جایا گیا تھا۔۔

سب باہر پریشانی سے ٹہل رہے تھے۔۔

ڈاکٹر زباہر آئے تو سب انکی طرف لپکے۔۔

"آئی ایم سوری مسٹر ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے آپ نے انہیں لانے میں بہت دیر کر دی۔

دھواں پوری طرح انکے لنگس میں بھر چکا ہے۔

ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں مگر آپ کی وائف رسپانڈ ہی نہیں کر رہیں تو بتائیں ہم کیا کر سکتے ہیں۔

اب سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ہم نے دوا کر دی ہے آپ لوگ دعا کریے"

ڈاکٹر یہ کہہ کر اسکا شانہ تھپتھپاتا وہاں سے جا چکا تھا۔ جبکہ داؤد اپنا آپ خالی ہوتا محسوس کر رہا تھا۔۔

آخر کیا ضرورت تھی اسے گھر سے جانے کی۔ کیا ضرورت تھی اسے مہر سے جھگڑنے کی۔۔ یہ سب اسہی کا تو کیا دھرا

تھا۔۔

تو اب یہ پچھتاوا کیسا تھا۔۔



کیا وہ مہر کے بغیر رہ پائے گا۔ دل نے بے ساختہ اس بات کی نفی کی تھی۔ اس میں تو اب جان بسنے لگی تھی اسکی۔ اس سے ہی تو سچا پیار ہوا تھا اسے۔۔۔

اور اب وہ اسے رستے میں یوں تنہا چھوڑ کر نہیں جاسکتی تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

خان آپ کہاں جا رہے ہیں۔۔۔۔

گل مینے کی آواز پر خان کے باہر کو بڑھتے قدم رکے تھے۔۔۔

"مزار پر"

دو لفظی جواب دے کر دوبارہ باہر کو بڑھا تھا۔۔۔

"مہر کے لیے"

گل مینے نے افسردگی سے پوچھا۔۔۔

"اور کس کے لیے جاسکتا ہوں۔ وہ ہی تو مشکل میں ہے میرا دل کہتا ہے اور اب خدا خود مجھے اس سے ملائے گا"

وہ پختہ انداز میں کہتا باہر نکل گیا۔۔۔

وہ نہیں جانتا تھا اسکی کہی بات قبولیت کا درجہ پاگئی ہے اور کل مہر اسکے عین سامنے ہوگی۔

مگر پہلے جیسی وش نہیں بلکہ داؤد کی مہر بن کر۔۔۔

\*\*\*\*\*

فائر برگڈ آگ کو پوری طرح بھجا چکی تھی۔ حسینہ کو ملال تھا کہ اسکے دھوکے سے سائن کرائے پیپرز بھی اندر جل کر ختم ہو چکے تھے۔

اب اسکے پاس سوائے افسوس کے کچھ نہیں تھا مگر اب بھی وہ اپنی مکاری سے داؤد سے دوبارہ پیپرز سائن کروا سکتی تھی۔ اسے اس ہی بات کی تو خوشی تھی۔۔۔

"مہر اتنی نفرت بھر دوں گی داؤد کی زندگی میں تمہارے لیے کہ وہ مڑ کر بھی تمہیں نہیں دیکھے گا۔"

سوچنا تو دور کی بات ہے میری دعا ہے کہ تم اب ہی مر جاؤ ورنہ مجھے خود اپنے ہاتھوں سے مارنے میں تمہیں کوئی دکت نہیں ہوگی"

اسنے مکاری سے ہنستے کہا اس بات سے بے خبر کے اسکا زوال شروع ہو چکا ہے جسے وہ چاہ کر بھی پلٹ نہیں سکتی۔۔۔

\*\*\*\*\*

ڈاکٹر ز کوئی پروگریس " داؤد نے بے چینی سے پوچھا۔۔۔

آپ کے بچے تو ٹھیک ہیں کل انہیں ڈسچارج کر دیا جائے گا مگر جہاں تک بات ہے آپ کی وائف کی انکی سکن کافی جل چکی تھی۔

مگر شکر ہے خدا کا کہ ایکسٹرنل سکن جلی تھی انٹرئل نہیں ورنہ داغ رہ جاتا۔۔۔

مگر جہاں تک بات ہے انکے ہوش میں آنے کی تو مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ کوئی پراگریس نہیں ہوئی۔۔۔

داؤد ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا اور اداسی سے گلاس وال سے اندر دیکھنے لگا۔۔۔

جہاں سے مہر بیوں میں جکڑی نظر آرہی تھی۔۔۔

وہ دروازے پر ہلکا سا کمارتے پیچھے ہٹا اور بچوں کے وارڈ میں گیا جہاں اسکے کل کائنات تھیں۔۔۔

اسنے ریان ایان کا سر چوما اور انکے سرہانے ہی بیٹھ گیا اور پھر کب اسکی آنکھ لگی اسے پتہ ہی نہ لگا۔۔۔

صبح اسکی آنکھ کھلی تو بچے معصوم چہرہ بنائے اسکی طرف دیکھ رہے تھے۔

انکو ہوش میں دیکھ داؤد کی خوشی کا ٹھکانا نہیں رہا۔۔۔

"میرے بچے میری جان"

داؤد نے انہیں چٹا چٹ چوم لیا۔۔۔

پرائی کی زبان پر ایک ہی گردان تھی۔۔۔

"اما"

انکی بات سن کر چھن سے مہروش کا خیال آیا اور وہ فوراً باہر کو بھاگا کہ مہروش کے وارڈ کے آگے آکر ہی دم لیا۔۔۔

اسے یقین تھا اب تک مہر کو ہوش آگیا ہوگا۔ اسنے خوشی سے متمتاتے چہرے کے ساتھ جیسے ہی دروازہ کھولا۔۔۔

اسکے چہرے کی خوشیاں خزاں کے موسم میں بدل چکی تھی اور جیسے چہرے سے خوشی تو جیسے کسی نے نوچ پھینکی

تھی۔۔۔

کیونکہ کمرہ خالی پڑا اسے منہ چڑھا رہا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

مہر کو جب ہوش آیا تو اسکی شدید درد سے کراہ نکل گئی تھی۔۔۔ جلنے کا احساس بہت ہی جان لیوا تھا۔ مگر وہ اپنے بچوں کے لیے یہ بھی کر گزری تھی۔۔۔

ایسے ہی تو ماں کرتی ہے۔ اپنے بچوں پر بغیر سوچے سمجھے اپنی جان تک نثار کر دیتی ہے۔ مگر آج کل کی اولاد کیا کرتی ہے۔

اپنے والدین کو کسی خاطر میں نہیں لاتی۔ انکے ساتھ وقت نہیں گزارتی۔ اپنے نئے نئے دودن کے پیار کی خاطر انہیں نظر انداز کر دیتی ہے۔۔۔

اور آخر پر وہ سب سے دل دکھا دینے والا سوال کرتی ہے کہ آپ لوگوں نے کیا ہی کیا ہے۔۔۔  
تو خدا اپنے والدین کو سمجھیں انکی نصیحت کو سمجھیں، انکی قربانیوں کو سمجھیں۔۔۔  
اسنے ایک نظر بہتی آنکھوں سے اپنے ہاتھوں کو دیکھا جسکی اوپری سطح جل چکی تھی۔۔۔  
مہر نے سختی سے لب بھیج لیے۔۔۔

اس نے کوشش کی اٹھنے کی مگر درد اتنا شدید تھا کہ وہ دوبارہ پیچھے کو ڈھے گئی۔۔۔  
لگاتار تین بار کی کوشش میں وہ اٹھنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔۔۔

آہہ

"باقی سب کہاں ہیں اسنے درد کی شدت سے لب چباتے ہوئے دکھتے ذہن سے سوچا۔۔۔"  
اٹھنے میں اسے تقریباً پانچ منٹ لگ چکے تھے۔ جس سے وہ اپنے آپ کو کافی نقصان پہنچا چکی تھی۔۔۔  
نرس جو اسے ڈرپ لگانے آئی تھی اسے سٹریچر سے اٹھتا دیکھ فوراً بھاگ کر اسکے پاس آئی۔۔۔  
"میم یہ آپ کیا کر رہی ہیں آپ کی حالت خراب ہے آپ کیوں اٹھ رہی ہیں"  
اسنے مہر کو واپس بٹھاتے سوچا۔۔۔

"مجھے یہاں کون لایا اور میرے بچے کیا وہ بھی یہاں ہیں"  
اسنے پریشانی سے پوچھا اتنے برے حال میں بھی اسے صرف پروا تھی تو ریان ایان کی۔۔۔  
"جی میم آپ بیٹھیں تو صحیح میں بتا رہی ہوں آپ کو کہ آپ کے شوہر لائے تھے آپ کو یہاں ابھی وہ کچھ ہی دیر پہلے  
وہ اپنے بچوں کی وارڈ میں گئے ہیں۔۔۔"  
"میرے بچے کیسے ہیں"  
اسنے بے چینی سے پوچھا۔۔۔

"وہ ٹھیک ہیں میم یہاں جسکو ٹھیک ہونے کی ضرورت ہے وہ آپ ہیں میم ٹیک گڈریسٹ میں ڈاکٹر کو آپ کے  
بارے میں بتا کر آئی"  
نرس نے مہر کو ٹھیک سے بتاتے کہا۔۔۔

مہر کو بس اسکے جانے کا انتظار تھا جیسے ہی وہ باہر نکلی مہر درد برداشت کرتی اٹھی اور بمشکل ہی صحیح فوراً چلڈر نزوار ڈکی طرف گئی اور کچھ مشقت کے بعد ہی اسے ریان ایان مل گئے تھے۔۔۔

جنکے سرہانے ہی داؤد تھکا تھکا سانیند میں جا چکا تھا۔۔۔

مہر لب سیتی انکے پاس گئی اور نظر بھر کر اپنے چھوٹے سے ہنستے بستے آشیانے کو دیکھا جو شاید اب ہنستا بستانہ رہتا۔۔۔  
مہر انکے قریب جھکتی انکے ماتھے پر بوسہ دیتی خاموشی سے پیچھے ہٹتی چلی گئی اور وہاں سے جاتے ہوئے اسکی آنکھوں میں بس اس بے مہر کا چہرہ تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

خان گل مینے کے ساتھ مل کر زمارے کو کہانی سنارہا تھا جو کچھ ہی دیر پہلے دل میں درد کی وجہ سے رو رہا تھا۔۔۔  
مگر اب دوائی کھلانے اور ان دونوں کے بہلانے کے ساتھ وہ کافی حد تک ٹھیک ہو چکا تھا اور نہایت غور سے خان کی کہانی سن رہا تھا۔۔۔  
جب دروازہ کھڑکنے کی آواز نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔

خان کا دل بے ساختہ انداز میں دھڑکا تھا۔۔۔

"میں دیکھتی ہوں"

گل مینے دروازہ کھولنے اٹھی تو خان نے اسکا ہاتھ پکڑتے اسے جانے سے روکا اور خود کھڑا ہوا۔۔۔

"میں دیکھتا ہوں تم کو"

خان نے دروازے کی طرف دھڑکتے دل سے دیکھتے کہا۔۔۔

\*\*\*\*\*

داؤد نے جوں ہی خالی کمرہ دیکھا اسکا دل دھڑکنا بند ہوا تھا۔

"مہر"

اسکے منہ سے سرگوشی کے انداز میں اسکا نام نکلا تھا۔۔

وہ پاگلوں کی طرح کمرے میں ادھر ادھر دیکھنے لگا مگر مہر کہیں نہیں تھی۔ نرس جو ڈاکٹر کو لے کر آئی تھی ان سبکویوں دیکھ حیران ہوئی اور لچھ یہی حال ڈاکٹر لا بھی تھا۔۔۔

وہ پیشینہ جسکی جان مشکل سے ہی بچی تھی اب اپنے سٹریچر پر نہیں تھی۔ کہاں جاسکتی تھی وہ۔ اسکی حالت تو اب بھی خراب تھی۔۔۔

"میری بیوی کہاں ہیں"

اسکی دھاڑنے درود یوار ہلا دیے تھے۔۔۔

یہاں تک کہ ڈاکٹر اور نرس بھی گھبرا گئے تھے۔۔۔

"میں میں ابھی تھوڑی دیر پہلے آئی تھی وہ یہاں ہی تو تھیں کہاں چلی گئیں اب۔۔۔

وہ آپ کا پوچھ رہی تھیں اٹھنے کی ضد کر رہی تھیں تبھی میں ڈاکٹر کو لینے گئی تھی"

نرس نے گھبراتے ہوئے فر فر کہا تو داؤد اسے خون آشام نظروں سے دیکھنے لگا تھا جیسے یہ سب اسی کا کیا دھرا ہو۔۔۔



"چاہے زمین کھود ڈالو یا آسمان کھنگال ڈالو جنید مجھے وہ ایک گھنٹے کے اندر چاہیے"

داؤد نے غصے اور غم سے سرخ پڑتی آنکھوں سے کہا تو جنید نے بمشکل تھوک نکلاتا کیونکہ اس دفعہ اسے حالات کافی ناساز لگ رہے تھے۔۔۔

دوسری طرف مہراپنے سامان سمیت ریل گاڑی میں بیٹھی اپنی اگلی منزل کی طرف روانہ ہو چکی تھی۔ جو اسکے پیاروں سے بہت دور مگر کٹھن ہونے والی تھی۔۔۔

اپنے ہاتھ میں لکھے پتے کو دیکھتے کب رات سے صبح ہوئی اسے پتہ ہی نہ چلا۔۔۔

اور اب وہ اس دروازے کے آگے کھڑی پوری ہمت جمع کرتی دروازہ کھٹکھٹا رہی تھی۔۔۔

سانسیں تیز ہوئی تھیں جب دروازہ کھلا تھا اور اس شخص کا چہرہ سامنے آیا تھا۔

جسے دیکھے برسوں بیت چکے تھے۔۔۔

"خان"

"وش"

دونوں کے منہ سے ایک ساتھ ایک دوسرے کے نام ادا ہوئے تھے اور ہاتھ پہلو میں گرے تھے۔۔۔

\*\*\*\*\*

آج وہ دونوں آمنے سامنے تھے نجانے کتنے سال بعد۔۔۔

گل مینے نے پیچھے سے جھانک کر دیکھا تو وہ بھی مہر کو دیکھ کر ششدر رہ گئی اسکی نظر مہر کے جلے ہاتھوں پر بندھی پٹی پر گئی تو اسنے فوراً خان کو ہلا کر اسکی توجہ مہر کی حالت کی طرف کروائی جو بمشکل ہی کھڑی تھی۔۔۔  
وہ جو نجانے کتنی دیر سے اسکا چہرہ ہی دیکھ رہا تھا گل مینے کے ہلانے پر ہوش میں آیا جو مہر کی خراب حالت کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔۔۔

وہ فوراً حواس میں آتے اسکی طرف بڑھا اور اسے گلے لگایا۔۔۔  
کہاں چلی گئی تھی تم مہروش میں نے تمہیں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا۔۔۔  
وہاں کا جب مجھے پتہ چلا تو میں ابو کے ساتھ آیا تھا وہاں مگر تمہارے گھر والوں نے ہمیں تم سے ملنے نہیں دیا۔۔۔  
اور یہ سب کیا ہے یہ حالت کیسے ہوئی تمہاری۔۔۔  
اور تمہاری دوسری شادی کس سے ہوئی تھی۔۔۔ کیا یہ سب اس نے تو نہیں کیا۔۔۔  
خان کو اسکے شوہر پر غصہ آیا تھا۔۔۔  
مہر کو خاموش دیکھ وہ اسکا سامان پکڑنے باہر بڑھا اور گل مینے اسے لے کر اندر آئی۔۔۔  
جو کھٹ پتلی کی طرح اسکی ساتھ چلتی گئی۔۔۔

"او خوجا تم یہاں کیا کر رہے تمہارا بچہ لوگ کہاں اے وہ نہیں آئے"  
زمارے مہر کو دیکھتے ایک نظر میں ہی پہچان گیا تھا جبکہ مہروش بھی اسے دیکھ کر چونکی تھی۔۔۔  
یہی خان بھی ان دونوں کو حیرت سے دیکھنے لگا جو ایک دوسرے کو پہلے سے جانتے تھے۔۔۔

\*\*\*\*\*

"آسمان کھا گیا یا زمین نکل گئی کہاں گئی مہر جنید مجھے جواب چاہیے۔۔۔"

کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ دس منٹ کے اندر مجھے مہر چاہیے۔۔۔"

اور اب تو صبح ہونے کو آئی ہے مگر مہر کا کوئی نام و نشان نہیں۔۔۔۔۔۔۔"

داؤد کے آپارٹمنٹ میں اسکی آواز گونج رہی تھی جبکہ جنید اسکے آگے سر جھکائے کھڑا تھا۔۔۔

"آئی ایم سوری سر ڈھونڈا اسے جاتا ہے جو گما ہو جو خود کہیں چلا جائے اسے ڈھونڈنا ناممکنات میں سے ہو جاتا ہے"

جنید ہی بات داؤد کا دل چیر دینے والی مگر سولہ آنے سچ تھی۔۔۔

داؤد کا گھر جل جکا تھا تبھی اسکی رینوایشن چل رہی تھی۔ اس لیے وہ سب داؤد کے آپارٹمنٹ شفٹ ہو چکے تھے۔۔۔

بچے بھی کمرے میں تھے وہ مہر کو ڈھونڈنے میں ہر ایک سورس لگا چکا تھا مگر وہ یہ نہیں جان پایا تھا کہ مہر کہاں ہے سوائے اس بات کے کہ وہ کسی اور شہر منتقل ہو چکی ہے اور اسے سٹیشن پر دیکھا گیا تھا۔۔۔

مگر وہ کس ٹرین میں بیٹھی کس وقت بیٹھی وہ یہ نہیں جان پائے تھے۔۔۔

ابھی وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ اسے مہر کی کتنی بری عادت لگ چکی ہے اور عادت محبت سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔۔۔

\*\*\*\*\*

"نہت چالاک نکلی تم تو حسینہ تم تو مکاری میں مجھے بھی پیچھے چھوڑ گئی"

رحمہ نے حسینہ کو مکاری سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ دونوں اس وقت ایک پوش علاقے کے کیفے میں آمنے سامنے بیٹھی اپنی کمیابی کا جشن منا رہی تھیں۔۔۔

جس کی اہم وجہ مہر کانکے درمیان سے مکھن سے بال کی طرح نکل جانا تھا۔۔۔

"آخر تم نے وہ کر ہی دکھایا میری سوتیلی بہن جو میں نہ کر پائی"

رحمہ کی بات پر حسینہ بل کھا کر رہ گئی۔۔۔

"ڈونٹ ایو رکال می بہن میں یہاں تک اپنی قابلیت سے پہنچی ہوں۔۔۔ پیچ پیچ رحمہ

تم نے ایک ہیرے کو چھوڑ کونلے کو اپنا لیا جو کسی کام کا نہیں"

اسکا اشارہ صاف شمس کی طرف تھا جس پر رحمہ جل کر رہ گئی ایک یہی دکھ تو اسے کھائے جا رہا تھا۔۔۔

کہ وہ جلد بازی میں داؤد جیسے امیر بندے کو چھوڑ کر شمس جیسے حسن پرست کے پاس آگئی تھی۔۔۔

"مت بھولو کہ اگر میں تمہیں داؤد کی زندگی میں داخل نہیں کرتی تو تمہاری یہاں کوئی حیثیت نہیں ہوتی"

وہ بالوں کو ایک اداسے جھٹک کر بولی تو وہ منہ بنا کر رہ گئی۔۔۔

"یاد رہے تمہیں کسی بھی حال میں آخر پر داؤد کو مجھے دینا ہی ہو گا پھر میں اسے خود سمجھا لوں گی"

رحمہ کے کہنے پر حسینہ نے تمسخرانہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

"چاہے کچھ بھی کر لورحمہ میں داؤد کو تمہیں کبھی نہیں دوں گی ہاتھ آئی سونے کے انڈے دینے والی مرغی بھلا کون ہاتھ سے جانے دیتا ہے۔ آج رات تو میں داؤد کو اپنا بنا کر ہی رہوں گی!

اسنے رحمہ کو شاطرانہ نظروں سے دیکھتے دل ہی دل میں آج رات کے بارے میں کھچڑی بنائی۔۔۔

\*\*\*\*\*

یچی اور مہروش بیٹھے پرانی یادیں تازہ کر رہے تھے۔

جب مہر کے والد نے انکے رشتے کے لیے منع کر دیا تھا۔ تب یچی اور مہر کی نہ صرف بہت اچھی ہو گئی تھی بلکہ وہ ایک دوسرے کے منہ بولے بھائی بہن بن چکے تھے۔۔۔

جہاں مہر کو ا کے بھائیوں سے پیار کی محرومیاں ملی تھیں وہیں یچی نے اس کے بھائی کے پیار کی کمی بھی پوری کر دی تھی۔۔۔

یچی کی بہن کی کمی بھی مہر کے طریقے پوری ہو گئی تھی۔ اب تو وہ ایک دوسرے سے اپنی روزمرہ زندگی کے بابت بات کیے نہ تکتے تھے۔۔۔

وہاج کے باہر جانے کے بعد بھی یچی نے اپنی طرف سے مہر کا پورا خیال رکھنا نہ صرف وہاج شادی کے بعد بھی اسے یچی سے ملوانے لے گیا تھا۔۔۔

مگر یہ سب تب تک تھا جب تک وہاج تھا۔۔۔

جب وہاج گیا تو اب درہم برہم ہو گیا۔۔۔

یچی لوگوں کا گھر بدل گیا تھا۔ اسکا فون نمبر بدل گیا۔۔

مہر سے اسے ملنے نہیں دیا گیا۔ انہیں بتائے بغیر مہر کی شادی بھی کر دی گئی۔۔

اس طرح انکار رابطہ بالکل ختم ہو چکا تھا۔۔

اب وہ ایک دوسرے کے سامنے تھے اور ان ماہ و سال کی تفصیل ایک دوسرے کے گوش گزار کر رہے تھے۔۔

"تمہارے شوہر کو تمہاری قدر ہی نہیں اب میں تمہیں کہیں جانے نہیں دوں گا۔ تم مجھ پر بوجھ نہیں۔ خبردار جو

کہیں جانے کی بات کی۔۔"

اسکے گر کھنے پر وہ جو کچھ کہنے کا ارادہ رکھتی تھی منہ بصور کر رہ گئی۔۔

جس پر یچی اور یہاں تک زمارے بھی ہنس دیا تھا۔۔

جبکہ وہ زمارے کو پکڑنے اسکی خبر لینے اسکے پیچھے بھاگی تھی۔۔

\*\*\*\*\*

دو دن بیت گئے تگے مہر مہر کا کچھ پتہ نہ چلا تھا۔ داؤد تھکا ہار اگھر آیا تو ریان اور ایان کو اپنا انتظار کرتے پایا۔۔

"ڈیڈ ماما کہاں ہیں آپ نے تو کہا تھا آپ انہیں لے آئیں گے"

ریان نے آگے آکر اسے روکتے کہا۔۔

تو وہ کچھ نہ بول پایا۔۔

"آپ نے ہم سے جھوٹ بولا آپ گندے ہو میں آپ سے لہجی بات نہیں کروں گا"

ایان آگے آتا اس سے مکے مارتا کہنے لگا۔۔۔  
جبکہ اسکا دیہان تو صرف ایان کے پاؤں پر تھا۔۔۔  
"بیٹا یہ کیسے ٹھیک ہوا کب ہوا۔ آپ چل سکتے ہو"  
اسکی خوشی اور حیرت دیدنی تھی۔۔۔  
لیکن وہ اسے پیچھے دھکادیتے اندر بھاگ گیا۔۔۔  
"سراگر آپ نے غور کیا ہوتا تو آپ کو پتہ ہوتا کہ میم مہر نے ایان کی کتنی کیئر کی تھی ان سالوں میں کہ نہ صرف  
انہوں نے ایان کو چلنے کے قابل بنادیا۔۔۔  
بلکہ وہ کسی بھی ریس میں پارٹیسپیٹ بھی کر سکتا ہے۔۔۔  
مگر آپ نے انکی سنی بغیر انہیں اتنا کچھ سنا دیا۔ سر آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا"  
جنید آج پہلی بار بولا تھا اور کھل کر بولا تھا۔۔۔  
جبکہ داؤد سر پکڑ کر نیچے بیٹھتا چلا گیا تھا۔ آخر وہ اپنے کس کس نقصاں پر روتا۔ مگر اب تو وقت گزر چکا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

مہراپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی چاند کو تک رہی تھی جو اسے آج کئی سال بعد اپنی طرح پھر تنہا لگ رہا تھا۔۔۔



آج وہ ایک بار پھر تنہا رہ گئی تھی۔۔۔ پہلے وہاں پھر اسکے ماں باپ اور اب داؤد نے بھی اسے اس منجھدار میں تنہا کر دیا تھا۔۔۔

ایک آنسو ٹپک کر اسکے رخسار پر بہ نکلا تھا۔ زندگی کا چکر جہاں سے شروع کیا تھا وہیں آ رہا تھا۔۔۔ جس پر اسے اتنا یقین کیا وہاں کی جگہ اسے دی۔ اپنے دکھ سکھ جس سے بانٹے۔ وہ تو اسے کچھ سمجھتا ہی نہیں تھا۔ تناسب کچھ ہونے کے بعد بھی اسے رحمہ پر یقین تھا۔۔۔

وہ ان کے درمیان نہ ہو کر بھی سچی تھی اور وہ، وہ داؤد کا سب کچھ ہو کر بھی جھوٹی۔۔۔ داؤد سمجھ رہا تھا کہ مہر اسے حسینہ کی وجہ سے چھوڑ گئی ہے مگر سچ اس سے بالکل مختلف تھا۔۔۔ داؤد کی بے یقینی اور بے اعتباری مار گئی تھی مہر کو جس نے اسے گھر چھوڑنے پر مجبور کیا اگر اب بھی ریاں ایاں کی جان مصیبت میں نہ پڑتی تو وہ کبھی واپس پلٹ کر نہ جاتی۔۔۔ ہاسپٹل سے نکلنا بھی ایک الگ اور مشکل مرحلہ تھا۔۔۔ جب اسے ہوش آیا تو بہت تکلیف میں تھی وہ مگر پھر بھی جانے سے پہلے ایک بار وہ اپنے بچوں کا چہرہ دیکھ آئی تھی انہیں پیار کر آئی تھی اور رہی بات داؤد کی تو اسے بس اسے ایک بار دیکھا تھا۔۔۔

کیونکہ اگر دوبارہ دیکھتی تو شاید اسے چھوڑ کر جانہ پاتی۔۔۔ اسنے سنا تھا نرس سے کہ اسے یہاں لانے والا اور اسکے لیے از حد پریشان ہونے والا اسکا شوہر ہے۔۔۔

مگر اسکو اس حال میں پہنچایا بھی تو اسنے تھانہ وہ یہ کسکو بتاتی۔۔۔

بوانے نکلتے ہوئے اسے دیکھ لیا تھا مگر انکو اپنی قسم دے کر وہ خاموش کرا بیٹھی تھی۔۔۔  
اور انہیں ریان ایان کا خیال رکھنے کی تاکید کرتی وہاں سے جا چکی تھی اس بات سے بے خبر جو بچے اسے دیکھ کے جیتے  
تھے اسے دیکھے بغیر جی بھی پائیں گے یا نہیں۔۔۔

\*\*\*\*\*

حسنہ رات کے پہر شیشے کے سامنے کھڑی ریڈ لپ سٹک سے اپنے ہونٹوں کو سجا رہی تھی آج وہ داؤد کو اپنے بس میں  
کرنے کا پورا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

بلیک ناٹی اسکے جسم کی رعنائیوں کو چار چاند لگا رہی تھی۔ کمرہ سینڈ کینڈل سے مہک رہا تھا۔۔۔  
خود کو اچھی طرح باڈی لوشن لگاتی وہ لگاتار دھیمے دھیمے گنگنا رہی تھی۔۔۔

"داؤد آج یقیناً تم مجھے دیکھ کر نہیں رک پاؤ گے اور خود کو میرے حوالے کر دو گے مجھے یقین ہے"  
اسنے بہکے بہکے انداز میں کہا۔۔۔

"ان بچوں کا بھی جلد ہی بندوبست کرتی ہوں زندگی اعزاب کر دی ہے انہوں نے تو اس دن آگ میں جل کر مر  
کیوں نہیں گئے یہ"

باہر سے ریان ایان کے رونے کی آواز پر وہ غصے سے پھری اونچی آواز میں بولتی باہر گئی۔۔۔

"کیا بکواس ہے کیاریں ریں لگائی ہے شرم نہیں آتی کسی کی پرسنل لائف ڈسٹرب کرتے اب اگر زرا بھی آواز آئی تو گلا گھونٹ دوں گی۔ توبہ جب سے مہر سے جان چھوٹی ہے تم لوگوں کا تو باجا ہی نہیں بند ہو رہا اگر اتنی ہی عزیز ہے وہ ماں تو ادھر کیوں بیٹھے ہو اسے ڈھونڈتے کیوں نہیں اسکی طرح چلے کیوں نہیں جاتے"

حسینہ کے باہر آکر انہیں ڈانٹنے پر وہ بری طرح ڈر گئے تھے۔۔۔

بوانے اسکا واہیات لباس دیکھ انکو فوراً اپنے پیچھے چھپایا تاکہ وہ حسینہ کو نہ دیکھ سکے اور منہ میں توبہ توبہ کرنے لگیں۔۔۔

"معاف کرے گا میڈم بچے ہیں ابھی چپ ہو جائیں گے"

"بہتر ہو گا انہیں چپ کرالیں اگر میں انہیں چپ کرانے پر آئی تو یہ کبھی بول نہیں پائیں گے"

اسنے پیچھے سے ڈرے سہمے سے ایان کو جھانکتے دیکھ کر اسکا منہ اپنے لمبے ناخنوں سے دبوی کر کہا۔۔۔

"آپ بہت بری ہیں میری ماما کو آنے دیں وہ آپ کا منہ توڑ دیں گی"

ایان غصے اور ڈر سے اسکے ہاتھ پر کاٹے اندر کمرے میں بھاگ گیا جبکہ وہ درد سے بلبلا کر رہ گئی۔۔۔

"اسکی تو میں"

اس سے پہلے کے وہ اسکے پیچھے جا کر اسے مارتی گاڑی کے ہارن کی آواز پر اپنے کمرے کی طرف بھاگی تاکہ باقی کی تیاری کر سکے۔۔۔

\*\*\*\*\*

داؤد اپنے اس بکھرے ہوئے گھر میں لوٹا تھا جہاں اسکی ساری یادیں خاک ہو چکی تھیں۔۔۔

اپنے کمرے کو کھول کر جب وہ اندر آیا تو کانچ کا ایک ایک فریم نیچے گرا تھا جبکہ انکے اندر ایک بھی تصویر نہیں تھی۔۔۔

چیزوں کا جلنا تو سمجھ میں آتا تھا مگر یہ فریم نیچے کیوں بکھرے پڑے تھے اور انکے اندر لگی تصاویر کہاں گئیں۔۔۔  
تو کیا مہر اسے پہلے ہی چھوڑ کے جانے کا سوچ چکی تھی۔ اسکا کمرہ اندر کی طرف ہونے کی وجہ سے بچ چکا تھا۔ اس لیے کافی حد تک وہ جگہ ٹھیک تھی۔ وہ فوراً الماری کھولنے گیا تو اندر مہر کے کپڑے غائب دیکھ اسکا دماغ بھک سے اڑا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

اسے ہر حال میں اس بات کا پتہ لگانا تھا تبھی وہ الٹے پیروں باہر کی طرف بھاگا۔ رش ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ گھر کی طرف پہنچا تھا۔ تاکہ وہ جنید اور بوا سے پوچھ سکے کہ وہ اس بارے میں باخبر تھے۔۔۔  
"بوا بوا کہاں ہیں آپ باہر آئیں"

اسکی آواز پر بوا ہڑبڑا کر باہر آئیں۔ باہر تو جنید بھی آگیا تھا۔۔۔

"بوا جو میں پوچھوں مجھے سچ بتائیے گا کیا مہر گھر چھوڑ کے جانے والی تھی؟ کیا اسکے بارے میں آپ جانتی تھیں؟"  
اسکے کڑے تیور دیکھ بوا نے بمشکل تھوک نگلا۔۔۔

"جی بیٹا جی میں جانتی تھی اور صرف یہی نہیں مہر بیٹیا تو آپ کے نکلنے کے بعد ہی اپنا سامان باندھتی گھر چھوڑ کر چلی گئیں تھیں۔ اگر آگ نہ لگتی تو وہ کبھی واپس نہ آتیں"

بوانے صاف اور سیدھے لفظوں میں کہا۔۔۔

"کیا مطلب"

داؤد اب تک دنگ تھا۔۔۔

"مطلب یہ کہ جب گھر میں آگ لگی تھی میں نے مہر بیٹیا کو فون کیا تھا اور وہ ریان ایان کا سنتی الٹے پیر بھاگی آئیں تھیں۔۔۔ یہ ریان ایان ہی تھے جنکے لیے وہ اپنی جان تک وار گئیں تھیں اور آپ نے انہی کی مخلصی پر شک کیا۔ ایک طرح سے اچھا ہی ہوا کہ وہ چلی گئیں کیونکہ اگر وہ یہاں رہتیں تو آپ پھر انہیں کسی نہ کسی طرح دکھ دے دیتے"

بوانے آج صحیح لفظوں میں اسے حقیقت کا آئینہ دکھایا تھا۔۔۔

"کیوں بوا آخر کیوں کیا آپ نے میرے ساتھ ایسا"

وہ شکستہ حال ہوتے اپنے گھٹنوں کے بل گرا۔۔۔

"کیونکہ جب تک آپ کے درمیان دوری نہیں آئے گی آپ انکی قدر نہیں جان پائیں گے"

بوا یہ کہتی جا چکیں تھیں جبکہ وہ یہ سوچ کر خود کو دلا سہ دے رہا تھا کہ وہ اس سے نہ صحیح مگر اسکے بچوں کو انتہا کا چاہتی ہے مگر وہ اس سے اس جیسی بے لوث محبت نہ نبھا پایا۔۔۔

\*\*\*\*\*

وش اب تم کیا کرو گی۔۔۔

خان کے پوچھنے پر وہ اسکی طرف متوجہ ہوئی اور اپنے ساتھ لائی ہوئی اپنی سی وی اسکی طرف بڑھائی۔۔۔

"وش یہ کیا تم ڈاکٹر ہو تو پھر تم نے ٹیچنگ کیوں کی"

یچی جتنا حیران ہوتا اتنا کم تھا۔

"مجبوری مجبوری کی ہی تو بات ہے جب تک وہاں تھابت میں نے ہاؤس جاب سٹارٹ کی تھی مگر اسکے جانے کے بعد کسی نے اجازت ہی نہیں دی یا یوں کہا جائے کہ میرے بھائیوں کو مجھ پر یقین نہ تھا انکو لگتا تھا کہ میں باہر آوارہ گردی کے لیے رکتی ہوں رات کو شفٹ کے بجائے ہوٹلنگ کرتی ہوں۔۔۔

تبھی انہوں نے مجھے کہا کہ میں یا تو ٹیچنگ کر لوں یہ گھر بیٹھی رہوں۔۔۔ اور کھانے کے لیے کمانا تو ضروری تھا تبھی ٹیچنگ ہی کر لی کیونکہ گھر میں عزت کے لیے چھت تو تھی"

مہر کی ایک ایک بات سنتے یچی کا دل گہرائیوں میں ڈوبتا گیا۔ اتنا درد اتنا صبر اتنی تکلیف سہنے کے بعد بھی یہ لڑکی زندہ کیسے تھی۔۔۔

سچ کہتے ہیں اگر سر پر ماں باپ نہ ہوں تو دنیا رول کر رکھ دیتی ہے اور یہی مہر کے ساتھ ہوا تھا۔۔۔

"مہر اگر تو تم یہ جاب اپنی خوشی کے لیے یا شوق سے کرنا چاہتی ہو تو ٹھیک ہے لیکن اگر تم یہ اس لیے کر رہی ہو کہ کسی پر بوجھ نہ بنو تو میں اسکی کبھی اجازت نہیں دوں گا"



یچی کے فکر مند انا انداز پر وہ مسکرا کر رہ گئی جو اپنا پین وہ اپنے سگے بھائیوں سے چاہتی تھی آج وہ اسے یچی دے رہا تھا۔  
کیسی قسمت تھی اسکی جسمے اسکے اپنوں کا ہی ساتھ نہ تھا۔۔۔

"فکر مت کریں لالہ میرا شوق ہے یہ اور وہاں کی خواہش تھی جسے میں اب پورا کروں گی"  
اسکے پختہ ارادوں کو توڑنے کی سکت یچی میں نہ تھی تبھی اسنے خاموشی سے اجازت دے دی تاکہ مہر کو اس سے کوئی  
گلا نہ رہے اسی بہانے وہ داؤد کی تلخ یادوں سے تو باہر نکلتی۔۔۔

\*\*\*\*\*

داؤد جوں ہی شکستہ قدموں اپنے کمرے میں آیا تو کمرے کا بدلہ ماحول دیکھ اسکے اعصاب شخ گئے۔۔۔  
کمرے میں نیم اندھیرا اور سینٹڈ کینڈلز کی خوشبو نے اسکے انگ انگ میں آگ لگا دی تھی۔ اسے جاننے میں زرا دیر نہ  
لگی تھی کہ یہ کس کی مکاری ہو سکتی ہے۔ اس سے پہلے کے وہ پلٹتا دو نرم نرم خوبصورت ہاتھوں نے اسکے ارد گرد گھیرا  
باندھا۔۔۔

"کہاں جا رہے ہو داؤد مجھے یقین ہے کہ اتنے دن کی انتھک محنت نے تمہیں تھکا دیا ہو گا۔۔۔"

اس لیے میں چاہتی ہوں کہ تم میری قربت میں تھوڑی دیر آرام کر لو۔۔۔

یقین کرو تم مجھ سے مایوس نہیں ہو گے میں تمہیں مہر سے بھی زیادہ چاہت دوں گی کہ تم اس رات کو بھلا نہیں پاؤ  
گے"

حسینہ نے پیچھے سے ہی اسکے کان کے قریب منہ کرتے سرگوشیانہ لہجے میں انتہائی پیچ بات کی۔۔۔



اور اسکے کان پر گرم سانسیں چھوڑیں۔ وہ کسی بھی طریقے سے آج اسے یہاں سے جانے نہیں دینا چاہتی تھی۔ آج اسے اپنا بنانا اسکی ضد بن گئی تھی۔۔۔

داؤد کے اعصاب بوجھل ہو گئے تھے اسنے اپنے ہاتھ حسینہ کے بازوؤں پر پھیرتے ہوئے پیار سے اسکے ہاتھوں پر لایا۔۔۔

\*\*\*\*\*

آج مہر کے مانگے میں صفِ ماتم بچھی تھی۔ اتنے عرصے بعد وہاں پھر سے سوگ کی لہر چھائی تھی۔۔۔  
بڑی بھابھی کا رو کر برا حال تھا۔ جسکا بیٹا سکول سے واپس آتے وقت سٹک کر اس کرتے تیز رفتار گاڑی کا شکار ہو گیا تھا۔ انہیں دیکھ سب ہی اس گھر میں ہوئی جوان موت کو رو رہے تھے۔۔۔  
بڑے بھیا بھی بڑی مشکل سے دل میں اٹھتے درد کو دبا رہے تھے۔۔۔  
بیٹے کی جوان موت نے اسکی کمر توڑ دی تھی۔۔۔  
"یہ تو ہونا ہی تھا جوان بہن کو بوجھ کی طرح پالا کیا ہمیں نہیں پتا یہ بھابھیاں کیا سلوک کرتی رہی ہیں اس بے چاری مہر کے ساتھ۔ ہہ ہا بے چاری چپ چاپ انکے ظلم سہتی چلی گئی"  
"صحیح کہ رہی ہو تم ہونہ ہو یہ اسکا ہی صبر ان پر پڑا ہے"  
ایک بعد دوسری دوسری کے بعد تیسری عورت بولتی چلی گئی۔۔۔  
"اب دیکھتے ہیں اگلی باری کس کے بچے کی آتی ہے کیونکہ یہ تینوں اسکی برابر کی مجرم ہیں"

ان سب کی باتیں تینوں بھابیوں کے دل ہولار ہی تھیں۔۔۔

بڑے بھائی کو شدت سے اپنی بہن کے ساتھ کی گئی زیادتیوں کا احساس ہوا تھا۔۔۔

باکی بھائیوں کا حال بھی ان سے مختلف نہ تھا۔۔۔۔

بھابیوں کو اب پچھتاوے کے ناگ ڈس رہے تھے۔۔۔ بڑی بھابی چیخ چیخ کر رو رہی تھیں۔ انہیں آج سمجھ آئی تھی

بچے بے شک اپنے ہوں یا پرائے انکو کبھی دل دکھانے والی بات نہیں کرنی چاہیے۔۔۔

اب انہیں احساس ہوا تھا کہ جب انہوں نے ایان کو لنگڑا کہا تھا تو مہر کو کیسا لگا تھا۔ اب تو انکا اپنا بچہ ہی نہ تھا۔

دوسرے کے بچے تو پیارے لگنے ہی تھے۔۔۔

جب انکے بچے کے لاشے کو لے جایا گیا تو انکی آہو پکار عروج پر تھی۔ اب تو بس انکی ایک ہی فریاد تھی کہ انہیں ایک بار

ہی صحیح مہر سے ملوایا جائے تاکہ وہ ایک بار مہر سے معافی مانگ کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر سکیں۔۔۔

بڑے بھیا نے کل مہر کے گھر جانے کی ٹھان لی تھی۔ وہ سب ایک آخری بار مہر سے ملنا چاہتے تھے۔۔۔

\*\*\*\*\*

مہر جب اپنی ویکینسی لے کر پہنچی تو اسکی اتنی اچھی کارکردگی دیکھ اسے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔۔۔

پہلا دن اسکا کافی تھکا دینے والا گزرا تھا۔ جب وہ واپس آنے لگی تو ایک دم چکر آنے سے وہ نیچے گری تھی۔

نرس نے اسے فوراً اپنی ساتھی کی مدد سے اٹھایا اور ڈاکٹر کو بلانے بھاگی۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

داؤد نے اسکے نرم ہاتھوں سے پکڑتے حسینہ کو اپنے آگے کیا اور اسکی گردن میں منہ چھپایا۔۔۔  
حسینہ اس وقت اپنے خوبصورتی پر نازاں تھی۔ جس نے داؤد کو اپنے بس میں کر لیا تھا۔ داؤد کا ایک ہاتھ حسینہ کی کمر سے سرکتا ہوا اوپر گیا۔۔۔

اور اسکے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔۔۔  
جسے سن کر حسینہ کے گال سرخ ہو گئے تھے۔۔۔

\*\*\*\*\*

#رائٹر\_ایمن\_رضا

داؤد کا ہاتھ سرکتا ہوا عین اسکی گردن پر آگیا تھا اسکی گرم سانسیں حسینہ کی گردن جھلسا رہی تھیں۔۔۔  
وہ اسکے کان پر جھکا اور بڑے پیار سے سرگوشی کی۔۔۔  
"کوشش اچھی تھی مگر میں اپنی بیوی سے بہت پیار کرتا ہوں تمہاری دو ٹکے کی بازاری عورتوں والی حرکتوں سے مجھے  
رتی برابر بھی فرق نہیں پڑنے والا یہ چیپ حرکتیں اپنے ان دوسرے عاشقوں کے لیے رکھو جو تمہاری یہ غلیظ جوانی  
دیکھ کر رال پٹکائیں میرے سے کوسوں دور رہو"  
اچانک ہی وہ اسکی گردن اپنی انگلوں کی سخت فولادی گرفت میں لے کر غرایا تھا کہ حسینہ کا منہ اتنی تیز لیل پر سرخ ہوا  
تھا۔۔۔

"تم نے کیسے سوچ لیا کہ میں اپنی اتنی وفا شعار بیوی چھوڑ کر تمہیں اپنے لیے چنوں گا ہے کیا تم میں"

اسنے حسینہ کے بالوں کو دبوچ کر کہا کہ وہ چیخ کر رو پڑی۔۔۔

"آہہ چھوڑو داؤد پلینز مجھے بہت درد ہو رہا ہے"

سارامسکار اسکے منہ پر بہ کر اسکا منہ کالا کر گیا تھا۔۔

"درد درد ہو رہا تمہیں، ہا ہا ہا تم جیسی عورت کو پتہ بھی ہے کہ درد ہوتا کیا ہے۔ صرف تمہاری وجہ سے آج میں اپنی

بیوی سے دور ہوں ورنہ آج وہ میرے پاس ہوتی۔ تمہیں اپنے جال میں پھانسنے کے لیے مجھے اس سے لڑائی کا دکھاوا

کرنا پڑتا کہ تم سے اپنی چیزیں واپس لے سکوں"

حقیقت سن کر حسینہ کی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئیں مطلب وہ اتنی دیر سے پاگل بنتی رہی اور اسے پتہ ہی نہ چلا

---

"یہ جھوٹ ہے یہ نہیں ہو سکتا"

وہ ہزینی انداز میں چلائی تو داؤد نے قہقہہ لگایا۔۔

"ایسا ہو چکا ہے حسینہ ڈیر جس جائداد کو لینے کے لیے تم نے اتنے جتن کیے وہ تو آگ میں جل کر خاک ہو گئی۔ اب

تمہارا کیا ہو گا۔ تم نے تو یقیناً میرے سے دوبارہ سائن کرانے چاہے تھے مگر چیخ نا کامی کے علاوہ تمہارے ہاتھ کچھ نہ

آیا"

داؤد نے حیران ہونے کی اداکاری کرتے کہا۔۔

"اب تم سب کچھ تو کھو چکی مگر اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا"  
اسکا خطرناک حد تک خوفناک لہجہ حسینہ کی جان لینے کے در پر تھا۔۔  
وہ جیسے ہی خوف کے مارے پیچھے کھسکنے لگی داؤد نے جنید کو آواز لگائی۔  
اسکے آواز لگانے کی دیر تھی کہ جنید کچھ ہٹی کٹی عورتوں کو لے کر کمرے میں داخل ہوا جنکے ہاتھوں میں جدید طرز کے  
ہنڈر تھے۔

داؤد کے ایک اشارے پر انکے ہاتھ ہوا میں بلند ہوئے تھے اور حسینہ پر برستے چلے گئے تھے۔۔  
"آہہ آہہ آہہ مجھے مت مارو مجھے مت مارو رحم کرو مجھ پر آہہ آہہ داؤد درد ہوتا ہے رو کو انہیں پلیز آہہہ"  
حسینہ کی نارکنے والی چیخوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔۔  
"شاید میں تم پر اس حد تک ظلم نہ کرتا مگر تم نے میرے بیوی بچوں کی جان لینی چاہی جسکے لیے تم اپنی جان بھی دے  
دو تب بھی کم ہے"  
داؤد اپنا کوٹ جھٹکتا اسے دیکھ زہر خند لہجے میں کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ حسینہ کو مکمل یقین ہو گیا تھا کہ اب اسے  
کوئی نہیں بچا سکتا۔۔

\*\*\*\*\*

مہروش کو جب ہوش آیا تو اسنے خود کو ہسپتال کے سٹریچر پر پایا ہاتھ پر ڈرپ لگی دیکھ وہ الجھن سے اٹھی۔  
اسکے اٹھنے پر برس بھاگ کر اسکے قریب آئی۔۔

ڈاکٹر آپ بے ہوش ہو گئیں تھیں۔ ابھی آپ کو مس شیلانے چیک اپ کیا ہے وہ کہہ رہی تھیں جب آپ کو ہوش آئے تو انکے کیمین میں آجائے گا"

نرس کی بات پر اسنے اچھنے سے اسے دیکھا اور نا سمجھی سے سر ہلا دیا۔۔۔

اسے لگا کہ صبح ناشتہ نہ کرنے کی وجہ سے اسے چکر آگئے ہیں۔

اسنے ڈرپ ختم ہونے کا انتظار کیا اور فوراً ڈاکٹر شیلانے کے کیمین میں گئی اسکی ڈیوٹی ختم ہونے والی تھی تبھی اسکو گھر جانے کی جلدی تھی اسے پتہ تھا یحییٰ پریشان ہو رہا تھا۔۔۔

"آئیے مس مہروش آپ کا ہی انتظار کر رہی تھی میں"

جیسے ہی وہ اندر آئی ڈاکٹر سیدھی ہوئی۔۔۔

"خیریت ڈاکٹر شیلانے کیا آپ کو کوئی کام تھا مجھ سے"

اسنے خوشدلی سے پوچھا جب سے وہ یہاں آئی تھی ان سے اچھی علیک سلیک ہو گئی تھی ڈاکٹر شیلانے سے انکی۔۔۔

"مہر آپ کو کیا لگتا ہے آپ کا یوں بے ہوش ہو جانا"

ڈاکٹر شیلانے اپنی بات ادھوری چھوڑی۔۔۔

"کچھ خاص نہیں ڈاکٹر میں نے صبح ناشتہ نہیں کیا تھا شاید اسلیے کمزوری ہو گئی ہوگی"

اسنے سادہ سے لہجے میں کہا۔۔۔

"آئی ایم شاؤڈ مس مہروش آپ خود ایک ڈاکٹر ہو کر اپنی حالت سے انجان کیسے رہ سکتیں ہیں"



شیلا کے حیرت کا اظہار کرنے پر وہ چونک کر انکا منہ تکتے لگی۔۔۔

"میں کچھ سمجھی نہیں شیلا آپ کیا کہنا چاہتی ہیں"

اسنے نا سمجھی سے کہا تو ڈاکٹر شیلا نے افسوس سے گہرا سانس بھرا۔۔۔

"مس مہروش ہوش کے ناخن لیں یو آر ٹو منتھس پریگنٹ اینڈ یو ڈونٹ نو ہاؤ انو سینٹ یو آر"

انکے الفاظ تھے یاد چکا جو مہر کو لگا تھا۔۔۔

"آریو شیور ڈاکٹر"

مہر کے لیے یقین کرنا مشکل تھا شادی کے اتنی دیر بعد اسکا یہ تحفہ عطا ہوا تھا اسے کہ اسکے احساسات دنگ تھے اور وہ

بھی کب جب اسکا شوہر یہاں تھا ہی نہیں اسکے پاس جو اسکے اتنے حسین لمحے میں اسکے ساتھ ہوتا۔۔۔

"مہر آریو آل رائٹ آئی ایم ہنڈرڈ پیر سنٹ شیوریہ لو خود رپورٹس چیک کر لو"

اسنے ڈاکٹر شیلا کے ہاتھ سے فوراً رپورٹس پکڑیں اور پڑھیں جہاں حقیقت صاف الفاظ میں جگمگا رہی تھی۔۔۔

وہ انکا شکریہ ادا کرتے شکستہ قدموں سے باہر نکلی تھی۔۔۔

اسکا دل اتنی خوشی کے باوجود خالی پڑ چکا تھا کیونکہ اسکے اپنے اسکے پاس نہ تھے۔ مگر اب اسے ہمت نہیں ہارنی تھی بلکہ

اپنے بچے کے لیے حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*



مہروش کے جانے کے بعد داؤد کی دنیا تو جیسے ویران ہو کر رہ گئی تھی۔ بچوں نے خود کو کمرے میں قید کر لیا تھا جبکہ وہ تنہا مارا مارا پھرتا تھا۔

آج بھی وہ مہر کو ڈھونڈنے کے لیے نکل رہا تھا جب مہر کے گھر والے اندر آ پہنچے تھے۔۔۔  
وہ انہیں یہاں دیکھ کر حیران ہوا تھا۔۔۔

"آپ لوگ یہاں"

اسنے نا سمجھی سے کہا۔۔۔

"ہم مہر سے ملنے آئے ہیں"

بڑے بھیا نے آگے ہوتے کہا تو داؤد کو چپی لگ گئی تھی۔۔۔

اسنے ان سب کو اندر بٹھایا۔۔۔

"خدا را مہر کو بلاد و میں تمہارے ہاتھ جوڑتی ہوں مہر کو بلاد و میں اس سے معافی مانگنا چاہتی ہوں۔ میں نے آج اپنے مفاد کی وجہ سے اپنا بچہ کھو دیا۔ مجھے ضرور اسکی ہائے لگی ہے"

بڑی بھابھی نے روتے ہوئے کہا تو داؤد دنگ رہ گیا مکافات آج اسنے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔۔

"کیا اسکا بھی مکافات لکھا جا چکا تھا اسنے بھی تو مہر کا دل دکھایا تھا"

اسنے دل میں سوچا اور پھر اسکا دل گہرائیوں میں گرتا چلا گیا۔۔۔

"کہاں ہے مہرا بھی تک آئی کیوں نہیں"

بڑے بھیا نے اچھنبے سے پوچھا۔۔۔

"وہ دراصل بات یہ ہے کہ مہر یہاں نہیں ہے"

داؤد نے اپنا گلا صاف کرتے کہا۔۔

"کیا مطلب کہاں ہے مہر کہیں گئی ہے"

انہوں نے یہاں وہاں دیکھتے پوچھا اور تم لوگوں نے گھر بھی بدل لیا ہمیں ڈھونڈنے میں بھی وقت لگا۔۔

چھوٹے بھیا نے کہا۔۔

"نہیں مہر یہاں نہیں بلکہ مجھ سے ناراض ہو کر کہیں چلی گئی ہے کہاں پتہ نہیں میں اسے ہی ڈھونڈ رہا ہوں"

اس نے پریشانی سے ماتھا مسلتے کہا۔۔

"کیا"

تینوں بھائی غصے سے کہتے کھڑے ہوئے تھے۔۔

"جی"

اس نے پشیمانی سے کہا۔۔

"تم ایسا کیسے کر سکتے ہو داؤد وہ تو تمہارے ساتھ بہت خوش تھی پھر ایسا کیا ہوا کہ وہ تمہیں چھوڑ کر چلی گئی بتاؤ کہاں

ہے ہماری بہن"

بڑے بھائی نے غصے سے اس کا لہر جکڑتے کہا۔۔

"یہ مت بھولیں گے وہ آپ سے اپنا ہر تعلق ختم کر چکی تھی اس لیے آپ کے پاس نہیں آئی۔ اگر وہ میرے یہاں خوش نہیں تھی تو جنت میں اسے آپ نے بھی نہیں رکھا تھا"

داؤد نے رکھ کر ان پر طنز کیا تو وہ نظریں جھکا کر رہ گئے اور ہاتھ پیچھے ہٹا لیا کہ تو وہ سچ ہی رہا تھا۔۔۔

"خدا را ہماری بہن کو ڈھونڈو داؤد اسکا ہمارے علاوہ کوئی بھی نہیں تو وہ کہاں جاسکتی ہے۔ یہ دنیا بہت خراب ہے کہیں اسے کچھ ہونہ گیا ہو"

چھوٹے بھائی پریشانی سے بولے تو اسنے فوراً اللہ نہ کرے کہا تھا۔

اسنے ہر جگہ پتہ کر لیا تھا یہاں تک کے حمزہ کے گھر بھی نہ ہی رمشہ کو پتہ تھا نہ ہی حمزہ کو پھر وہ کہاں جاسکتی تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

چار ماہ بیت چکے تھے۔ داؤد پہلے سے بھی زیادہ سنجیدہ اور ظالم مزاج ہو چکا تھا۔۔۔

ہر کوئی اس سے بات کرتے ڈرتا تھا۔ اب جب بھی وہ گھر کھانے کی ٹیبل پر بیٹھتے بچے خاموشی سے کھا کر اٹھ جاتے۔ انکا برتاؤ داؤد کے ساتھ سرد ہو چکا تھا۔ بہت دور ہو چکے تھے وہ داؤد سے اور داؤد کو اب مہر کی بات سمجھ آرہی تھی کہ

وہ کیوں کہتی تھی بچوں کو وقت دو ورنہ وہ تمہارے بغیر جینا سیکھ جائیں گے اور اب ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

مہر ریان ایان کی تصاویر دیکھ کر انکو یاد کرتی رو رہی تھی جب زما رے اندر داخل ہوا۔۔۔

"او خوجا تم کیوں روتا ہے اگر اتنا ہی یاد کرتا ہے انکو تو ان سے بات کیوں نہیں کرتا"

اسنے مہر کے آنسو صاف کرتے کہا تو وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔  
ان مہینوں میں زمارے اسکے بہت قریب ہو گیا تھا۔ اسکی آنکھ میں ایک بھی آنسو برداشت نہیں کرتا تھا وہ۔  
"کیا کروں مجبوری ہے اگر میرے بس میں ہوتا تو کب کی ان سے مل لیتی"  
مہر نے اداسی سے کہا۔۔۔

"تو دیر کس بات کا اب بات کر لو فون تو ہے نہ تمہارے پاس چلو جلدی کرو"  
زمارے نے اسے معصومانہ مشورہ دیتے کہا جس پر وہ ہنس دی۔۔۔  
"پچھلے تم نہیں سمجھو گے"

وہ اسکے بالوں پر پیار سے ہاتھ پھیر کر کہتی اٹھی۔  
جب باہر سے آنے والی آوازوں نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔  
"گل مینے اسکے منہ سے بے ساختہ نکالا تھا"  
جبکہ زمارے اسکے فون کو معنی خیز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"تم بات نہیں کر سکتی ماڑا پر ام تو کر سکتا ہے"  
اسکی آنکھوں میں شرارتی چمک تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

"تم چلے کیوں نہیں جاتی امارى زندگى سے تمارى وجه سے امارا منگ ام سے چھن گيا۔ امارے ہوتے ہوئے خان نے تم سے شادى رچا يا۔۔۔"

بتا مجھے ايسا كيا جادو كيا اے تم نے امارے خان پر جو اسے امارى محبت نہیں دكھتا "

يكي كى خالہ زاد گل مينے كے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے بولى۔۔۔

جبكہ وہ خاموشى سے منہ پر ہاتھ ركھے آنسو بہا رہى تھى۔

دو سالوں سے يہى تو ہوتا آ رہا تھا اسكے ساتھ۔

اسكى ساس كو بھى وہ پسند نہ تھى۔

مگر وہ صرف يكي كى وجه سے خاموش تھیں ليكن جب بھى انكى بھانجى گل مينے كو كچھ كہتى وہ منہ بند كيے بس دلچسپى سے تماشا ديكھتى رہتیں۔۔۔

"ايك ہى تو تم نے بچہ ديا ہے خان كو اور وہ بھى بیمار جسكى زندگى كا كوئى پتہ نہیں جو آج ہے كل نہیں" وہ پھنكارى تھى۔۔۔

"ايسا مت بولو امارے بيٹے كے ليے "

گل مينے تڑپ اٹھى تھى زمارے كے نام پر۔۔۔

"كيوں كيوں نے بولے ام , بتاؤ ہمیں ,

ام تو چاہتا ہى يہ ہے كہ تمہارا بچہ مر جائے تاكہ خان تم سے اكتا جائے اور مجھ سے شادى كر لے۔

دیکھنا زیادہ دیر تک نہیں ٹک پائے گا تمہارا وہ زمارے اس دنیا میں اور نہ ہی تم اس گر (گھر) میں " اسنے اپنی کالی زبان کا زہرا گلتے ہوئے گل مینے کے بال کھینچتے ہوئے کہا تو اس بد دعا پر گل مینے بلک بلک کر رو دی۔۔۔  
"چٹاخ"

مہر جیسے ہی باہر آئی اس لڑکی کی بات اور اسے گل مینے پر تشدد کرتے دیکھا تو مہر کا اس کھلی بد تمیزی پر دماغ گھوم گیا اور اسنے لمحے میں وہاں پہنچتے اس کو اپنے طرف گھوما کر رکھ کے منہ پر تھپڑ دے مارا کہ اس لڑکی کا گال کے ساتھ ساتھ دماغ تک سنسنا اٹھا۔۔۔

"تمیز ہے تم میں لڑکی یا نہیں تم ایسے کیسے کسی کو بھی منہ بھر بھر کر بد دعائیں دے سکتی ہو۔۔۔  
کیا ماں باپ نے تمیز نہیں سکھائی تمہیں۔ بجائے اپنا گھر کہیں اور بسانے کے کسی کی اچھی بسی ہوئے زندگی اجاڑ رہی ہو تھ ہے تم پر"

مہر کے دھاڑنے پر وہ ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئے تھی۔  
پہلا تھپڑ پڑا تھا اسکے منہ پر جسے یاد کرتے ہی اسے غصہ آیا تھا۔۔۔

"تمارا ہمت کیسے ہوا اے تھپڑ مارنے کا"

وہ تن فن کرتی اسکے قریب آتی بولی ارادہ مہر کے بال پکڑنے کا تھا۔۔۔

"ایسے"

چٹاخ۔۔۔

اسنے بڑے مزے سے ایک اور تھپڑ دے مارا تھا اس لڑکی کے منہ پر جسکے چودہ طبق روشن ہو چکے تھے۔۔۔  
"تم"

اسنے غصے سے کچھ بولنا چاہا۔۔۔

"ہاں میں بولواں کیا کرو گی مجھے بھی اس کی طرح ہاتھ لگانے کی کوشش کرو گی یہ بھی کر کے دیکھ لو ہاتھ توڑ کر تمہیں ایک ہاتھ سے محروم نہ کر دیا پھر کہنا۔۔

ہمت کیسے ہوئی تمہاری زمارے کو وہ سب کہنے کی۔۔۔

اگر آئندہ میں نے تمہیں یہاں گلینے کے قریب پھٹکتے بھی دیکھا تو تمہیں یہاں سے گم کرنے میں تاخیر نہیں کروں گی میں"

مہرنے اسے پیچھے دھکا دیتے ہوئے کہا۔۔۔

جیسے ہی یچی اور اس لڑکی کا بھائی یعنی یچی کا کزن اندر آئے تو اس لڑکی نے اونچی اونچی رونا شروع کر دیا۔۔۔  
"لالے لالے اس لڑکی نے ام پر ہاتھ اٹھایا تمہاری بہن پر اسے زندہ مت چھوڑنا"

اس لڑکی نے اپنے بھائی بہادر خان سے کہا تو اس کا بھائی غصے سے اپنی بہن کا سرخ چہرہ دیکھنے لگا اور پھر تن فن کرتا مہر کی طرف گیا جسکی بیک سائڈ تھی اسکی طرف۔۔۔

"اے لڑکی امارے گھر کی لڑکی کو ہاتھ لگانے کا انجام جانتی ہو"

اسنے مہر کے پاس جاتے غرا کر کہا تو مہرنے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں اور غصے سے پلٹی۔۔۔



کہ بہادر خان اسے دیکھ دنگ رہ گیا۔۔۔

"تم"

\*\*\*\*\*

ریان اور ایان کی حالت بہت بگڑ چکی تھی۔ مہر کے جانے کے بعد سے وہ دبے پتلے ہو کر رہ گئے تھے نہ کھانے کی ہوش نہ پینے کی۔ ہلکے انکی آنکھوں کے گرد انکے دیر رات جاگنے کی نشاندہی کر رہے تھے۔ وہ روز بوا سے پوچھتے کہ مہر کب آئے گی مگر بوا کے پاس کوئی جواب ہوتا تو وہ دیتیں نہ۔۔۔

"بوا ماما کب آئیں گی کیا انہیں ہماری یاد نہیں آتی"

ایان نے اداس لہجے میں کہا تو بوا کا دل کٹ کر رہ گیا۔ ایان نے مہر کے جانے کا سب سے زیادہ اثر لیا تھا۔ اب بھی وہ بخار سے تپ رہا تھا جبکہ رنگ پیلا پڑ چکا تھا۔۔۔

"ماما جلد مل جائیں گی ایان بس تم اللہ سے دعا کرو"

ریان خود بھی غم زدہ تھا۔ اپنے بھائی کو دلا سے دیتے ہوئے بولا۔۔۔

ابھی وہ دونوں یہی بات کر رہے تھے جب انکی ٹیب بلنک ہونے لگا۔۔۔

"دونوں نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا"

بھلا اتنی رات کو ان ناؤن نمبر سے کس کا فون تھا۔۔۔

"ریان نے ویڈیو کال اٹینڈ کی تو سامنے پانچ ماہ پہلے والے بچے سے ملاقات یاد آئی..."

"تم تمہیں ہمارا نمبر کہاں سے ملا"

ریان نے حیرت سے پوچھا جبکہ ایان بھی سر گھسا کر ٹیب میں دیکھنے لگا۔۔

"وہ چھوڑو تم بتاؤ تم لوگ کیسے ہو"

زمارے کے مزے سے پوچھنے پر ریان ایان نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

"ہم ٹھیک ہیں تم کیسے ہو"

وہ دونوں اکٹھے بولے تو زمارے ہنس دیا۔۔

"ام تم سب سے زیادہ مزے میں ہے"

"مطلب"

دونوں نے نا سمجھی سے پوچھا۔۔

"او ماڑا دیکھو کیا تمہارا اما گھر سے غائب ہو کر کہیں چلا گیا اے"

زمارے نے مزے سے کہا تو دونوں پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگے۔۔

"ہاں مگر تمہیں کیسے پتہ"

ریان نے مشتوق لہجے میں کہا۔۔

"ام کو ہی تو سب پتہ ہے"

"تم صاف لفظوں میں بتاؤ گے کہ تم کہنا کیا چاہتے ہو"

ریان اسے گرکھ کر بولا تو زمارے منہ بصور کر رہ گیا۔۔۔

"مطلب یہ کہ ام جانتا ہے تمہارا ماما کدھر ہے"

اسنے سسپنس سے بھرپور لہجے میں کہا تو وہ دونوں حیرت سے چیخے۔۔۔

"کیا ایا"

دونوں کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھیں۔۔۔

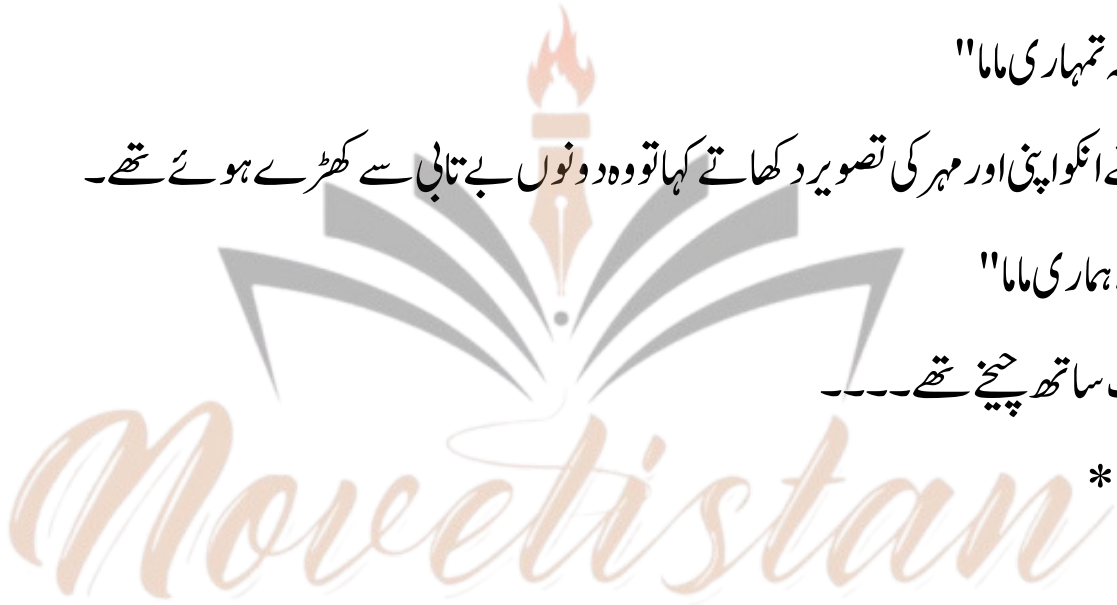
"یہی ہے نہ تمہاری ماما"

زمارے نے انکو اپنی اور مہر کی تصویر دکھاتے کہا تو وہ دونوں بے تاب سے کھڑے ہوئے تھے۔

"کہاں ہے ہماری ماما"

دونوں ایک ساتھ چیخے تھے۔۔۔

\*\*\*\*\*



جہاں بہادر خان مہروش کو وہاں دیکھ ششدر رہ گیا تھا ویسا ہی شاک مہر کو بھی لگا تھا۔۔۔

اسے آج بھی یاد تھا کہ ہاوس جاب کہ دوران اسے ایک پیشینٹ کو وہاں لایا گیا تھا جس کے بازو پر گولی لگی تھی۔۔۔

یہ سیدھا سیدھ پولیس کیس تھا مگر اس شخص کی دہشت نے سب کو منہ بند کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

اور سونے پر سہاگہ وہ علاج کے لیے کسی کو اپنے پاس بھی نہیں آنے دے رہا تھا۔۔۔

جب مہروش وہاں پہنچی تو ایک بندے کو یوں کھلے عام غنڈہ گردی کرتے دیکھ اس کا زلی غصہ عود کر آیا تھا۔۔۔  
"یہ یہاں اتنا شور کیوں مچایا ہوا ہے آپ نے کیا آپ نہیں جانتے کہ یہ ایک ہاسپٹل ہے اور یہاں اور بھی مریض  
علاج کے لیے آئے ہیں۔۔۔"

آپ کی وجہ سے رش لگ چکا ہے۔۔۔ برائے مہربانی ایک سائیڈ پر ہو کر بیٹھ جائیں یا یہ غنڈہ گردی باہر سڑک پر جا کر  
کیجئے۔"

اس نے دیکھے انداز میں کہا تو بہادر خان اسے چونک کر دیکھنے لگا۔۔۔  
جہاں کسی ڈاکٹر کی اس سے ایسے بات کرنے کی ہمت نہیں تھی وہاں ایک عام سی نئی ڈاکٹر اسے کھری کھری سنار ہی  
تھی۔۔۔

بہادر خان اس کے ساتھ آئے بندے حیرت سے اپنے مالک کو دیکھ رہے تھے۔۔۔  
جو چپ چاپ اس لڑکی کی اتنی باتیں سنیں جا رہا تھا۔۔۔  
ورنہ جو آج تک بہادر سامنے ان کے سامنے بولا تھا۔۔۔  
وہ اگلے ہی منٹ زمین میں خاک کی طرح ملادیا جاتا تھا۔۔۔

"ہمارا علاج بھی تمہی کرے گا اور ہمارے بازو سے گولی بھی تم ہی نکالے گا"

وہ نہ صرف اس کی بات مان کر خاموشی سے سائیڈ پر ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ بلکہ اپنے علاج کا بھی اسی سے کہنے لگا تھا۔۔۔

"دیکھیے مسٹر میرا نہیں خیال کہ میں آپ کا علاج اس طرح سے کر پاؤں گی جس طرح سے میرے سینئر ڈاکٹر کرتے ہیں میں ابھی یہاں نئی ہوں"

مہروش نے اس ٹیڑھی کھوپڑی کو سمجھانا چاہا۔۔

"ام نے کہہ دیا تو کہہ دیا ام علاج کر آئے گا تو تم سے ورنہ یہاں کسی کا علاج نہیں ہونے دے گا"

اسنے ہوا میں ایک فائر کرتے کہا۔۔۔

اس انسان کو اپنی ضد پر اڑا دیکھ ڈاکٹر نے مہروش کو اپنے ساتھ آنے کی منت کی تھی۔۔۔

ڈاکٹر کے اصرار کرنے پر مہروش پورے آپریشن کے دوران ان کے ساتھ وہاں موجود رہی۔۔۔

جبکہ وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں بھی اسے ہی دیکھتا رہا تھا۔۔۔

جب وہ ہوش میں آیا تو مہروش وہاں سے جا چکی تھی اس نے اسے لاکھ ڈھونڈنا چاہا۔۔۔

مگر مہروش وہاں اسے نہیں ملی وہ کافی دن تک اسی ہسپتال میں آتا رہا۔۔۔

مگر وہاں سننے کو ملا کہ اس نے آنا ہی چھوڑ دیا ہے۔۔۔ جو بہادر خان کی دل میں پھوٹی محبت کی کونپل کو کچل گیا تھا۔۔۔

اور اب اسے یہاں دیکھ وہ واقعی حیران ہوا تھا۔۔۔

"مجھے پہلے یہ سمجھ جانا چاہیے تھا کہ یہ سر پھری لڑکی تمہاری بہن ہے۔۔۔"

جیسا بھائی ویسی بہن۔۔۔

اپنی بہن کو سمجھا دینا اگر آئندہ اس نے گلیمینے کو تنگ کرنے کی کوشش کی تو میں اپنے ہاتھوں کو بعض نہیں رکھوں گی۔۔۔

اپنے طریقے سے سمجھا لو اسے۔۔۔

ورنہ اگر میں سمجھانے پر آئی تو اسے میرا طریقہ خاصا پسند نہیں آئے گا۔۔۔

مہروش ایک ایک لفظ جو آکر کہتی وہاں سے جا چکی تھی جبکہ بہادر خان پیچھے مسکراتا رہ گیا۔۔۔

لالہ اس لڑکی نے تمہاری بہن کو مارا اور تم اسے یوں جاتا دیکھتے رہے اسے کچھ کہا بھی نہیں

زرین نے تن فن کرتے اس کے پاس آتے ہوئے کہا۔۔۔

جس پر وہ اسے گھور کر دیکھنے لگا۔۔۔

"آئندہ ام تمہیں اس کے ساتھ بد تمیزی کرتا ہوا نہ دیکھے ورنہ اس کے انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گی"

انگلی اٹھا کر اسے وارننگ دیتے ہوئے لہجے میں کہتا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا تھا۔۔۔

\*\*\*\*

آج صبح مہروش جلدی ہاسپٹل آگئی تھی۔۔۔

صبح سے دوپہر تک کام کرنے کے بعد اسے اپنے جسم میں شدید تھکن محسوس ہو رہی تھی اس لیے وہ کیفے میں کچھ

کھانے کے لئے بیٹھ گئی۔۔۔

ابھی وہ بسکٹ کھا رہی تھی کہ ایک نرس بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئی اور بولی۔۔۔

"ڈاکٹر صاحبہ جلدی چلیے ایک حاملہ خاتون آئی ہیں ان کے پیر میں گرنے کی وجہ سے موج آچکی ہے۔۔۔  
جس کی وجہ سے ان کا پیر سو جن کا شکار ہو چکا ہے اور وہ کسی سے دوائی بھی نہیں لگوار ہی بہت چلا رہی ہیں۔۔۔  
اور نہ ہی کسی کو قریب آنے دے رہی ہیں وہ۔۔۔"

آپ ہمارے ساتھ چلیے۔۔۔

اس کی بات سنتے مہروش جلدی سے اپنے گلے میں اسٹیتھو سکوپ ڈالتے اس کے ساتھ گئی تھی۔۔۔  
"میرے پاس مت آنا مجھے بہت درد ہو رہا ہے حمزہ کچھ کرو میرا پاؤں"

وہ روتے ہوئے چیخ رہی تھی جب مہروش اندر داخل ہوئی اور اس کی آواز سنی۔۔۔

وہ جہاں تھی وہیں اپنی جگہ شذر رہ گئی تھی۔۔۔

جب کہ ڈاکٹر کے روپ میں مہروش کو اپنے سامنے دیکھ کر رمشا اپنا ہر دکھ درد بھول کر ایک جگہ ساکن ہو گئی اور  
مہروش کو دیکھنے لگی تھی۔۔۔  
"مہر تم ٹھیک ہو"

اس نے حیرت سے پوچھا۔۔۔

یہ یقین تو اسے یہاں دیکھ حمزہ بھی ہوا تھا۔۔۔

مہروش بغیر کچھ کہے آگے آئی تھی اور اس کے پاؤں کا معائنہ کیا اور اسے مرہم لگا دی تھی۔۔۔

جبکہ اس عمل کے دوران رمشا خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ آنسو بہانہ تو جیسے وہ بھول ہی گئی تھی۔۔۔



اس کے ذہن میں اس وقت ہزاروں سوال گردش کر رہے تھے۔۔۔  
وہ آخر مہر سے پوچھنا چاہتی تھی کہ وہ کہاں چلی گئی تھی۔۔  
اس وقت میں وہ کہاں رہی تھی۔۔

اسے سب سوالوں کے جواب چاہیے تھے جن کے جواب صرف مہر ہی دے سکتی تھی۔۔  
جو منہ پر چپ کا تالا لگائے بیٹھی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ مہر کچھ کہتے اس کا فون بلنک ہوا تھا۔۔ جیسے ہی اس نے فون اٹھایا گل مینے کی روتی آواز اور اس کی کہی ہوئی بات نے مہر و ش کے پاؤں تلے زمیں کھینچ لی تھی۔۔۔

"محرم جلدی گھر آ جاؤ زمانے کو پتا نہیں کیا ہو گیا ہے وہ سانس نہیں لے رہا۔۔۔  
اس کی دھڑکن نہیں چل رہی۔۔ وہ آگے سے کچھ نہیں بول رہا ہے میں کیا کروں مجھے بتاؤ"  
وہ روتے ہوئے چیخ رہی تھی۔۔۔  
"زمااااےےے"

جب کہ مہر و ش کے منہ سے الفاظ نکلا بند ہو گئے تھے۔۔  
گل مینے بہادر کے ساتھ فوراً اسے ہسپتال لے آؤ زمانے کو کچھ نہیں ہو گا میں کچھ ہونے نہیں دوں گی۔ بس کسی طرح اسے یہاں لے آؤ گل مینے تم مجھے سن رہی ہو جلدی کرو"  
وہ چیختے ہوئے بولی اور یہ کہتے ہی اس نے کال کاٹ دی اور باہر کی طرف بھاگی تاکہ آپریشن کی تیاری کر سکے۔۔۔

پیچھے ہی حزمہ بھی گیا تھا رمشا کے کہنے پر کیونکہ وہ اس وقت مہروش سے کچھ مہیں ہو چھ دکتا تھا۔  
باقی باتیں وہ اسے بعد میں پوچھنے کا ارادہ رکھتا تھا کیونکہ ابھی نہ وقت ایسا تھا نہ ماحول۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

زمارے کو فوری طور پر ہسپتال لایا گیا تھا۔۔

"میرا بیٹا ٹھیک تو ہو جائے گا نہ وش"

یحییٰ نے بڑی آس سے پوچھا تھا۔۔

"آپ فکر مت کریں لالہ ہم اپنی پوری کوشش کریں گے"

وہ سٹرپر کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی بولی۔۔

"میم آپ آگے نہیں جاسکتیں"

نرس نے اس کے آگے آتے اسے روکا۔۔۔

"کیا مطلب نہیں جاسکتی ہٹے راستے سے کیا آپ کو دکھ نہیں رہا بچے کی حالت کتنی کریٹیکل ہے"

مہروش نے نرس کو گرکھتے ہوئے کہا۔۔

"نہیں میم آپ نہیں جاسکتیں یہ رولز کے خلاف ہے انہوں نے ابھی تک آپریشن کی فیس نہیں بھری اور ڈاکٹر بھی

اسکا آپریشن تب تک نہیں کر سکتے جب تک یہ پیسے نہیں بھرتے"

Are you out of your mind

اس حالت میں آپ ایسی باتیں سوچ بھی کیسے سکتیں ہیں "

جیسے ہی مہروش اسے ہٹانے آگے بڑھی یحییٰ نے اسے پکڑا۔۔۔

"وش میں پیسوں کا انتظام کرنے کی کوشش کرتا ہوں تم ڈاکٹر سے بات کرو"

یحییٰ نے شدت سے سرخ ہوتی آنکھوں کو بہنے سے روکا کتنا بے بس باپ تھا وہ جو چاہ کر بھی اپنے بچے کے لیے کچھ نہیں کر پار ہا تھا۔۔۔

اسے ساتھ وش کا بھی خیال کرنا تھا جس کا خود کا آٹھواں ماہ چل رہا تھا اور وہ خود کی حالت کی پرواہ کیے بغیر زمارے کے لیے ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔

ڈاکٹر باہر آئے تو وہ انکی طرف لپکی۔۔۔

"ڈاکٹر یہ نرس کیا کہ رہی ہے آپ کو جتنے پیسے چاہیے آپ میری پے میں سے کاٹ لیجیے گا مگر خدا را اس بچے کو یوں بے حال نہ چھوڑیں۔۔۔

مہروش نے نم آنکھوں سے کہا۔۔۔

"مہراول تو یہ رول کے خلاف ہے دوسرا بھی آپ کی اتنی پے نہیں کہ آپ پانچ لاکھ ادا کر پائیں اور تیسری اور سب سے اہم بات اس وقت ہاسپٹل میں ٹرانسپلانٹ کے لیے ہارٹ موجود نہیں ہے وہ ساتھ والے علاقے میں ہے۔

اور جیسی بچے کی حالت ہے مجھے نہیں لگتا وہ سرواٹو کر پائے۔۔۔

ڈاکٹر کے سفاک الفاظوں نے وہاں کھڑے ہر شخص کا دل دہلا دیا تھا۔۔۔

"ڈاکٹر آپ مجھے وہاں کاپتہ دیں میں خود لے آؤں گی ہارٹ مگر آپ کو وعدہ کرنا پڑے گا کہ پھر آپ اسکا علاج کریں گے"

مہروش نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔۔۔

"ٹھیک ہے ایزووش"

ڈاکٹر کہتا وہاں سے جا چکا تھا جبکہ وہ بہادر خان کو وہاں چھوڑے یچی کے ساتھ اس جگہ جانے کو نکلی تھی جہاں انکا ہارٹ تھا۔ وہ جگہ آدھے گھنٹے کے فاصلے پر تھی۔۔۔

اب دیکھنا یہ تھا کہ وہ لوگ وقت پر وہاں پہنچ بھی پاتے ہیں یا نہیں۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

یار کہاں ہے یہ حسینہ اور اس نے اتنی سنسان جگہ کیوں بلایا ہے ہمیں۔۔۔  
شمس نے اس سنسان سے کھنڈر نما کارخانے میں داخل ہوتے ناک بھوں چڑھاتے ہوئے ایک ہاتھ سے جالا صاف کرتے رحمہ سے کہا۔۔۔

جو خود ناک پر ہاتھ رکھے بدبو برداشت کر رہی تھی۔۔۔

"مجھے کیا پتہ کیا کہنے بلایا ہے اس نے مجھے تو خود کچھ سمجھ نہیں آرہی بس اسنے یہ کہا کہ مہر کے بارے میں کچھ ضروری بتانا ہے جو فائدہ مند ہو"

"اسنے ناک چڑھاتے کہا۔۔۔"

"کیا پتہ جائداد کی خوشخبری دینی ہو"

شمس نے خوشی سے ہاتھ ملتے کہا۔۔۔

"اور کیا پتہ تم دونوں کا ابرت ناک انجام ہونا ہو"

داؤد کی آواز پر وہ ایسے شک سے پلٹے جیسے بھوت دیکھ لیا ہو۔۔۔

"ت ت تم"

دونوں کے منہ سے ٹوٹ ٹوٹ کر نکلا۔۔۔

"ہاں میں تمہاری موت"

جیسے ہی داؤد نے اشارہ کیا ان دونوں کے نیچے سے زمین کھسکی اور وہ دونوں نیچے گڈھے میں جا گرے جہاں کا کروچ

اور بچھو تھے۔۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے ان ہشترات اور جانوروں نے ان دونوں پر چڑھنا اور کاٹنا شروع کر دیا۔۔۔

"آہہہ"

دونوں کی دل لرزادینے والی چیخیں وہاں گونج اٹھیں تھیں۔۔۔

"داؤد ہمیں جانے دو داؤد پلیز میں ماں ہوں تمہارے بچوں کی"

رحمہ حلق کے بل چیخی ڈر کے مارے وہ بے ہوش ہونے کو تھی۔۔۔

"تم نے رحم کیا اپنے سگے بچوں پر میری مہر پر۔ تمہاری وجہ سے میں آج اپنی مہر سے دور ہوں تو پھر میں تمہیں کیسے خوشیوں میں رہنے دیتا جو فساد کی جڑ ہے"

اسنے سفاک لہجے میں کہتے گڈھے پر جالی کھسکا دی۔۔۔

"داؤد مجھے نکالو ورنہ میں تمہیں اندر کروادوں گا تو جانتا نہیں مجھے"

شمس چیخا۔۔۔

"بھونکتا رہ کیونکہ کتوں کا تو کام ہی بھونکنا ہے اور ویسے بھی اپنی عزت پر میلی نگاہ رکھنے والے کا میں یہی حال کرتا ہوں"

داؤد وہاں سے یہ کہتا جا چکا تھا جبکہ پیچھے صرف ان دونوں کی دردناک چیخیں اور مدد کی پکار رہ گئیں تھیں۔۔۔

سب اپنے انجام کو پہنچ گئے تھے۔ بس انتظار تھا تو مہر کا جو اس سے روٹھ کر پتہ نہیں کہاں چلی گئی تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

وہ دونوں آدھے گھٹنے کا سفر کر کے اس ہسپتال میں موجود تھے جہاں ہارٹ تھا۔۔۔

وہاں بھی لوگوں کی ایک ہی رٹ تھی پیسہ۔۔۔

"خدا ارحم کریں میرا بچہ موت کے منہ میں ہے وہ۔"

ہم اتنا انتظار نہیں کر سکتے مہر نے اشک بہاتے کہا۔

صبح سے بھاگ دوڑ کرتے اسے چکر آنے لگے تھے۔۔۔

وہ گرنے لگی تو یحییٰ نے اسے کندھوں سے تھاما۔۔۔

بی بی پیسے تو پیسے ہیں ہمیں دو اور لے جاؤ دل۔۔۔

تین لاکھ وہ جمع کروا چکا تھا باقی بچے تھے دو لاکھ جن کا انتظام نہیں ہو پایا تھا۔۔۔

"یہ یہ انگوٹھی رکھ لیں یہ ہیرے کی ہے ابھی ہمارے پاس وقت نہیں کہ اسے بیچ کر پیسے لاسکیں میں یہ دوبارہ لے جاؤں گی"

مہر نے داؤد کی دی ہوئی ہیرے کی انگوٹھی کو بطور گروی رکھوایا۔۔۔

کہ نہ نہ کرتے بھی اس لڑکے کو ماننا ہی پڑا۔۔۔

وہ آنسو پونچھتے وہاں سے کسی سے ٹکرا کر گزری مگر اسکے پاس پلٹنے کا وقت نہ تھا۔۔۔

اگر پلٹ کر دیکھتی تو پتہ چلتا کہ وہ شخص کوئی اور نہیں داؤد ہے۔۔۔

"مہر"

مہر کو اپنے سے دور جاتا دیکھ داؤد کے منہ سے شکستہ لفظوں سے نکلا۔۔۔

\*\*\*

داؤد بے یقینی کے عالم میں مہر کو دیکھی جا رہا تھا۔ کیا وہ مہر ہی تھی اسکی مہر اسکی بیوی اسکی محبت۔

اور اگر تھی تو پھر اسکے ساتھ کون تھا۔۔۔



نہیں وہ مہر نہیں ہو سکتی۔۔۔

اسنے سرگوشی کی۔۔۔

"مگر میری آنکھیں مہر کو پہچاننے میں دھوکا نہیں کھا سکتیں"

اسنے کشمکش کے عالم میں خود سے کہا۔۔۔

"سر سر آپ یہاں کیا کر رہے ہیں میں نے ابھی مہر میم کو یہاں سے جاتے دیکھا ہے"

جنید ہڑبڑا کر اسکے پاس آتا بولا چہرے پر جوش کے تاثرات تھے۔۔۔

"تو وہ مہر ہی تھی"

داؤد ہولے سے بڑبڑایا۔۔۔

"سر اگر آپ نے میم کو دیکھ ہی لیا تھا تو انکو روکا کیوں نہیں"

جنید نے جھنجھلا کر پوچھا تو داؤد ہوش میں آیا اور فوراً باہر کو بھاگا جہاں اب مہر کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔۔۔

"شٹ شٹ میں ایسی غلطی کیسے کر سکتا ہوں میری مہر میرے سامنے تھی اور میں اسے چھو تو کیا مل بھی نہیں پایا تاف

ہے تجھ پر داؤد تاف ہے"

اس نے ماتھا مسلتے کہا۔۔۔

"سر وہ یہاں کیا کرنے آئیں تھیں کیا آپ نے دیکھا"

جنید نے فوراً داؤد سے پوچھا جو چونک کر سیدھا ہوا اور اندر ریسیپشنسٹ کی طرف بھاگا۔۔۔

"وہ وہ لڑکی کیا کرنے آئی تھی یہاں"

داؤد نے پھولتے سانس کے درمیان پوچھا۔۔۔

"او بھئی صبر صبر یہاں تو کتنی لڑکیاں آئیں تم کس کی بات کر رہے ہو۔ اب کیا میں ہر لڑکی کا حساب رکھوں گا"

اسنے تپ کر آگے سے جواب دیا تو داؤد دانت کچکچا کر رہ گیا۔۔

"میں اس لڑکی کی بات کر رہا ہوں جس نے ہیرے کی انگوٹھی تمہیں دی ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے اب سچ سچ بتاؤ وہ

یہاں کیوں آئی تھی"

داؤد کے سر دلچے میں کہنے پر اسنے اوپر سے نیچے تک داؤد کو دیکھا۔۔۔

"کون ہو تم بھئی اور میں تمہیں کیوں بتاؤں"

اسنے مشتوق لہجے میں پوچھا تو داؤد کو اپنا صبر صاف صاف ہاتھوں سے چھوٹا محسوس ہوا۔۔۔

"دیکھ صاف صاف بتا رہا ہوں جو یہاں سے گئی ہے وہ میری بیوی تھی اور اگر اب تو نے دوسرا سوال کیا۔۔

تو تم کسی سے کچھ پوچھنے لائق نہیں رہو گے۔۔۔

اب جلدی جلدی بتا دے کہ وہ کیا کہہ کر گئی ہے ورنہ اگلے سیکنڈ مجھے تجھے اوپر پہنچانے میں ایک لمحہ نہیں لگے گا"

اس نے اپنی جیب سے پستول نکال کر اس کی کمر سے لگاتے مسکراتے لہجے میں کہا۔۔

یہاں تک کہ اس آدمی کا سانس تک سوکھ گیا تھا۔۔

"بتانا ہوں بتانا ہوں"

اور اس نے فوراً سب فر فر بتا دیا تھا۔۔۔

"وہ عورت اپنے بچے کے ٹرانسپلانٹ کے لیے دل مانگنے آئی تھی مگر اس کے پاس پیسے نہیں تھے۔۔۔  
تبھی وہ مجھے اپنی ہیرے کی انگوٹھی گروی رکھوا کر گئی تاکہ جب اس کے پاس پیسے ہوں تو وہ مجھے لوٹا دے"  
اس نے تھوک لگتے کہا۔۔۔

"بچہ کونسا بچہ مہر اور میرا تو کوئی بچہ نہیں پھر مہر کس کے ساتھ تھی"  
داؤد کا سر پھٹنے کو ہوا تھا۔۔۔

"جنید کچھ بھی کرو ڈھونڈو مہر کو ورنہ مجھے کچھ پتہ نہیں میں کیا کر بیٹھوں گا"  
اس نے شکستہ لہجے میں کہا اور باہر کی طرف چل دیا۔ پیچھے جنید اسے تاسف سے جاتا ہوا دیکھنے لگا۔۔۔

\*\*\*\*\*

مہر لوگ جیسے ہی دل لے کر وہاں پہنچے تھے ڈاکٹر زہارے کو آپریشن تھیٹر میں لے گئے تھے۔۔۔  
چار گھنٹے دیکھ چکے تھے مگر ڈاکٹر کا کچھ پتا نہیں تھا مہر کا پریشانی سے برا حال تھا۔۔۔  
بہادر خان اور یحییٰ دیوار سے ٹیک لگائے پریشانی کے عالم میں کھڑے تھے۔۔۔  
جب کہ گلیمنے کو بار بار بے ہوشی کے دورے پڑ رہے تھے۔۔۔  
اس لیے اسے نیند کا انجکشن لگا کر مہر وارڈ میں چھوڑ آئی تھی اور خود آپریشن تھیٹر کی لال روشنی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔  
جہاں اس کی جان اٹکی تھی۔۔۔

زمارے اسے اپنے بچوں کی طرح عزیز تھا۔۔

جب بھی وہ اسے مورے کہہ کر پکارتا تھا تو اسے ہمیشہ ریان اور ایان کی یاد آتی تھی۔۔

اور اب وہ اس کے ساتھ نہیں تھا تو وہ خود کو تنہا محسوس کر رہی تھی۔۔۔

ڈاکٹر زباہر آئے تو وہ سب فوراً ڈاکٹر زکی طرف لپکے۔۔

"ڈاکٹر زمارے کیسا ہے اب ٹھیک تو ہے نا وہ"

سب نے ایک ساتھ سوال کیا تھا جبکہ ڈاکٹر تاسف سے انہیں دیکھنے لگا۔۔

"آئی ایم سوری ٹو سے مہر۔۔۔ زمارے کی بوڈی آگے سے رسپونس نہیں کر رہی۔

ہم نے ہارٹ تو ٹرانسپلانٹ کر دیا ہے مگر ہمیں ڈر ہے کہ وہ کومہ میں جا چکا ہے"

ڈاکٹر کے لفظوں نے اس کے پیروں تلے زمین کھینچ لی تھی کہ وہ پیچھے کو لڑکھڑائی۔۔

یچی بھی نیچے بیٹھ چکا تھا اس میں کھڑے ہونے کی سکت باقی نہ بچی تھی۔۔

اب بھلا وہ گلینے کو کیا جواب دے گا جس کی امیدیں اسی سے ٹکی تھیں۔۔۔

\*\*\*\*\*

"جنید بچے کہاں ہیں"

داؤد نے گھر آتے ہوئے خاموشی محسوس کی تو پوچھا۔۔

"سر بوا آپ سے پوچھ کے ہی تو بچوں کو دوسرے علاقے میں اپنے گھر لے کر گئی ہیں۔۔۔

تاکہ بچوں کا دل بہل سکے۔ کیونکہ وہ مہر میڈم کے جانے سے کمرے کے ہو کر رہ گئے تھے۔۔۔۔

یہاں تک کہ ان کی طبیعت بھی کافی بگڑ گئی تھی۔۔

آپ سے وہ ملنا نہیں چاہتے تھے تبھی تو انہیں بوا اپنے ساتھ لے گئیں اور آپ نے بھی اجازت دے دی تھی بچوں کے کہنے پر"

جنید نے اسے یاد دلایا تو داؤد کو یاد آیا۔۔۔

وہ سر جھٹک کر رہ گیا۔۔

مہر کے جانے کے بعد ان کے گھر کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا تھا۔۔۔

مہر تھی تو خوشیاں تھیں اور اب مہر نہیں تھی تو خوشیوں کا کوئی نام و نشان بھی نہیں تھا "پلیز واپس آ جاؤ مہر" داؤد نے اپنے دل میں کہا...

\*\*\*\*\*

"ٹک ٹک ٹک"

دروازہ کھٹکھٹنے کی آواز پر مہر جس نے گلینے کو بمشکل ہی سلایا تھا چونک کر اٹھی۔۔۔

زمارے کی حالت کے بعد گلینے پاگل ہو کر رہ گئی تھی گنٹوں گنٹوں گنٹوں روتی رہتی۔۔۔

یا پھر زمارے کی تصویروں کو ہی دیکھتی رہتی وہ خود کو زمارے کی حالت کا قصور وار سمجھنے لگی تھی مگر اس وقت میں مہر نے اس کا پورا پورا ساتھ دیا تھا۔

مہر اس پر لحاف صحیح کرتے باہر گئی اور جیسے ہی اس نے باہر کا دروازہ کھولا تو سامنے موجود چہروں کو دیکھ کر اس کا دل ایک لمحے کو دھڑکنا بھول گیا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

ان دو چہروں کو دیکھنے کی اس نے کتنی تمنا کی تھی اور یہ تمنا یہ خواہش اسکی اب جا کر پوری ہوئی تھی۔۔۔  
کیا خواب اس طرح بھی حقیقت میں بدلتے ہیں۔۔۔  
اس نے آنسو بہاتی آنکھوں سے انہیں دیکھتے سوچا جو ماما کی گردان کرتے لمحے کی بھی دیر کیے بغیر اس سے جا لپٹے تھے۔۔۔

"ماما کہاں چلی گئیں تھیں آپ، آپ کو پتہ ہے ہم کتنا ڈر گئے تھے"

ایان نے روتے ہوئے کہا۔۔۔

"ماما اب ہم آپ کو کہیں جانے نہیں دیں گے بابا نے آپ کو بہت ڈھونڈا مگر آپ کہیں نہیں ملی"

ریان نے اپنے آنسو صاف کرتے اس کا دامن کس کر ہاتھوں میں دبوچتے کہا جیسے اسکے چلے جانے کا ڈر ہو۔۔۔

وہ دونوں ہی اسے چھوڑنے کا نام نہیں لے رہے تھے جبکہ مہر نے خود بھی انہیں محبت سے اپنی چھٹاؤں میں بٹھایا ہوا

تھا۔۔۔

"میرے بچے میرے پیارے بچے"

وہ بار بار انکا ماتھا چومتی۔۔

ممتا کی پیاس تھی کہ بجھ ہی نہیں رہی تھی۔۔

"لیکن تم لوگ یہاں پہنچے کیسے کس نے بتایا تمہیں کہ میں یہاں ہوں"

اسنے ایک دم چونکتے ہوئے ان دونوں کو پیچھے کرتے مشتوق لہجے میں پوچھا۔۔

اگر وہ اس تک پہنچ چکے تھے پھر تو داؤد بھی آسانی سے اس تک پہنچ سکتا تھا۔۔

اور اس بات نے اسے پریشان کر دیا تھا۔۔۔

"میں لے کر آئی ہوں انہیں یہاں"

اسنے دروازے کی طرف چونک کر دیکھا تو بوانے اندر داخل ہوتے ہوئے نم آنکھوں سے کہا۔۔

"بوا آپ"

اسنے حیرانی سے کہا کیونکہ یہاں کا پتہ تو اسنے بوا کو بھی نہیں دیا تھا۔۔۔

"ڈرومٹ بیٹا تمہارے یہاں ہونے کا علم داؤد کو نہیں ہے۔ مجھے تو بچوں نے تمہارا پتہ دیا اور میں فوراً انہیں تمہارے

پاس لے آئی۔۔

تمہاری دوری سے بچے کلا کر رہ گئے تھے

نہ کھانے کی ہوش نہ پینے کی یہاں تک کے داؤد سے بات کرنا تک چھوڑ چکے تھے کہ جب تک ہماری ماں کو واپس

نہیں لاؤ گے تو تب تک بات نہیں کریں گے"



ہوا کے کہنے پر ایک نظر اس نے ریان اور ایان کو دیکھا جو بے انتہا خوشی سے اسہی کو دیکھ رہے تھے۔۔۔  
سو تیلے تھے وہ اور اس دنیا میں سب سے بڑھ کر قدر بھی اسکی انہی دو رشتوں نے کی تھی۔ اسکے لیے اپنے سگے باپ  
تک سے ناراضگی مول لے لی تھی۔۔۔

"بیٹا ایسا کیوں کیا آپ نے"

مہر نے انہیں گلے لگا کر نرم آنکھوں سے پوچھا۔۔۔

"کیوں کے ہماری ماماسب سے بیسٹ ہیں اور آپ بھی تو ڈیڈ سے ناراض ہو کر گئی تھیں کیونکہ انہوں نے گندی آنٹی  
کی وجہ سے آپ کو ڈانٹا تو پھر ہم ان سے کیوں بات کرتے"

ایان نے منہ بصورتے کہا تو ایک بھولی بھٹکی مسکراہٹ اسکے چہرے پر آٹھری تھی۔۔۔  
"مگر تم لوگوں نے ابھی تک نہیں بتایا یہاں کا پتہ کیسے ملا"

ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور اثبات میں سے ہلا کر مہر کی طرف دیکھتے یک زبان ہو کر بولے۔۔۔  
"ہمیں آپ کے بارے میں زمارے نے بتایا تھا"

"زمارے نے"

وہ ششدر رہ گئی تھی وہ معصوم تو کوما میں تھا پھر یہ سب کیسے ممکن ہوا۔۔۔

"مگر کب بتایا"

وہ بے چینی سے بولی۔۔۔

"ون ویک پہلے اسکی ویڈیو کال آئی تھی پھر اسہی نے ہمیں بتایا تو ہم بہت شاک ہوئے لیکن جب اسنے آپ پر کیمرہ کیا تو پھر ہمیں یقین آیا کہ آپ واقعی یہاں ہو۔۔

اسنے ہم سے کہا تھا جتنا جلدی ہو سکے یہاں آ جاؤ ام اپنی دوست کو اداس نہیں دیکھ سکتا۔۔

ریان نے بتایا تو وہ اداس ہو گئی کچھ دنوں میں جو بچا اسکی جان بن گیا تھا اسکی اداسی دور کرنے کے لیے اسنے اتنے جتن کیے اور اب جب اسکی اداسی دور ہو گئی تھی تو وہ خود اس سے بہت دور چلا گیا تھا جسنے مہر کے دل کو اور غمگین کر دیا تھا۔۔

"مگر ماما وہ ہے کہاں"

ان دونوں کے پوچھنے پر اسنے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا اور بولی۔۔

"بیٹا بھائی کی طبیعت خراب ہے نہ اس لیے وہ ہاسپٹل گیا ہے جب ٹھیک ہو جائے گا تو فوراً آ جائے گا"

اسنے اپنے آنسو زبردستی صاف کرتے کہا۔۔

"کیا ماما اسکی طبیعت زیادہ خراب ہے"

ریان نے پریشانی سے پوچھا تو ایان بھی اسکا چہرہ دیکھنے لگا۔۔

"ساری باتیں ادھر ہی کر لو گے یا اندر بھی چلو گے چلو آؤ اندر میں اپنے بچوں کو انکے پسند کی چیزیں بنا کر کھلاتی ہوں"

"

اسنے ریان کی بات کو نظر انداز کرتے کہا۔۔

ہوا اسکی حالت دیکھ جان چکی تھیں کہ مہر صرف اکیلی نہیں تھی بلکہ اسکے ساتھ ایک اور جان بھی جڑی تھی۔۔۔  
اور وہ خوش تھیں کہ چلو کوئی کڑی تو ہے داؤد اور مہر کے درمیان جو انہیں ملانے کا ذریعہ بنے گی۔ مگر وہ یہ نہیں جانتی  
تھیں کہ مہر یہ ذریعہ بھی ختم کر دے گی۔۔۔

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا یحییٰ داؤد کے بچوں کو دیکھ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔  
"یہ یہاں کیا کر رہے ہیں"

اس نے مہر کو دیکھتے سنجیدگی سے کہا جسے چپی لگ چکی تھی۔۔۔  
کیونکہ یحییٰ نے اسے داؤد سے جڑی ہر چیز سے دور رہنے کا کہا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

"کیا داؤد بھی جانتا ہے کہ یہ دونوں یہاں ہیں، کیا وہ تمہارے اس پتے سے واقف ہو چکا ہے"۔۔۔  
یحییٰ نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

"نہیں داؤد کو نہیں پتہ کہ یہ لوگ یہاں ہیں اور انہیں بھی زمارے نے ہی یہاں کا پتہ دیا تھا"

زمارے کے ذکر پر یحییٰ کی آنکھوں میں درد اٹھتا تھا جو کہ ناقابل برداشت تھا۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ ایسی حرکت صرف زمارے ہی کر سکتا ہے۔۔۔ وہ اپنے بچے کی ہر ایک عادت سے واقف تھا۔۔۔

بہر حال جو بھی تھا یحییٰ مہر پر کوئی بھی دباؤ نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔۔۔

وہ چاہتا تھا کہ مہر خود اپنی رضامندی سے اپنی زندگی کا فیصلہ کرے۔۔۔

اس لیے وہ اسے وہیں چھوڑ کر کمرے میں چلا گیا۔۔۔ جہاں اسے اپنی بیوی کو زیادہ سے زیادہ وقت دینا تھا۔۔۔  
مہرا نہیں اندر لے گئی تھی اور ان دونوں کی پسند کا کھانا بنا کر آج مہر نے ان دونوں کو اپنے ہاتھوں سے کھلایا تھا۔۔۔  
جنہوں نے نہ جانے کتنے ماہ بعد پیٹ بھر کر کھانا کھایا تھا اور کھاتے بھی کیوں نہ کھلانے والی انکی ماں جو تھی۔۔۔  
بوانے بھی مہر کے کہنے پر چپ سادھ لی تھی نہ ہی مہر کے وہاں ہونے کا کسی کو علم تھا نہ ہی کسی نے بتایا حمزہ اور ر مشا  
اسے لاکھ سمجھاتے کہ وہ داؤد کے پاس لوٹ جائے مگر وہ بھی اس بار ضد پر اڑی تھی۔۔۔

کہ داؤد اسے خود ڈھونڈے اور اپنی محنت سے گھر لے کر جائے وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی تیسرا ان کے درمیان  
آئے۔۔۔۔۔ کیونکہ اب مہر کسی بھی طرح اپنی عزت نفس پر کوئی ٹھیس برداشت نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔  
وہ چاہتی تھی کہ داؤد ایک بار ہی اس کے پاس آئے اور ساری تلخیاں ان دونوں کے درمیان سے مٹا دے۔۔۔۔۔  
دیکھتے ہی دیکھتے وقت گزرتا چلا گیا اور دو تین ماہ کیسے گزر گئے پتہ ہی نہ چلا۔۔۔۔۔  
آج مہر کی ڈیلیوری تھی۔۔۔

سب پریشان حال آپریشن تھیر کے باہر کھڑے تھے۔۔۔۔۔

اس عرصے میں گل مینے نے مہر کا اپنی سگی بہنوں کی طرح خیال رکھا تھا۔۔۔

زمارے کے بے ہوش وجود کے پاس وقت گزارنے کے ساتھ وہ مہر کا بھی بھرپور خیال رکھتی۔۔۔

وہ جانتی تھی اس وقت میں مہر کو داؤد کی ضرورت ہے مگر اس کی عدم موجودگی میں گل مینے نے اس کا بھرپور ساتھ دیا تھا۔۔۔

وہ اسے کسی بھی چیز کی کمی نہیں ہونے دیتی تھی وہ اپنے بیٹے کی دوری برداشت کر رہی تھی۔۔۔  
مگر وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ مہر بھی اپنا بچہ کھو دے اس لئے وہ تمام تر سہولیات اسے فراہم کرتی جو کبھی اسے میسر نہ تھیں۔۔۔۔

اب بھی وہ پریشانی سے باہر کھڑی اس کے لئے دعا گو تھی جب ڈاکٹر دروازہ کھول کر باہر آئی اور ایک گول مٹول سا سرخ و سفید وجود لا کر یچی کی باہوں میں دیا۔۔۔۔  
"مبارک ہو رحمت ہوئی ہے"

یچی کی خوشی کے مارے آنسوؤں سے لبریز آنکھیں چھلک پڑیں تھیں۔۔۔

رمشہ اور حمزہ بلو نزا اور پارٹی پاپرز لے کر دھاوا بولتے ہوئے اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔  
جہاں مہروش نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔

رمشا اور حمزہ نے غبارے اطراف میں لگا دیے تھے جبکہ ریان اور ایان نے ایک ساتھ پارٹی پاپرز پھوڑے تھے۔۔۔  
جس سے چاروں طرف کا ماحول خوشگوار بن گیا تھا جبکہ بہادر خان اس خوبصورت لمحے کو فون میں قید کر رہا تھا۔۔۔۔

گل مینے بھی مہر کی خوشی میں خوش تھی یحییٰ نے سب سے پہلے اپنی گود میں بھرانازک وجود جا کر مہروش کی گود میں ڈالا۔۔۔

جسے دیکھ کر مہر کی آنکھیں چھلک پڑیں تھیں۔۔۔

اس بچی نے پہلی بار آنکھیں کھولتے مہر کو گھور کر دیکھا۔۔۔

ماں کے لمس نے اسے اٹھنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

وہ بالکل اپنے باپ پر گئی تھی اس کی شکل خود بخود اود سے ملتی تھی جسے دیکھ کر مہروش اور افسردہ ہو گئی تھی۔۔۔۔۔  
مگر اس نے اگلے ہی لمحے اپنی اداسی کو جھٹکا اور اس پیاری سی پری کا ماتھا چوما اور اپنے اندر تک سکون اترتا محسوس کیا۔۔۔

مگر یہ سکون صرف کچھ ہی لمحوں کا تھا۔۔۔

مہر نے گہری سانس بھرتے اپنے فیصلے پر عمل کرنے کا سوچا اور اپنی جگہ سے ہمت کرتی اٹھی۔۔۔  
درد سے اس کے چہرے پر ضبط کے تاثرات ابھرے تھے سارے اسے وہیں رکنے کا کہنے لگے مگر وہ ہر ایک کی بات نظر انداز کرتی اٹھی۔۔۔

"مہر یہ تم کیا کر رہی ہو لیٹ جاؤ! جھج سٹیجس تازہ ہیں تمہیں درد ہو گا"

رمشانے اسے گرکھ کر کہا مگر وہ اس کی بات پر دیہاں دیے بغیر بمشکل اپنے پاؤں پر کھڑی ہوئی اور اس بچی کا ننھا وجود لے کر گل مینے کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔



جو دروازے میں کھڑی نم آنکھوں سے اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

ایک دم اچانک مہر کو اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ حیران ہوئی چونکی تو وہ تب جب مہر نے اس پر ی کا وجود اس کی گود میں ڈال دیا۔۔۔

گل مینے حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی وہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ آخر مہر چاہتی کیا ہے۔۔۔۔۔

"مہر یہ تم کیا کر رہی ہو"

گل مینے نے مہر کو روکنا چاہا۔۔۔

"میں وہی کر رہی ہو جو مجھے کرنا چاہیے ایک بیٹی کو اس کی ماں سے ملواری ہوں"

اس کی بات پر گل مینے کی آنکھوں سے آنسو بے مول ہوتے گرتے چلے گئے۔۔۔

رمشانے حیرت سے حمزہ کی طرف دیکھا جو سمجھتے ہوئے اسے تسلی دینے لگا تھا۔۔۔

یحییٰ بھی حیرت زدہ تھا کتنا بڑا دل تھا اس لڑکی کا جو اپنے جگر کے ٹکڑے کو کسی اور کی گود میں ڈال رہی تھی۔۔۔

صرف اس عورت کا احساس کرتے جو اپنے بچے سے دور تھی اور اس کی دوری برداشت کر رہی تھی۔۔۔

"مہرام اسے نہیں لے سکتا تمہارے بچے کو تم سے دور کیسے کر سکتا ہے بھلا۔۔۔

ام بھی ایک ماں ہے ام بھی جانتا ہے کہ اپنے جگر کے ٹکڑے کو اپنے سے دور کرنا لاکھوں کڑوڑوں بار مرنے کے

مترادف ہے"



اس نے روتے ہوئے مہر کو سمجھانا چاہا جو اسے مصنوعی غصے سے گھورنے لگی۔۔۔

"تو کیا تمہیں میری بیٹی پیاری نہیں لگی جو تم اس طرح کہہ رہی ہو"

اس کی بات پر گلہ کرنے لگی تھی کہ اسے دیکھا اور نفی میں سر ہلایا یہ تو خدا کا تحفہ ہے بالکل آسمان سے اتر اپری جیسا بھلا  
ام اس کو ناپسند کیسے کر سکتا ہے"

گل میں نے ان سے پوچھتے فوراً اسے اس نازک وجود کو اپنی گود میں لے کر چٹا چٹ چوم لیا جسے دیکھ کر مہر دل  
سے مسکرا دی تھی۔۔۔۔

"مہر یہ سب صحیح نہیں ہے"

یحییٰ نے بھی آگے ہو کر اسے سمجھانا چاہا۔۔۔۔

"لالے میں سب جانتی ہوں میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے۔۔۔۔

میری بیٹی آپ دونوں کے سائے میں خوش رہے گی نہ ہی اسے کبھی کوئی تکلیف ہوگی اور پھر بھلا میں اس سے  
دور تھوڑی جا رہی ہوں۔۔۔

میں بھی تو آپ کے پاس ہی رہوں گی میری بیٹی میری نظروں کے سامنے ہی پلے بڑھے گی۔۔۔۔

پھر کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ کس کی گود میں پلی بڑھی اسے اس کی دوسری ماں پال رہی ہے۔۔۔ یہی میرے دل کی  
خوشی کا باعث ہے۔۔۔۔"

مہر نے اپنے جواب سے یحییٰ کو خاموش کروادیا تھا جب کہ بوا دل گرفتگی سے سوچ رہی تھیں کہ جب داؤد کو پتہ چلے گا تو اس کا ری ایکشن کیا ہوگا۔۔۔

"اما ہمیں بھی ہماری بہن دیکھنی ہے"

ایان نے ننھے بازو آگے کرتے ہوئے کہا تو گل مینے نے فوراً اس کو ایان کی گود میں دیا۔۔۔

جو اسے چٹا چٹ چومنے لگا یہی حال ریان کا بھی تھا۔۔۔

دونوں اس کو چپک ہی گئے تھے جبکہ بڑے سکون سے دونوں کو چھوٹی پری کے ساتھ ننھی شرارتیں کرتے دیکھ کر ہنس پڑے تھے۔۔۔

یہ دونوں تو ابھی سے ہی اس ننھی پری کے لئے اتنے پوزیسیو تھے مہر سوچ کر پریشان ہو چکی تھی کہ بعد میں ان کا کیا حال ہو گا جب انہیں اپنی بہن سے دور جانا پڑے گا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

رات کو ایان اور ریان مہر کے پاس لیٹے ہوئے تھے۔۔۔

صبح سے شام تک وہ ننھی پریشہ کو چپکے رہتے تھے۔۔۔ اب بھی مہر انہیں زبردست یہاں لے کر آئی تھی۔۔۔

"اما کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ پریشہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے کیونکہ وہ تو ہماری بہن ہے نہ"

ایان معصومیت سے پوچھا تو مہر نے اسے گھورتی ہوئی نظروں سے دیکھا اور کہا۔۔۔۔۔

"ایان بچہ میں نے آج تو آپ کے منہ سے یہ بات سن لی ہے مگر آئندہ نہ سنو آپ اچھی طرح جانتے ہیں نہ کہ ہمارے کی حالت کیسی ہے اس کی ماما اس کے لیے کتنا پریشان اور اداس رہتی ہیں۔۔۔"

ان کے پاس تو ان کا کوئی دوسرا بچہ بھی نہیں جب کہ میرے پاس آپ جیسے دو بہادر بہادر شیر ہیں مگر ان کا کیا وہ تو زمارے کے بعد اکیلی پڑ گئی ہیں نا۔۔۔

اگر اب آپ پریشہ کو بھی ان سے لے لو گے تو وہ کیسے رہیں گے کبھی سوچا ہے آپ نے"

اس کی بات کو ریان اور ایان دونوں بہت ہی غور سے سن رہے تھے اور خاطر خواہ سمجھ بھی گئے تھے مہر کی باتیں ایسی ہی گہری ہوتی تھیں جو ان کے دلوں پر گہرا اثر چھوڑ جاتی تھیں۔۔۔

"کیا اب بھی آپ دونوں کو مجھ سے کوئی سوال کرنا ہے"

مہر نے ان دونوں کو جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو دونوں نے ہی معصومیت سے نفی میں سر ہلادیا کیونکہ وہ جانتے تھے جو ان کی ماں کہہ رہی تھی وہ سو فیصد سچ تھا۔۔۔

اگر زمارے آج نہ ہوتا تو وہ کبھی بھی اپنی ماں سے مل نہ پاتے۔۔۔

وہ زمارے ہی تھا جس کی وجہ سے وہ اپنی ماں کے پاس بیٹھے تھے اور اب انہیں زمارے کے لیے کچھ کرنا تھا اور اسی لئے وہ خاموشی سے اپنی بہن زمارے کی ماں کے حوالے کر چکے تھے تاکہ وہ کبھی اداس نہ ہوں۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

وقت کا کام ہے گزرنا اور وقت کی ایک خوبی ہے کہ وہ جیسا بھی ہو گزر ہی جاتا ہے۔۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے چھ ماہ کا عرصہ اور گزر چکا تھا ریان اور ایان کو مہر سمجھا کر واپس بھیجوا چکی تھی۔۔۔  
اب وہ اس سے فون کال پر بات کر لیتے۔۔۔  
اور اگر زیادہ یاد آتی تو جنید کے ساتھ ملنے چلے آتے۔۔۔  
ہاں جنید بھی اس سچ سے واقف ہو چکا تھا مگر مہر نے اسے قسم دے کر داؤد کو کچھ بھی بتانے سے منع کر دیا تھا۔۔۔  
مہر کا اس پر بہت بڑا احسان تھا تبھی اس نے خاموش رہنا بہتر سمجھا۔۔۔  
بچوں نے داؤد سے بھی اپنا رویہ کافی حد تک بہتر کر لیا تھا وہ بھی مہر کے سمجھانے پر۔۔۔  
آج ڈاکٹر زکی پارٹی تھی جہاں مہر بھی شریک تھی اور شہر کے کئی بڑے بزنس مین بھی جن میں ہمزہ بھی شامل تھا۔۔۔  
تبھی مہر رمشہ کے ساتھ وہاں تیار ہو کر پہنچی جہاں ہال کو نہایت خوبصورتی سے ڈیزائن کیا گیا تھا۔۔۔  
جبکہ روشنیاں چاروں اطراف میں پھیل کر اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہی تھیں۔۔۔ ڈاکٹر زکی الگ جبکہ بزنس میمنز کا الگ فلور پر فنکشن ارگینائز کیا گیا تھا۔۔۔۔  
مہر کا دل صبح سے ہی آج ایک الگ لے پر دھڑک رہا تھا۔۔۔  
جیسے آج کچھ ہونے والا ہوں۔۔۔۔  
رمشا مہر سے اسکیوز کرتی تھوڑی دیر کے لیے حمزہ سے ملنے بزنس پورشن میں گئی تھی۔۔۔۔

مہر کو ایک دم گھٹن ہونے لگی تھی تبھی وہ دوسری جانب بڑھی باہر نکلتے ہی اسے دوسرے پورشن سے کسے کے گانے کی آواز آنے لگی تھی۔۔۔

اسکے قدم نہ چاہتے ہوئے بھی اس طرف بڑھتے چلے گئے تھے جہاں حال میں نیم اندھیرا تھا اور سپاٹ لائٹ کی روشنی میں ایک شخص اسکی طرف پشت کیے پیانو پر انگلیاں چلا رہا تھا۔۔۔  
جو فزا میں نہایت دلکش دھن بکھیر رہا تھا۔۔۔

اسکی آواز پر مہر کی دھڑکنیں سست ہونا شروع ہوئی تھیں۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

آج داؤد کو زبردستی حمزہ پارٹی میں لے آیا تھا۔۔۔  
اس نے جانے کتنے عرصے سے پارٹی اٹینڈ نہیں کی تھی حمزہ کے اصرار پر اسے اس پارٹی میں آنا پڑا تھا۔ مہر کے جانے کے بعد سے اسکی حمزہ سے کافی گہری دوستی ہو چکی تھی۔  
تبھی اسکے بار بار اصرار کرنے پر آیا تھا اور آج بھی اس کا موڈ سخت خراب تھا۔۔۔  
اور ان کے ایک ساتھی نے داؤد سے گانے کی فرمائش کی تھی وہ جوان کو منع کرنے لگا تھا حمزہ کی بات پر سوچ میں پڑ گیا۔۔۔

"پلیز داؤد مہر کے لئے ہی سہی مگر ایک گانا تو گادو"

داؤد کو یاد آیا کہ مہر کو اس کی آواز کتنی پسند تھی۔ اس نے کتنا چاہا تھا کہ وہ اس کے لئے گائے۔۔۔

اسے یاد آیا۔۔۔

جب مہر اس سے گانے کی فرمائش کیا کرتی تھی اور پھر کتنی دیر اسکی آواز میں کھوئی رہتی۔۔۔  
داؤد کی یادوں میں وہ لمحہ تازہ ہوا تھا جب ایک بار مہر نے اس سے کہا تھا۔۔۔

"سنیے"

مہروش کے دلربا لہجے میں کہنے پر داؤد قربان ہوا تھا۔۔۔

"سنایے جاناں"

اسنے فراختا ہوتے کہا مہر کی ہر ہر اداب اسے نرالی لگتی تھی۔۔۔

"اگر کبھی میں آپ سے دور چلی گئی تو میری یاد میں کونسا گانا گائیں گے"

اسنے داؤد کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکاتے اپنے لفظوں سے اسکی جان نکال دی تھی۔۔۔

"میری جان ایسی باتیں کر کے کیوں مجھے دکھ دیتی ہو"

اسنے دکھ سے کہا تو وہ مسکرا دی۔۔۔

"بتائیں نہ"

"تمہیں ایسا کیونکر لگا کہ تمہارے جانے کے بعد میں گانے گاؤں گا"

اسنے گھورتے ہوئے پوچھا تو وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔۔۔

"پھر بھی ایسے نہ صحیح تو کیا پتہ اگر آپ گانا گائیں میری یاد میں تو شاید میں آپ کے پاس واپس آ جاؤں"

اسنے کہیں کھوئے ہوئے کہا تو داؤد چونک گیا۔۔۔

”

"کیا پتہ آپ کا گانا میرے دل کو چھو جائے اور میں آپ کے پاس آ جاؤں بتائیں نہ ایسا کون سا گانا گائیں گے آپ جسے

سن کر میں خود کو آپ کے پاس آنے سے نہ روک پاؤں۔۔"

داؤد نے اسکی ضد کو ایک گہری نظر سے دیکھتے گٹار پر دھن چھیڑی۔۔۔

"تیرے جانے کا غم اور نہ آنے کا غم پھر زمانے کا غم کیا کریں۔۔۔"

راہ دیکھے نظر رات بھر جاگ کر پر تیری تو خبر نہ ملے۔۔۔

بہت آئی گئیں یادیں مگر اس بار تمہی آنا۔۔

ارادے پھر سے جانے کے نہیں لانا تمہیں آنا۔۔۔۔۔"

اسے پتہ ہی نہ چلا کہ کب اس نے مہر کو سوچتے گانا شروع کرتے پیا نو پر دھن بکھیرنی شروع کی تھی۔۔۔

"بہت آئی گئیں یادیں مگر اس بار تمہیں آنا۔"

ارادے پھر سے جانے کے نہیں لانا تمہیں آنا"

جیسے ہی یہ لائن بولتے آنکھیں کھولی تھیں اسے مہر نظر آئی جو ششدر سی اپنی جگہ کھڑی حیرت سے اسے ہی تک رہی

تحتی۔۔۔

داؤد کی انگلیاں وہیں تھمی تھیں اور ساتھ اسکی آواز بھی۔۔۔



"مہر"

ایک سرگوشی کی مانند مہر کا نام اسکے منہ سے نکلا تھا جیسے ہی وہ ہوش میں آتا اسکی طرف بڑھنے لگا تھا وہ باہر کو بھاگی تھی اور وہ اسکے پیچھے۔۔۔

مہر رک جاؤ وہیں رکو اس سے آگے ایک قدم بھی مت بڑھانا۔۔۔

داؤد نے بھاگ کر پیچھے سے آتے اس کا ہاتھ پکڑا تھا اور اسے کھینچ کر اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔۔۔

دونوں کی سانسیں تیز بھاگنے کی وجہ سے پھول چکی تھیں۔۔۔

دونوں ہی ایک دوسرے کی تیز دھڑکتی ہوئی دھڑکنوں کو محسوس کر سکتے تھے۔۔۔

جو آج ایک الگ ہی لے پر دھڑک رہی تھی۔۔۔

اور دھڑکتی بھی کیوں نہ آج وہ اتنی وقت بعد وہ ایک ساتھ تھے ایک دوسرے کے پاس تھے۔۔۔ جہاں ان کے

درمیان کوئی دوری نہیں تھی کوئی تیسرا نہیں تھا۔۔۔

"کیوں آخر کیوں کیا تم نے ایسا کیوں مجھے چھوڑ کر تنہا گئی۔۔۔"

کیا سزا دینے میں مزا آتا ہے تمہیں۔۔۔

کیا کوئی خوشی ملی تمہیں۔۔۔ داؤد نے شدتِ ضبط سے سرخ بہتی آنکھوں سے مہر کو اپنے سامنے کر کے پوچھا۔۔۔

جس کی خود کی آنکھوں سے آنسو بہتے چلے جا رہے تھے۔۔۔

"جانتی ہو ہر پل دردناک تھا وہ جس پل میں تم نہیں تھی میرے ساتھ"

تمہارے جانے کے بعد یہ جانا ہے تنہائی کی عزیت کیا ہوتی ہے۔۔۔

اپنوں کے روٹھ جانے سے اپنی جان جانا کیسا ہوتا ہے۔۔۔۔

"خدا را اب اس سزا کو ختم کر دو اور سونپ دو خود کو مجھے تاکہ سمجھال کر رکھ سکوں تمہیں۔۔۔

وعدہ رہا یہ تم سے کہ اب ایک بار بھی گستاخی ہوئی مجھ سے محبت میں تو تمہارے ہاتھوں سے سزا لوں گا۔۔۔

اپنے ہاتھوں سے جان لینا میری اف بھی نہیں کروں گا بس ایک بار لوٹ آؤ۔۔۔

مہرنا چاہتے ہوئے بھی اس کے ہر ایک لفظ پر ایمان لے آئی تھی۔ آخر کب تک وہ دور رہتی اپنی محبت سے۔۔۔

آخر اس کا بھی تو خوشیوں پر حق تھا نہ۔۔۔

دونوں کی خوشی کا یہ عالم تھا کہ منہ سے الفاظ تک نہیں نکل رہے تھے۔۔۔

"مجھے تو جانا ہی تھا جب تمہاری زندگی میں میری کوئی جگہ ہی نہیں تھی تو میں وہاں رہ کر کیا کرتی"

مہر نے خفگی سے شکوہ کیا تھا جس پر داؤد نے تڑپ کر نفی میں سر ہلایا اور کہا ایک تمہاری ہی تو جگہ ہے میری زندگی

میں۔۔۔

مگر اس بات کا احساس مجھے تمہارے جانے کے بعد ہوا زندگی کیسے کہتے ہیں۔۔۔

مسکرا کر کہتے ہیں اور جینا کسے کہتے ہیں۔۔۔

یہ تو میں نے تمہارے ساتھ رہ کر سیکھا تھا۔۔۔

مگر تمہارے بعد روگ کسے کہتے ہیں زندگی اجرٹنا کسے کہتے ہیں اور کسی کو یاد کرنا کتنا تکلیف دہ ہے یہ میں تمہارے جانے کے بعد سیکھ چکا ہوں۔۔۔

مگر یقین کرو یا اس دل میں بہت درد ہوتا ہے۔۔۔

داؤد نے عزیت سے مسکراتے ہوئے اپنی آنکھیں صاف کرتے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا تو وہ داؤد کا چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔

جو پہلے جیسا نہ رہا تھا بہت بدل گیا تھا وہ۔۔۔ شیو بڑھی ہوئی، رنگ پیلا اور آنکھوں کے گرد حلقے اس کا داؤد ایسا تو نہ تھا۔۔۔

کیا اس نے داؤد سے دور جا کر واقعی غلط کیا تھا۔۔۔

مہر سوچ کر رہ گئی۔۔۔

"مگر اب میں تمہیں کہیں جانے نہیں رکھوں گا اپنی پناہوں میں چھپا کر رکھوں گا یہ میرا تم سے وعدہ ہے" اس نے مہر کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔۔۔ جس نے خود بھی اس کے گرد ہاتھ باندھ لیے تھے۔۔۔

غموں کے بادل چھٹ چکے تھے۔۔۔

باقی سب بھی ان کے پیچھے ہی آگئے تھے۔ حمزہ پلین کے مطابق سب کو ہی بلا چکا تھا۔ جن میں حمزہ، مشا، بوا، جنید، یحییٰ اور بچے بھی شامل تھے۔۔۔

اور ان دونوں کو یوں ساتھ دیکھ کر تالیاں بجانے لگے تھے مہر سرخ پڑ چکی تھی ان سب کو یہاں دیکھ۔۔۔

جب اس کی نظر سامنے اٹھی تو اس کی نظریں یچی پر پڑیں جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

اسے خواہ مخواہ شرمندگی نے آن گھیرا تھا وہ فوراً داؤد سے الگ ہوئی تھی۔۔

وہ جانتی تھی کہ یچی داؤد کو پسند نہیں ہے لیکن غور سے دیکھنے پر پتہ چلا تو وہ بھی خوش تھا۔۔

مطلب سب ملے ہوئے تھے یہ سب کی ملی بھگت تھی۔۔

داؤد نے بھی اپنے اطراف پر غور کیا تو اسے کچھ ہی لمحوں میں سچائی معلوم ہو چکی تھی۔۔ "جنید تم، کیا تم جانتے تھے

کہ مہر یہاں رہ رہی ہے"

اس کی بات کے جواب میں صرف جنید سر جھکا کر رہ گیا داؤد کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا بوا، حمزہ مشاہد یہاں تک کہ اس کے

اپنے بچے بھی سب جانتے تھے کہ مہر کہاں ہیں سوائے اس کے۔۔۔

بس ایک وہی بدھو انجان تھا اور یہ سب دیکھ اسکا پارہ ہائی ہوا تھا مگر ضبط کا گھونٹ بھر کر رہ گیا کیونکہ وہ مہر کا دن خراب

نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

"اب سب کچھ ٹھیک ہو ہی گیا ہے تو مجھے تم سے یہ کہنا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ مہر تمہارے ساتھ جائے تو اسے

ہمارے گھر سے رخصت کروا کر لے جانا۔۔

اور یاد رہے تمہارے لیے ایک تحفہ بھی ہے۔۔۔

میں مہر کو ساتھ لے کر جا رہا ہوں۔۔۔

یچی داؤد کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کو تسلی دیتا ہوا مہر کو لے کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

جب کہ وہ منہ کھول کر اس کو جاتا دیکھ رہا تھا جس کا منہ حمزہ نے بند کر دیا تھا چڑاتی مسکراہٹ کے ساتھ جبکہ اس کو یوں  
چڑاتے دیکھ داؤد حمزہ کے پیچھے لپکا تھا اسے مارنے کے لئے۔۔  
خوشیاں ایک بار پھر لوٹ آئی تھیں۔۔۔

\*\*\*\*\*

ایک ہفتہ ہو چکا تھا مہر کو یگی کے گھر آج داؤد اسے لینے آیا تھا۔۔۔  
وہ اسکے انتظار میں لمحے گن رہا تھا۔ جبکہ بچے خوشی سے چہچہا رہے تھے آخر کو ان کی فیملی مکمل ہو گئی تھی۔۔۔  
"گلمینے اگر تم برا نہ مانو تو میں ایک بار پریشہ سے ملنا چاہتی ہوں"  
مہر نے سرخ آنکھوں سمیت باہر نکلتے ہوئے کہا۔۔۔  
جس پر گلمینے اسے دیکھ کر رہ گئی۔  
کہ کیسے وہ ایک سگی ماں ہوتے ہوئے بھی بس ایک بار اسے ملنے کا کہہ رہی تھی وہ کیوں نہیں کہتی تھی کہ وہ اپنے جگر  
کے ٹکڑے کو چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی آخر وہ کیوں نہیں کہتی کہ بھلا ایک ماں بھی اپنے بچے سے الگ ہو سکتی  
ہے۔۔۔

آخر کیوں وہ اپنی جان سے دستبردار ہو گئی تھی آخر کیوں۔۔۔  
اس کیوں کا جواب تو آج گلمینے کو مل گیا تھا کیونکہ اللہ نے اس نرم دل لڑکی کو بنایا ہی اتنے پیار سے تھا جو لوگوں میں  
محبتیں بانٹی تھی، قربانیاں دیتی تھی۔۔۔

پھر بھلا وہ اس سے اسکی خوشی کیسے چھین سکتی تھی۔۔۔

"کیا میں مل لوں"

مہر نے گلہ سے گھومنے کو سوچ میں گم دیکھ دوبارہ بے چینی سے پوچھا تو وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔۔۔

"نہیں تم نہیں مل سکتا"

ایک دم صاف جواب پر مہر خاموش ہو کر رہ گئی تھی اور اسنے دل مسوس کر قدم پیچھے کھینچ لیے تھے۔۔۔

"کیونکہ یہ تمہارے ساتھ جائے گی"

یچی نے ایک دم سامنے آتے کہا اور پریشہ کو داؤد کی گود میں دیا جو اچھنبے سے ان سب کو دیکھ رہا تھا اور معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"مگر لالے"

اسنے یچی کو دبے لفظوں میں سمجھانا چاہا۔۔۔

"بس مہر اب کوئی قربانی نہیں پریشہ تمہاری بیٹی ہے اسلیے وہ تمہارے ساتھ ہی رہے گی"

اسکی بات پر داؤد کو شدید حیرت کا جھٹکا لگا تھا اور اسنے فوراً اپنی گود میں موجود پریشہ کو دیکھا تھا جو بالکل اسکا پر تو تھی۔۔۔

وہی ناک وہیں آنکھیں اور ویسا ہی گھورنا بھلا وہ اسے کیسے نہ پہچان پایا۔۔۔

"میری بیٹی میری پرنس اسنے فوراً اسے چٹا چٹ چوم لیا تھا اور اپنے جگر کے ٹکڑے کو اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔۔۔

"کیا وہ اتنا خوش قسمت تھا کہ اللہ اسے رحمت سے نوازتا..."

وہ تو ایک دم بوکھلا اٹھا تھا۔۔

"مہر یہ میری بیٹی ہے میری داؤد کی پرسنس اسکے پیر تو زمین پر ہی نہیں ٹک رہے تھے۔۔

"اور ہماری فکر مت کرو مہر کیونکہ اب ہمارے گھر بھی ننھا مہمان آنے والا ہے"

یچی نے کہا تو مہر نے بے یقینی سے گل کو دیکھا جو شرماتے ہوئے اثبات میں سر ہلار ہی تھی۔۔

"اور ام کو تو تم بھول ہی گیا"

بہادر خان کے ساتھ آتا زمارے مصنوعی غصے سے بولاے و مہر نے فوراً لپک کر اسے پکڑا اور پیار کیا۔۔

"یہ سب کیسے ہوا"

اسنے زمارے کو پیار کرتے یچی سے پوچھا۔۔

"سرپرائز"

اسنے یک لفظی جواب دیا تو وہ سمجھ گئی کہ یہی اللہ کی قدرت ہے جو بے شک بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔۔

پھر بھلا وہ مہر کو خوشیوں سے محروم کیسے رکھتا۔۔

آج اسکا آشیانہ مکمل ہو گیا تھا۔۔

ادھر دیکھو سب رمشہ نے وہاں آتے سب کو اکٹھا کرتے سیلفی کے لیے فون سامنے کیے تھا۔۔

جس پر سبھی ساتھ ساتھ ہو گئے تھے۔ سب فیملیز پوری ہو گئی تھیں۔۔



مہر نے جان نثار نظروں سے داؤد کو دیکھا جو اپنی بیٹی کو والہانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اور پھر اسکی نظریں بھی مہر سے ملی تو اسنے دھیرے سے اسے آئی لو یو کہا تھا۔۔۔

جسکے جواب میں اسنے شکریہ کی سرگوشی کی تھی۔۔ جس پردونوں ہنس پڑے۔۔۔  
"سے چیسیز"

رمشا کے چلانے پر سب بچوں نے زور و شور سے چیسیز کہا تھا اور یہ بنی تھی ایک یادگار فوٹو۔۔۔  
جو آگے جا کر سب کی یادوں میں مسکراہٹیں بکھیرنے والی تھی۔۔۔

\*\*\*\*\*

The End

